نام نہاد محقق ماسٹر ضیاء الرحمٰن (دیوبندی) کی تالیف انوار اہلسنّت کا علمی وتحقیقی جائزہ

اِفتخارِ اہلِسنّت

مع

جُراتوں کا قافلہ

جنگ آزادی ۱۸۵۷ء میں حصہ لینے والے چند مشہور
علماء اہل سنت پر جبر وتشدد اور ظلم وستم کی داستاں

تالیف
ابو کلیم محمد صدیق فانی

نام نہاد محقق ماسٹر ضیاء الرحمٰن (دیوبندی) کی
تالیف انوار اہلسنت کا علمی و تحقیقی جائزہ

اِفتخارِ اہلِسنّت

مع

جُراتوں کا قافلہ

جنگ آزادی ۱۸۵۷ء میں حصہ لینے والے چند مشہور
علماء اہل سنت پر جبر و تشدد اور ظلم و ستم کی داستاں

تالیف

ابوکلیم محمد صدیق فانی

نظرثانی

مولانا ابوجلیل محمد خلیل خان فیضی
خطیب جامع مسجد فیضان مدینہ
اچل والا کوہی والا کیبر والا

مکتبہ قادریہ عالمیہ
نیک آباد مراڑیاں شریف گجرات
0300-6272130

نام کتاب : افتخار اہلسنت مع جرأتوں کا قافلہ

مصنف : ابو کلیم محمد صدیق فانی

کمپوزنگ : شبیر احمد رضوی (خانیوال، کبیر والا)

نظر ثانی : مولانا ابو جلیل محمد خلیل خان فیضی

پروف ریڈنگ : محمد شکیل قادری عطاری (خانیوال)

صفحات : 184

ہدیہ : 150 روپے

مکتبہ قادریہ عالمیہ
نیک آباد مراڑیاں شریف گجرات
0300-6272130

بفیضان کرم

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین وملت

حضرت **مولانا الشاہ احمد رضا خاں**

قادری بریلوی

قدس سرہٗ العزیز

انتساب

قدوۃ الخلف، بقیۃ السلف

حضرت علامہ شاہ محمد عبدالباری فرنگی محلی علیہ الرحمۃ (م ۱۳۴۴ھ)

کے نام

جن کے حکم سے مولوی اشرف علی تھانوی کی بہشتی زیور

اور حفظ الایمان فرنگی محل میں جلائی گئی تھیں[1]

---

[1] تذکرہ علمائے اہلسنت صفحہ نمبر ۴۷ از محمود احمد قادری استاذ مدرسہ احسن المدارس قدیم، کانپور بار دوم ۱۹۹۲ء ناشر سنی دارالاشاعت علویہ رضویہ فیصل آباد

حرفِ اوّل

از قلم محمد شکیل قادری عطاری

معزز قارئین کرام!

۲۰۰۳ء کے آخر میں دیوبندی مکتبہ فکر کی طرف سے ایک رسالہ بنام ''کشف حقیقت'' شائع ہو کر خانیوال میں مفت تقسیم ہوا جو کہ درمیانی سائز کے ۳۲ صفحات پر مشتمل تھا اور جس کے مؤلف کوئی گمنام ٹیچر ابو اسامہ ضیاء الرحمٰن تھے۔ اہل سنت و جماعت کی طرف سے اس کا جواب ''براہین اہل سنت'' کے نام سے جون ۲۰۰۴ء میں شائع کیا گیا جو کہ استاذ مکرم ابو کلیم محمد صدیق صاحب فانی نے تحریر فرمایا۔ رسالہ مذکور 23X36/16 سائز کے 104 صفحات پر مشتمل تھا۔ جس میں ماسٹر صاحب کی خیانت، دروغگوئی، دجل اور فریب کو طشت از بام کیا گیا تھا اور اپنے ایک معتبر ساتھی کے توسط سے ماسٹر صاحب تک پہنچا دیا گیا تھا۔

............☆☆☆☆☆............

ماہ اکتوبر ۲۰۰۵ء کی بات ہے کہ مولانا محمد خلیل خاں فیضی سکنہ علاقہ کوہی والا (کبیر والا) سر سید روڈ خانیوال پر واقع ایک کتب خانہ پر پین خریدنے کیلئے گئے تو اچانک وہاں ایک رسالہ ''انوار اہلسنت والجماعت'' پر ان کی نظر پڑی جو کہ ماہ اپریل ۲۰۰۵ء میں ''براہین اہلسنت'' کے جواب میں لکھا گیا تھا۔ موصوف بیس روپے کا وہاں سے خرید کر لائے اور استاذ گرامی کی خدمت میں پیش کیا، جس کا انہوں نے سرسری مطالعہ کیا اور فرمایا ''انشاء اللہ تعالیٰ'' کل سے اس کا جواب لکھنا شروع کروں گا۔ حالانکہ ماسٹر صاحب کا یہ اخلاقی فرض تھا کہ اگر انہوں نے ''براہین اہلسنت'' کا جواب لکھا تھا تو وہ اپنے کسی معتبر آدمی یا بذریعہ ڈاک ہم تک پہنچانے کی کوشش کرتے اور حیران کن بات یہ ہے کہ ''انوار اہلسنت والجماعت'' کا جو نسخہ ہمیں دستیاب ہوا ہے اس پر ناشر کا نام اور ملنے کا پتہ ہی درج نہیں۔

............☆☆☆☆☆............

اپنے زعم باطل میں ماسٹر صاحب نے ''انوار اہلسنت والجماعت'' لکھ کر ''براہین اہلسنت'' کا مکمل جواب دے دیا ہے حالانکہ یہ ان کی خواب خیالی اور دل کو فقط تسلی دینے کے سوا کچھ نہیں۔ آپ ایک پانچ رکنی کمیٹی جو کہ غیر جانبدار افراد پر مشتمل ہو بٹھا کر ان کے سامنے ''براہین اہلسنت'' اور اس کا جواب ''انوار اہلسنت'' رکھ دیں، وہ حضرات ان دونوں کتابوں کا بنظر عمیق مطالعہ کریں اور اللہ تعالیٰ کی ذات کو حاضر و ناظر سمجھ کر فیصلہ کر دیں کہ واقعی ''انوار اہلسنت'' ''براہین اہلسنت'' کا مکمل اور مدلل جواب ہے، تو ہم ماننے کیلئے تیار ہیں۔

اتنی نہ بڑھا پاکیٔ داماں کی حکایت
دامن کو ذرا دیکھ ذرا بند قبا دیکھ

بلکہ میں پورے وثوق سے کہتا ہوں کہ وہ ماسٹر صاحب کی تالیف ''انوار اہلسنت'' کو کذب بیانی، دروغگوئی اور مکر وفریب کا پلندہ قرار دیں گے۔

..........☆☆☆☆☆..........

ماسٹر صاحب نے ''براہین اہلسنت'' میں کئے گئے اعتراضات اور ان کے غلط حوالہ جات کے اندراجات کا کوئی جواب نہیں دیا جس کی ہم دوبارہ نشاندہی کرتے ہیں۔

صفحہ نمبر ۳...... پر ہم نے آپ کی خیانت کا ذکر کیا تھا کہ آپ ''تذکرہ اکابر اہلسنت'' پڑھنے کیلئے لے گئے اور اس میں سے وہ ورق ہی پھاڑ ڈالا جس پر لکھا تھا کہ میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ نے مولوی احمد علی لاہوری کو شرقپور میں جمعہ نہ پڑھانے دیا۔ اس خیانت کا تعلق حقوق العباد سے ہے جب تک آپ استاذیم فانی صاحب سے معافی نہ مانگیں گے آپ کا گناہ معاف نہ ہوگا۔

..........☆☆☆☆☆..........

صفحہ نمبر ۱۲...... پر آپ کے اعتراض ''آج کل نام نہاد لوگ حضرت مولانا محمد اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کی طرف ایک کتاب تقویۃ الایمان کو منسوب کرتے ہیں حالانکہ وہ کتاب آپ کی نہیں بلکہ خرم علی بہلوری کی تصنیف ہے۔ الخ

ہم نے مولوی اسماعیل دہلوی، مولوی اشرف علی تھانوی، مولوی رشید احمد گنگوہی اور

غلام رسول مہر وغیرہ کی شہادتوں سے ثابت کیا تھا کہ ''تقویۃ الایمان'' مولوی اسماعیل دہلوی کی کتاب ہے مگر آپ نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا بقول آپ کے مولوی اشرف علی تھانوی، مولوی اسماعیل دہلوی، مولوی رشید احمد گنگوہی اور غلام رسول مہر نیک نہاد تھے یا نام نہاد۔

صفحہ نمبر ۱۵...... پر ''مولوی اسماعیل دہلوی اور انگریزی حکومت کی پاسداری'' کے عنوان سے ہم نے لکھا تھا مگر آپ نے کوئی جواب نہیں دیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے یہ تسلیم کرلیا ہے کہ واقعی مولوی اسماعیل دہلوی انگریزوں کے حمایتی تھے۔

اسی صفحہ پر ''صراط مستقیم از مولوی محمد اسماعیل کی کتاب کے متعلق حضرت شاہ ابوالخیر سجادہ نشین حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں دہلوی کے تاثرات پیش کیے تھے مگر آپ ان کا جواب دینے سے قاصر رہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے یہ بات مان لی ہے کہ واقعی ''صراط مستقیم'' کی عبارت تنقیص رسالت پر مبنی ہے۔

صفحہ نمبر ۱۷...... پر علامہ اقبال کا قول نقل کیا تھا کہ دیوبندیت اور مرزائیت، وہابیت کی پیداوار ہیں اس کے متعلق آپ نے قلم کو بالکل حرکت نہیں دی جس سے اظہر من الشمس ہے کہ اس بات کو آپ صحیح مانتے ہیں۔

صفحہ نمبر ۳۱...... پر ہم نے ''مولوی اشرف علی کے رسالہ حفظ الایمان کی کفریہ عبارت کا رد کرنے پر دربار نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے خوشنودی کا پروانہ'' کے نام سے مشہور بزرگ سید محمد جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ تحریر کیا تھا مگر آپ اس کا جواب دینے سے محروم رہے۔

صفحہ نمبر ۳۲...... پر مولانا مہر محمد نور اللہ مرقدہٗ کا ایک قول نقل کیا تھا کہ ''دیوبندیوں کے صوفی بھی گستاخ ہوتے ہیں۔ اس عبارت کو بھی آپ شیر مادر سمجھ کر ہڑپ کر گئے۔ اور اس کا کوئی معقول جواب نہیں دیا۔

صفحہ نمبر ۳۷...... پر ہم نے براہین قاطعہ اور حفظ الایمان کی غیر اسلامی عبارات کے متعلق پیر کرم شاہ صاحب کے تاثرات نقل کیے تھے۔ مگر آپ نے ان کا جواب دینے سے خاموشی اختیار کی ہے۔

صفحہ نمبر ۴۴...... ''مولوی محمود الحسن دیوبندی اور علم حدیث'' اور

صفحہ نمبر ۴۵...... پر ''مولانا انور شاہ کشمیری اور علم صرف'' کے عنوان سے تنقید کی گئی تھی، مگر آپ سے ان کا جواب نہ بن پڑا۔

صفحہ نمبر ۵۱...... پر خواجہ قمرالدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کا تحذیر الناس کے متعلق ایک فتویٰ نقل کیا تھا جس میں انہوں نے اس کی عبارت کو غیر اسلامی عقیدہ ثابت کیا تھا اور مولوی رتو کالوی کے دجل وفریب کا پردہ اس طرح چاک کیا تھا۔

''لہٰذا فقیر کا فتویٰ عدم تکفیر اس فرضی زید کے متعلق نہ مصنف تحذیر الناس کیلئے''۔

''انوار اہلسنت'' میں اس کا بھی آپ سے کوئی جواب نہ بن پڑا۔

صفحہ نمبر ۵۸...... پر ہم نے مولانا معین الدین اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق تفصیلاً جواب لکھ دیا تھا شاید آپ کی آنکھ میں موتیا اتر آنے کی وجہ سے آپ کو نظر نہ آیا اور پھر وہی اعتراضات ''انوار اہلسنت'' میں دوبارہ لکھ کر کتاب کے حجم کو بڑھانے کیلئے اوراق سیاہ کر ڈالے۔

صفحہ نمبر ۷۹...... پر مولوی انور شاہ کشمیری اور قرآن مقدس میں تحریفِ لفظی کے ضمن میں تحریر کیا تھا مگر آپ نے اس کا بھی کوئی جواب نہیں دیا۔

صفحہ نمبر ۸۳...... پر درج ذیل عنوان سے لکھا تھا۔

''ماسٹر ضیاء الرحمٰن کا بہتانِ عظیم''۔

تحریک اکابر پاکستان کے صفحہ نمبر ۲۶۵ پر مولانا قاری احمد پیلی بھیتی کا تذکرہ ہی موجود نہیں۔ بلکہ پوری کتاب میں ان کا ذکر ہی نہیں۔

اس کا بھی آپ جواب نہ دے سکے۔

صفحہ نمبر ۸۶ تا صفحہ نمبر ۸۸...... پر ہم نے دیوبندی علماء کی پاکستان کے ساتھ دشمنی کے متعلق چند حوالہ جات درج کئے تھے مگر اس کے جواب میں آپ نے ایک لفظ بھی لکھنا گوارا نہیں کیا۔

صفحہ نمبر ۸۹...... پر تبلیغی نصاب سے ایک کفریہ عبارت نقل کی تھی اور ساتھ ہی اس عبارت کے متعلق دیوبندی مکتبہ فکر کے مشہور مدرسہ خیر المدارس ملتان کا فتویٰ بھی نقل کر دیا تھا۔ مگر آپ نے جواب دینے کی بجائے راہِ فرار اختیار کی۔

صفحہ نمبر ۹۶...... پر مولوی حسین علی واں بھچروی دیوبندی اور قبلہ عالم حضرت گولڑوی علیہ الرحمۃ کے درمیان مناظرہ کی مختصر روئیداد تحریر کی تھی۔ مگر آپ نے اس کا کوئی بھی جواب نہیں لکھا

صفحہ نمبر ۹۷...... پر ''تجلیات قریشی و مالکی'' مرتبہ و مؤلفہ مولانا عبدالمالک صدیقی سے چند اقتباسات مع تبصرہ نقل کئے تھے مگر آپ نے ان کے جوابات دینے کی بجائے خاموشی اختیار کی۔

یہ ہے آپ کی تالیف ''انوار اہلسنت والجماعت'' جس کو آپ اپنے زعم باطل میں ''براہین اہلسنت'' کا جواب سمجھ رہے ہیں۔ جرأت ہے تو مکمل ''براہین اہلسنت'' کا جواب لکھ کر منظر عام پر لائیں۔ علاوہ ازیں تالیف ''انوار اہلسنت والجماعت'' میں نہ کوئی ربط ہے نہ کوئی ترتیب ،ذہنی مریضوں کی طرح جو بات ذہن میں آئی لکھنی شروع کردی۔ نیز ایک ہی اعتراض کو مختلف اوراق پر بار بار دہرایا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ہم نے آپ کی تالیف ''انوار اہلسنت والجماعت'' کا مکمل اور مدلل جواب لکھ دیا ہے اور آپ کے غلط حوالہ جات کی نشاندہی بھی کردی ہے شاید آپ کا دل آپ کو ملامت کرے اور اللہ کریم آپ کو توبہ کرنے کی توفیق فرمادے۔

......☆☆☆☆☆......

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ استاذ یم فانی صاحب کی اس سعی جمیلہ کو قبول ومنظور فرما کر ذخیرہ آخرت بنائے اور ہم سب کو بروز محشر امام الانبیاء خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب فرمائے۔

آمین

بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

محمد شکیل قادری عطاری

عتیق منزل کالونی نمبر ا خانیوال

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

الزام

مولانا احمد رضا نے حضرات علماء اہل سنت والجماعت (دیوبند) کثر اللہ سوادھم کی عبارات میں قطع بُرید کر کے عقائد فاسدہ ان قدسی نفوس دامت مجدھم کی جانب منسوب کر کے علماء حرمین شریفین سے فتویٰ صادر کروایا۔ (انوار اہل سنت والجماعت صفحہ نمبر ۳)

نیز لکھتے ہیں: مولانا احمد رضا خان بریلوی نے حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتوی نور اللہ مرقدہٗ بانی دارالعلوم دیوبند کی تصنیف لطیف تحذیر الناس کی تین مختلف صفحات ۱۳، ۲۳، ۳ سے اپنی من چاہی عبارات سے ایک مسلسل کفریہ عبارت بنا کر آپ علیہ الرحمۃ کی جانب منسوب کر کے انتشار اُمت کی ناپاک کاروائی کی ہے۔ (انوار اہل سنت والجماعت صفحہ نمبر ۳)

جواب

یاد رہے کہ اعلیٰ حضرت مولانا الشاہ احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ العزیز نے تحذیر الناس کی تین عبارتوں کو مسلسل کلام میں بیان فرمایا ہے لیکن حضرت موصوف پر یہ الزام سراسر غلط ہے کہ انہوں نے ناتمام فقروں کو مختلف صفحات سے لے کر ایک ہی فقرہ بنا ڈالا۔ حقیقت یہ ہے کہ حسام الحرمین میں تحذیر الناس کی تین مستقل عبارتوں کا خلاصہ مسلسل کلام میں بیان کر دیا گیا ہے۔ حسام الحرمین کی عبارت حسب ذیل ہے۔

''قاسم النانوتوی صاحب تحذیر الناس وھو القائل فیہ لو فرض فی زمنہ صلی اللہ علیہ وسلم بل لو حدث بعدہ صلی اللہ علیہ وسلم نبی جدید لم یخل ذلک بخاتمیۃ وانما یتخیل العوام انہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین بمعنی اخر النبیین مع انہ لا فضل فیہ اصلاً عند اہل الفہم''۔ (حسام الحرمین صفحہ نمبر ۱۰۰)

اس عبارت میں تحذیر الناس کی تین مستقل عبارتوں کا خلاصہ بیان کیا گیا ہے وہ تین

عبارتیں حسب ذیل ہیں۔

(۱)۔ غرض اختتام اگر بایں معنی تجویز کیا جائے جو میں نے عرض کیا تو آپ کا خاتم ہونا انبیاء گزشتہ ہی کی نسبت خاص نہ ہوگا بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانہ میں بھی کہیں اور نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔ (تحذیر الناس صفحہ نمبر ۱۳)

(۲)۔ ہاں اگر خاتمیت بمعنی اتصاف ذاتی بوصف نبوت لیجئے جیسا کہ اس ہیچمدان نے عرض کیا ہے تو پھر سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور کسی کو افراد مقصود بالخلق میں سے مماثل نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نہیں کہہ سکتے بلکہ اس صورت میں فقط انبیاء کے افراد خارجی ہی پر آپ کی فضیلت ثابت نہ ہوگی افراد مقدر پر بھی آپ کی فضیلت ثابت ہو جائے گی بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم میں بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ (تحذیر الناس صفحہ نمبر ۲۳)

(۳)۔ بعد حمد وصلوٰۃ کے قبل عرض جواب یہ گزارش ہے کہ اوّل معنی خاتم النبیین معلوم کرنے چاہئیں تاکہ فہم جواب میں کچھ دقت نہ ہو سو عوام کے خیال میں تو رسول صلعم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔ الخ (تحذیر الناس صفحہ نمبر ۳)

فاضلِ بریلوی نور اللہ مرقدہٗ پر آپ کا اعتراض غلط ہے

آپ کا یہ اعتراض کہ حسام الحرمین میں تین مختلف صفحات سے بے ترتیب تین نا تمام فقروں کو لے کر ایک ہی فقرہ بنا ڈالا قطعاً غلط ہے۔ ہم نے تحذیر الناس کے تینوں بے ترتیب فقرے مختلف صفحات سے خط کشیدہ کی صورت میں نقل کر دیئے ہیں اور ساتھ ہی زائد عبارت بھی نقل کر دی ہے تاکہ ہر فقرہ کا تمام یا نا تمام ہونا اچھی طرح واضح ہو جائے۔ نیز ان کے مضمون کا وہ خلاصہ بھی ذہن نشین ہو جائے جسے حسام الحرمین میں بیان کیا گیا ہے۔

تینوں فقرے مکمل ہیں

ہر منصف مزاج آدمی تحذیر الناس کے منقولہ بالا تینوں فقروں کو پڑھ کر یہ فیصلہ کرنے پر مجبور ہوگا کہ یہ تینوں مستقل فقرے ہیں (جو کہ اسلامی عقائد کے بالکل خلاف ہیں)۔ صفحہ نمبر ۱۴ والے فقرے کا صاف وصریح مطلب یہ ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں بھی اگر کوئی نبی پیدا ہو جاتا تب بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے میں کوئی فرق نہ آتا۔ ''بالفرض'' کے لفظ سے ''پیدا'' ہونے کے معنی نکلتے ہیں۔ کیونکہ پہلے انبیاء میں سے کسی نہ کسی نبی کا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ اقدس میں ہونا تو امر واقعی ہے۔ جیسے عیسیٰ علیہ السلام۔ امر واقع کو ''بالفرض'' سے تعبیر نہیں کیا جاسکتا۔ اس لئے زمانہ نبوی میں کہیں کسی اور نبی کا ہونا ''مطلقاً ہونے'' کے معنی نہیں دیتا بلکہ پیدا ہونے کے معنی میں دلالت کرتا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ ایک مستقل مضمون ہے جسے مستقل فقرہ میں صاحب تحذیر الناس نے بیان کیا ہے۔ نیز یہی معنی مرزائی تجویز کرتے ہیں اور یہ ایسے معنی ہیں جنہیں اس آیہ کریمہ کی تفسیر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر آج تک کسی نے تجویز نہیں کیا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد جدید نبی

صفحہ نمبر ۲۳ والے دوسرے فقرے کا واضح اور روشن مفہوم یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی اگر کوئی جدید نبی مبعوث ہو جائے تب بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے میں کوئی فرق نہ آئے گا۔ یہ بھی ایک مستقل مفہوم ہے۔ جسے مکمل عبارت میں صاحب تحذیر الناس نے بیان کیا ہے۔

صفحہ نمبر ۳ والے تیسرے فقرے کا صاف اور واضح مطلب یہ ہے کہ تاخر زمانی میں فضیلت ماننا اور خاتم النبیین کے یہ معنی سمجھنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پچھلے نبی ہیں عوام کا خیال ہے سمجھ دار لوگوں کے نزدیک اس میں کچھ فضیلت نہیں۔ لہٰذا یہ معنی غلط ہیں کیونکہ اگر یہ معنی صحیح ہوں تو مقام مدح میں اللہ تعالیٰ کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین فرمانا غلط ہو جائے گا یہ مضمون بھی مکمل ہے جسے مستقل عبارت میں بیان کیا گیا ہے۔

تین عبارتوں کا مفہوم

ان تینوں عبارتوں اور ان کے واضح مطلب کو دیکھنے اور سمجھنے کے بعد یہ کہنا کہ نامکمل اور بے ترتیب فقروں کو جوڑ کر کفریہ معنی پیدا کیے گئے ہیں سراسر ظلم اور زیادتی نہیں تو اور کیا ہے۔ تحذیر الناس کی ان تینوں عبارتوں کو ترتیب سے پڑھا جائے یا بے ترتیب، ایک عبارت کو پڑھا جائے یا تینوں کو ہر ایک کا وہی مطلب ہوگا جو بیان کیا جا چکا ہے اور یہ تینوں عبارتیں اسلام کے تین اصولی عقیدوں کے خلاف ہیں۔

(۱)۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے زمانہ میں بھی کسی نبی کا پیدا ہونا اسلامی عقیدہ کے منافی ہے مگر تحذیر الناس کی پہلی عبارت (ہماری ترتیب کے مطابق) میں صاف مذکور ہے کہ اگر بالفرض آپ کے زمانہ میں بھی کہیں اور نبی (پیدا) ہو جب بھی آپ کا خاتم النبیین ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔(صفحہ نمبر ۱۳)

(۲)۔ دوسری عبارت میں واضح طور پر مذکور ہے کہ "بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔(صفحہ نمبر ۲۳)

حالانکہ بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کسی نبی کے پیدا ہونے سے خاتمیت محمدی میں ضرور فرق آئے گا۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے بعد کسی نبی کا پیدا ہونا اسلام کے بنیادی عقیدہ کے قطعاً مخالف ہے۔

(۳)۔ تیسری عبارت میں بھی صاف صاف مذکور ہے کہ "عوام کے خیال میں تو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب سے آخری نبی ہیں"۔ مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔(صفحہ نمبر ۳)

ہر مسلمان قطعاً یقیناً جانتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا بلاشبہ اس معنی میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ انبیاء سابقین کے زمانہ کے بعد ہے اور آپ سب میں آخری نبی ہیں۔

مذکورہ بالا خط کشیدہ عبارت میں خاتم النبیین کے معنی آخری نبی کو عوام کا خیال قرار دینا معاذ اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ اور اس وقت تک کی ساری امت کو عوام میں شمار کرنا نہیں تو اور کیا ہے۔

نیز دیکھنا چاہیے کہ خاتم النبیین کو آخر النبیین کے معنی میں کس کس نے لیا ہے تا کہ معلوم ہو جائے کہ حسب زعم نانوتوی صاحب وہ ناسمجھ عوام کون لوگ ہیں۔ وہ ذات قدسیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، خلفائے راشدین، صحابہ کرام، اہل بیت اطہار، ائمہ مجتہدین اور علمائے راسخین ہیں جنہوں نے لفظ خاتم النبیین کو آخر النبیین کے معنی میں لیا ہے۔ لہٰذا بمعیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام اخیار امت بلکہ کل امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والتحیۃ ''معاذ اللہ'' ناسمجھ عوام میں داخل ہو گئے۔

مولوی محمد قاسم نانوتوی اور عقیدۂ بدعت ضلالہ

نبوت ورسالت میں ذاتی اور عرضی کی تفریق باطل ہے۔ نبوت کو بالذات اور بالعرض میں تقسیم کرنا نانوتوی صاحب کی اتنی بڑی بدعت ہے جو چودہ سو (۱۴۰۰) برس کے عرصہ میں کسی مسلمان نے نہیں کی اور یہ عقیدہ بدعت ضلالہ ہے۔

علاوہ ازیں اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ قرآن کریم میں جو لفظ خاتم النبیین وارد ہوا ہے اس کے معنی منقول متواتر آخر النبیین ہی ہیں جو شخص اس کو عوام کا خیال بتاتا ہے، قرآن کریم کے معنی منقول متواتر کا منکر ہے۔ (از افادات علامہ سید احمد سعید کاظمی علیہ الرحمۃ)

احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم

(۱)۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میری اور انبیاء کی مثال اس طرح سمجھو کہ ایک محل ہے جس کی تعمیر عمدہ ہے ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی گئی ہے دیکھنے والے اس کے گرد گھومتے ہیں مگر اس ایک اینٹ کی جگہ کی کمی محسوس کرتے ہیں۔ میں نے اس اینٹ کی جگہ پُر کر دی میرے ساتھ عمارت مکمل کر دی گئی اور میرے ساتھ رسول ختم کر دیئے گئے۔ ایک روایت میں ہے وہ اینٹ میں ہوں اور میں خاتم

النبیین ہوں"۔ (متفق علیہ مشکوٰۃ۱صفحہ نمبر ۱۱۶ جلد نمبر ۳ مترجم، طبع لاہور)

(۲)۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چھ چیزوں کی مجھ کو دوسرے انبیاء پر فضیلت ہے۔ میں جوامع الکلم دیا گیا ہوں، رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی ہے، غنائم میرے لئے حلال کردی گئی ہیں، زمین میرے لئے مسجد اور پاکیزہ بنادی گئی ہے، میں سب لوگوں کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں اور میرے ساتھ انبیاء ختم کر دیئے گئے ہیں۔ (مسلم، مشکوٰۃ۲ صفحہ نمبر ۱۱۶ جلد ۳ مترجم، طبع لاہور)

- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں ستائیس۳ (۲۷) دجال اور کذاب ہوں گے جن میں سے چار عورتیں ہوں گی حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا۔ (مسند احمد صفحہ نمبر ۳۹۶ جلد ۵)
- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انبیاء میں سب سے پہلے آدم علیہ السلام ہیں اور سب سے آخر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں۔ (ابن حبان)
- حضرت مالک ابن حویرث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ کیا تم اس کو پسند نہیں کرتے کہ تم ایسے ہو جیسے ہارون موسیٰ علیہما السلام کے ساتھ تھے مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا۔ (مستدرک، طبرانی کبیر)
- حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۱۔ صحیح البخاری رقم الحدیث ۳۵۳۵، صحیح مسلم رقم الحدیث ۲۲۸۶، السنن الکبریٰ للبیہقی رقم الحدیث ۱۱۴۲۲، مسند احمد رقم الحدیث ۷۴۷۹ طبع بیروت۔

۲۔ مسلم رقم الحدیث ۵۲۳، ترمذی شریف رقم الحدیث ۱۵۵۳، مسند احمد صفحہ نمبر ۴۱۲ جلد ۲۔

۳۔ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ نے میرے لئے تمام روئے زمین کو لپیٹ دیا اور میں نے اس کے مشارق اور مغارب کو دیکھ لیا (الی قولہ) عنقریب میری امت میں تیس (۳۰) کذاب (پیدا) ہوں گے ان میں سے ہر ایک کا گمان ہوگا کہ وہ نبی ہے اور میں خاتم النبیین ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ ابوداؤد رقم الحدیث ۴۲۵۲، مسلم رقم الحدیث ۲۸۸۹، ترمذی رقم الحدیث ۲۲۰۲، ابن ماجہ رقم الحدیث ۳۹۵۲، بخاری شریف رقم الحدیث ۷۱۲۱ میں ہے عنقریب تیس (۳۰) کذاب نکلیں گے ان میں سے ہر ایک کا زعم ہوگا کہ وہ رسول اللہ ہے (ابوالجلیل فیضی غفرلہ)۔

نے کہ میں اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں اور تمام انبیاء کا خاتم اور آخر۔ (بیہقی، مستدرک اور حاکم نے اس کی تصحیح فرمائی)

منکر ختم نبوت باجماع صحابہ وتابعین کافر ہے

مسیلمہ کذاب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں دعوئی نبوت کیا اور بہت سے لوگ اس کے پیروکار ہو گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد سب سے پہلا مہم جہاد جو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں کیا وہ اسی کی جماعت پر تھا۔ جمہور صحابہ مہاجرین وانصار نے اس کو محض دعوئی نبوت کی وجہ سے اور اس کی جماعت کو اس کی تصدیق کی بنا پر کافر سمجھا اور باجماع صحابہ وتابعین ان کے ساتھ وہی معاملہ کیا گیا جو کفار کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ اور یہی سب سے پہلا اجماع تھا حالانکہ مسیلمہ کذاب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور قرآن کا منکر نہ تھا۔ (ختم نبوت حصہ سوم صفحہ نمبر ۳۰۲ از مفتی محمد شفیع دیوبندی کراچی)

- حضرت قاضی عیاض مالکی اندلسی (المتوفی ۵۴۴ھ) علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

اس لئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا اور اللہ کی طرف سے یہ خبر دی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں اور اسی پر امت کا اجماع ہے کہ یہ کلام بالکل اپنے ظاہری معنوں پر محمول ہے اور جو اس کا مفہوم ظاہری الفاظ سے سمجھ میں آتا ہے وہی بغیر کسی تاویل وتخصیص کے مراد ہے۔ پس ان لوگوں کے کفر میں کوئی شبہ نہیں جو اس کا انکار کریں اور یہ قطعی اور اجماعی عقیدہ ہے۔

(شفا از قاضی عیاض مالکی اندلسی جلد نمبر ۲)

- امام طحاوی حنفی (المتوفی ۳۲۱ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

اور دعوئی نبوت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بغاوت اور گمراہی ہے اور آپ ہی تمام مخلوق جن وانس کیلئے رسول ہیں۔

- علامہ خفاجی حنفی (المتوفی ۱۰۶۹ھ) علیہ الرحمۃ شرح شفا میں لکھتے ہیں:

اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہ کوئی نبی ہے نہ رسول اور نہ آپ کے عہد

میں (پیدا ہوگا)۔ (نسیم الریاض)

- فتاوی عالمگیری میں ہے:

جب تک کوئی آدمی یہ عقیدہ نہ رکھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں تو وہ مسلمان نہیں۔ (فتاوی عالمگیری جلد نمبر ۳)

- ملا علی قاری حنفی (المتوفی ۱۰۱۴ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

اور نبوت کا دعویٰ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد باجماع کفر ہے۔ (شرح فقہ اکبر)

- حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (م ۱۲۳۹ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسول ہیں اور انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں۔ (میزان العقائد)

- حضرت امام محمد غزالی (المتوفی ۵۰۵ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

بے شک امت نے اس لفظ خاتم النبیین اور (لانبی بعدی) سے اور قرائن احوال سے باجماع یہی سمجھا ہے کہ آپکے بعد اب تک نہ کوئی نبی ہوگا اور نہ کوئی رسول اور یہ کہ نہ اس میں کوئی تاویل چل سکتی ہے نہ تخصیص۔ (الاقتصاد صفحہ نمبر ۱۲۸ طبع مصر بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع دیوبندی کراچی)

تمام معروضات کا خلاصہ یہ ہے کہ:

(۱)۔ خاتم النبیین کا معنی آخری نبی خود اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو تعلیم فرمائے اسکی دلیل یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید کے وہی معنی بیان فرمائے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تعلیم فرمائے دنیا میں کوئی شخص ہے جو یہ ثابت کردے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین کے علاوہ بیان فرمائے ہوں بلکہ اس کے بغیر اس مضمون کی تمام احادیث میں خاتم النبیین کے معنی آخری نبی ہی وارد ہیں۔ چنانچہ ارشاد فرمایا "انا خاتم النبیین لا نبی بعدی" میں خاتم النبیین ہوں یعنی آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

(۲)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی معنی صحابہ کرام کو تعلیم فرمائے اور صحابہ کرام نے تابعین عظام کو علی ہذا القیاس تمام محدثین، مفسرین، ائمہ مجتہدین کل علماء راسخین نے خاتم النبیین کے معنی صرف آخر النبیین سمجھے ہیں اور اسی پر ایمان لائے۔ اگر کوئی شخص یہ ثابت کردے کہ صحابہ یا

تابعین یا ائمہ مجتہدین میں سے کسی نے خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین کے علاوہ بیان کئے ہوں تو ہم اپنی غلطی تسلیم کرلیں گے۔

(۳)۔ قرآن کریم کے لفظ خاتم النبیین کے معنی صرف آخر النبیین قطعی اجماعی ہیں جیسا کہ ہم نے شفاء از قاضی عیاض مالکی اندلسی علیہ الرحمۃ جلد نمبر۲ سے نقل کر چکے ہیں۔

مرزائی بھی خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین کو عوام کا خیال بتاتے ہیں:

پس احمدیوں کا ہرگز یہ عقیدہ نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نعوذ باللہ خاتم النبیین نہیں تھے جو کچھ احمدی کہتے ہیں وہ صرف یہ ہے کہ خاتم النبیین کے وہ معنی جو اس وقت مسلمانوں میں رائج ہیں (یعنی آخری نبی) نہ تو قرآن کریم کی متذکرہ بالا آیت پر چسپاں ہوتے ہیں اور نہ ہی اس سے رسول کریم کی عزت اور شان اس طرح ظاہر ہوتی ہے جس عزت اور شان کی طرف اس آیت میں اشارہ کیا گیا ہے۔ (احمدیت کا پیغام صفحہ نمبر۱۰ طبع حیدر آباد دکن بار دوم ۱۹۵۰ء/۱۳۷۰ھ)

مولوی محمد قاسم نانوتوی لکھتے ہیں:

بعد حمد و صلوٰۃ کے قبل عرض جواب یہ گزارش ہے کہ اول معنی خاتم النبیین معلوم کرنے چاہئیں تاکہ فہم جواب میں کچھ دقت نہ ہو سو عوام کے خیال میں تو رسول صلعم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔

ماسٹر جی! ذرا دونوں عبارتوں کو بغض و عناد کی عینک اتار کر پڑھیں جن سے اظہر من الشمس ہے کہ دونوں حضرات خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین کو مقام مدح میں تسلیم نہیں کرتے اور خاتم النبیین کے قطعی اور اجماعی معنی آخری نبی کو تسلیم نہیں کرتے۔[1]

---

[1] قاری محمد طیب دیوبندی لکھتے ہیں ختم نبوت کا یہ معنی لینا کہ نبوت کا دروازہ بند ہوگیا یہ دنیا کو دھوکہ دینا ہے (خطبات حکیم الاسلام صفحہ نمبر۵۵ جلد اول طبع ملتان ۱۴۰۰ھ) (ابو الجلیل غفرلہ)

اعتراض

(حسام الحرمین میں درج کفریہ عبارات پر علماء حرمین شریفین نے) فتویٰ دیتے وقت یہ شرط عائد فرمائی کہ اگر بعد تحقیق مذکورہ اشخاص کا کفر ثابت ہو جائے تو حکم تکفیر وارد ہے ورنہ اس کا ذمہ راقم یعنی مولانا احمد رضا بریلوی پر ہوگا۔ (انوار اہلسنت والجماعت صفحہ نمبر ۳)

جواب

مولانا علامہ شیخ صالح کمال مکی نے حسام الحرمین پر اپنی تقریظ لکھتے وقت مولانا احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ سے مخاطب ہوتے ہوئے لکھتے ہیں:

اللہ تعالیٰ آپ کو مسلمانوں کیلئے مضبوط قلعہ بنا کر قائم رکھے اور اپنی بارگاہ میں سے آپ کو بڑا اجر اور بلند مقام دے اور بے شک گمراہی کے پیشوا جن کا تم نے نام لیا ہے ایسے ہی ہیں جیسا تم نے کہا اور تم نے ان کے بارے میں جو کچھ کہا سزاوار قبول ہے۔ تو ان کا جو حال تم نے بیان کیا اس پر وہ کافر اور دین سے باہر ہیں۔ مسلمان پر واجب ہے کہ لوگوں کو ان سے ڈرائے اور ان سے نفرت دلائے۔ (تمہید الایمان مع حسام الحرمین مترجم صفحہ نمبر ۸۱)

ان دونوں عبارتوں کو غور سے پڑھئے اور امام الخائنین کی خیانت کو داد تحسین دیجئے۔ ماسٹر صاحب نے یہاں دو جھوٹ بولے ہیں:

(۱)۔ لکھتے ہیں ان اہل علم علماء کرام دامت برکاتہم نے فتویٰ دیتے وقت شرط عائد فرمائی کہ اگر بعد تحقیق مذکورہ اشخاص کا کفر ثابت ہو جائے تو حکم تکفیر وارد ہے۔ الخ (انوار اہلسنت والجماعت صفحہ نمبر ۳)

ماسٹر صاحب نے ایک عالم دین شیخ صالح کمال مکی کی ایک عبارت میں قطع برید کر کے اس کو تمام علمائے حرمین شریفین کی طرف منسوب کر کے دجل و فریب اور کذب بیانی سے کام لیا ہے لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

(۲)۔ ''انوار اہلسنت والجماعت'' کا مطالعہ کرنے والوں کو دھوکا دیا ہے کہ تمام علمائے حرمین شریفین نے یہ شرط لگائی ہے۔

اور امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''من غش فلیس منا''۔ (الجامع الصغیر صفحہ نمبر ۱۷۵ جلد نمبر ۲ عربی)

''جو کسی مسلمان کو دھوکا دے وہ ہم میں سے نہیں''۔

یعنی وہ ہمارے طریقہ پر نہیں بلکہ صراط مستقیم سے بھٹکا ہوا ہے۔

ماسٹر صاحب خوب! کفریات کی وکالت کرتے ہوئے یہ انعامات ملے کہ گلے میں لعنت کا طوق پڑا اور صراط مستقیم سے بھٹک کر ضلالت کے عمیق گڑھے میں جا گرے۔

رہا حسام الحرمین میں درج کفریہ عبارات کا کفریہ ہونا تو یہ ایک حقیقت مسلمہ ہے جن کو علمائے حرمین شریفین کے علاوہ برصغیر پاک و ہند کے مفتیان اہل سنت اور جید علماء کرام نے بھی کفر یہ قرار دیا ہے (دیکھیے حسام الحرمین، الصوارم الہندیہ)

اور خط کشیدہ الفاظ کے یہ معنی ہیں کہ ہمارے شیخ آپ نے ان افراد کی اردو کتب سے بعض کفریہ عبارتوں کی جو نشاندہی کی ہے اور عربی زبان میں ان کا خلاصہ پیش کیا ہے اور ان پر جو شرعی حکم لگایا ہے اس پر وہ کافر اور دین سے باہر ہیں۔

علاوہ ازیں مولوی اشرف علی تھانوی کی حفظ الایمان کی عبارت کے کفر کے متعلق تو دربار نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے تصدیق ہو چکی ہے۔

مولوی اشرف علی تھانوی کے رسالہ حفظ الایمان کی کفریہ عبارت کا رد کرنے پر دربار نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے خوشنودی کا پروانہ

دہلی کے مشہور بزرگ حضرت مولانا شاہ ابوالحسن زید فاروقی نے ''مقامات ابوالخیر'' کے نام سے اپنے والد ماجد حضرت شاہ ابوالخیر مجددی کی سوانح حیات تصنیف کی ہے جو کافی ضخیم اور معلومات کا بیش بہا ذخیرہ ہے۔

موصوف اپنی اس کتاب میں حیدر آباد (دکن) کے ایک مشہور بزرگ سید محمد جیلانی

رفائی قادری خالدی نقشبندی حیدرآبادی ثم المدنی کا ایک ایمان افروز واقعہ ان کے پوتے حضرت سید نذیر احمد کی روایت سے نقل کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ:

میرے دادا کے پاس حیدرآباد کے لوگ مولوی اشرف علی صاحب کا رسالہ حفظ الایمان لائے اور اس کے متعلق آپ سے دریافت کیا آپ نے رسالہ پڑھ کر فرمایا کہ علم غیب کے متعلق مولوی اشرف علی نے نہایت قبیح عبارت لکھی ہے۔ اس کے چند روز بعد مکہ مسجد میں مولوی اشرف علی تھانوی بیٹھے تھے میرے دادا نے منبر پر کھڑے ہوکر مولوی اشرف علی تھانوی کے رسالہ کی قباحت بیان کی اور کہا کہ عبارت سے بوئے کفر آتی ہے۔ اور چند روز کے بعد مولانا حافظ احمد فرزند مولوی قاسم نانوتوی کے مکان پر علماء کا اجتماع بھی بلایا اور آپ تشریف لے گئے وہاں پر حفظ الایمان کی عبارت پر علماء سے اظہار خیال کیا آپ نے اس رسالہ کی قباحت کا بیان کیا اور رسالہ کے خلاف فتویٰ دیا۔ (مقاماتِ ابوالخیر صفحہ نمبر ۶۱۶)

پھر تھوڑے دنوں کے بعد آپ (سید محمد جیلانی) نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے رسالہ حفظ الایمان کی عبارت کا رد کرنے اور اس کو قبیح کہنے پر اظہار خوشی فرما رہے ہیں اور آنحضرت نے آپ سے فرمایا ہم تم سے خوش ہوئے تم کیا چاہتے ہو، آپ نے عرض کیا کہ میری تمنا ہے کہ اپنی باقی زندگی مدینہ منورہ میں بسر کروں اور مدینہ کی پاک مٹی میں دفن ہوں۔ آپ کی عرض منظور ہوئی اور آپ اس کے بعد مدینہ منورہ ہجرت کر کے دس سال وہاں مقیم رہے۔ ۱۳۶۴ھ میں رحلت فرما گئے۔ (مقاماتِ ابوالخیر صفحہ نمبر ۶۱۶)

مولانا محمد صدیق بڑودی فاضل مدرسہ دیوبند سابق

مفتی سورتی مسجد رنگون ......اور......

دیوبندیوں کے اکابر کی کفریہ عبارات

(۱)۔ حضور فخر موجودات علیہ افضل الصلوٰۃ واتم التسلیمات کا علم شریف وہ بحر ذخار اور

دریائے ناپیدا کنار ہے جس کی کوئی حد وغایت نہیں آپ کو اولین وآخرین کا علم عطا ہوا ہے۔ حدیث مقدس علمت علم الاولین والآخرین (اوکما قال) اس کیلئے دلیل ناطق وشاہد صادق ہے ہاں حق سبحانہ وتعالیٰ کا علم اور آپ کا علم مساوی اور برابر نہیں دونوں میں فرق بین ہے۔ علم باری تعالیٰ محیط اور علم حضور پر نور علیہ الصلوٰۃ والسلام محاط، وہ علم قدیم یہ حادث، وہ ذاتی یہ عطائی اور پھر کمیت ومقدار کا فرق بھی موجود یعنی حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم شریف حق سبحانہ وتعالیٰ کے علم کے مقابلے میں ایسا (بھی نہیں) ہے کہ جیسا کہ سات دریاؤں میں سے ایک قطرہ لیکن مخلوقات میں کوئی آپ کے علم کے برابر نہیں، یہاں تک کہ انبیاء سابقین علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کو جس قدر بھی علم عطا ہوا وہ آپ کے علم شریف کے مقابلہ میں ایسا ہے جیسا کہ سات دریاؤں میں سے ایک قطرہ۔ چنانچہ روح المعانی میں قولہ تعالیٰ ولا یحیطون بشیٔ من علمہ کے تحت مرقوم ہے: علم الاولیاء من الانبیاء بمنزلۃ قطرۃ من سبعۃ البحر وعلم الانبیاء من علم نبینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھذا المنزلۃ وعلم نبینا صلی اللہ علیہ وسلم من علم الحق سبحانہ بھذہ المنزلۃ قصیدہ بردہ میں ہے۔

فان من جودک الدنیا و ضرتہا
و من علومک علم اللوح والقلم

غرضیکہ بہ نسبت مخلوقات کے آپ کے علم کی کوئی انتہا وغایت نہیں ہے۔

لایمکن الثناء کما کان حقہ'
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

پس ایسے علم شریف ناپیدا کنار کو جانوروں اور پاگلوں کے علم کی طرح تحریر کرنا اور اس کے ساتھ تشبیہ دینا صراحۃً کفر وجہالت اور کھلی حماقت ونادانی ہے۔ نبی برگزیدہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت توہین ہے اور آپکی شان اقدس میں ایک شمہ برابر گستاخی کرنے والا قطعاً مرتد ہے۔ اللّٰھم احفظنا

(۲)۔ شیطان کیلئے تمام روئے زمین کا علم محیط نص سے ماننا اور حضور پر نور علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام کا علم اس سے کم تر بتانا کما حررہ السائل یہ یقینی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت ترین توہین اور ایسا تحریر کرنے والا قطعاً مرتد ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کی تو وہ شان ہے کہ شیطان تو درکنار اولوالعزم انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام بھی اس کے قریب نہیں پہنچے۔ الخ

(۳)۔ حضور نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کو خاتم النبیین نہ ماننا اور آپ کے بعد میں دوسرے نبی کے وجود کو ممکن اور جائز سمجھنا بلاشبہ نصوص قطعیہ صریحہ کا انکار ہے جو صراحۃً کفر وارتداد ہے۔ الخ۔ کتبہ العبد الفقیر الی ربہ الغنی محمد صدیق بڑودی غفر اللہ لہ ولوالدیہ ولمشائخہ اجمعین (الصوارم الہندیہ صفحہ نمبر ۱۵۱)

پرستارانِ تحذیر الناس کا ایک اعتراض اور اس کا جواب

حسام الحرمین کی عبارت پر یہ بھی اعتراض کیا جاتا ہے کہ تحذیر الناس کی عبارت یہ ہے کہ ''اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں ''بالذات'' کچھ فضیلت نہیں۔ لیکن حسام الحرمین میں اس کا ترجمہ یوں کیا گیا ہے۔

''لا فضل فیہ اصلاً عند اھل الفھم''

جواب

مقام مدح بیان کرنے کیلئے کسی وصف میں ''بالذات فضیلت'' ہونا ضروری نہیں اس لئے لفظ بالذات اس عبارت میں مہمل ہے۔ نانوتوی صاحب نے اس عبارت ''میں کچھ فضیلت نہیں'' کہہ کر اصلاً فضیلت کا انکار کیا ہے ورنہ لفظ کچھ نہ لکھتے۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے لفظ ''بالذات'' کو اس کے مہمل ہونے کی وجہ سے ترجمہ چھوڑ دیا اور لفظ ''کچھ کا مفہوم'' اصلاً کہہ کر بیان کیا۔ اب سوچیے کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے یہاں کون سی خیانت کی۔ خود نانوتوی صاحب کے نزدیک بھی یہاں ''لفظ بالذات'' بے معنی تھا اس لئے انہوں نے تحذیر الناس کی عبارت کا خلاصہ بیان کرتے ہوئے ''لفظ بالذات'' کو چھوڑ دیا ہے۔

دیکھیے مکتوبات قاسم المعروف قاسم العلوم مع اردو ترجمہ انوار النجوم صفحہ نمبر ۵۵ طبع لاہور (مکتوب اوّل بنام مولوی محمد فاضل)

''معنی خاتم النبیین در نظر ظاہر پرستاں ہمیں باشد کہ زمانہ نبوی آخر است از زمانہ گزشتہ و باز نبی دیگر نخواہد آمد مگر میدانی کہ ایں تخنیست کہ مدحی است درآں نہ ذمی اھ (ترجمہ) خاتم النبیین

کا معنی سطحی نظر والوں کے نزدیک تو یہی ہے کہ زمانہ نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) گزشتہ انبیاء کے زمانے سے آخر کار ہے اور اب کوئی نبی نہیں آئے گا مگر آپ جانتے ہیں کہ یہ ایک ایسی بات ہے کہ جس میں خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی نہ تو کوئی تعریف ہے اور نہ کوئی برائی اھ (انوار النجوم صفحہ نمبر ۵۵)

اس عبارت میں نانوتوی صاحب نے فضیلت بالذات کا ذکر نہیں کیا صرف اتنا کہہ کر کلام ختم کردیا کہ ''مدحی است در آں نہ ذمی'' معلوم ہوا کہ لفظ بالذات کا مہمل ہونا نانوتوی صاحب کو بھی مسلم ہے اگر اس کا نام خیانت ہے تو نانوتوی صاحب نے بھی تحذیر الناس کا خلاصہ بیان کرتے ہوئے خیانت کا ارتکاب کیا ہے۔ فما جوابکم فھو جوابنا۔

لہٰذا اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے مولوی محمد قاسم نانوتوی کی کتاب تحذیر الناس کی ہر سہ (۳) عبارت کے مطالب و معانی کو نقل کیا ہے۔ الفاظ وکلمات کی نقل کا حسام الحرمین میں کسی جگہ دعویٰ نہیں کیا۔ اگر کوئی شخص حسام الحرمین میں نقل والفاظ کے دعویٰ کا مدعی ہے تو اس پر دلیل لائے۔ ہم پورے وثوق سے کہتے ہیں کہ وہ نقل الفاظ وکلمات کا دعویٰ ثابت نہ کر سکے گا۔ اور اہل علم سے مخفی نہیں کہ نقل بالمعنی کیلئے الفاظ وکلمات کو بعینہٖ نقل کرنا قطعاً ضروری نہیں۔ لہٰذا حسام الحرمین میں ''بالذات'' کا لفظ نہ ہونا ہرگز خیانت پر محمول نہیں کیا جا سکتا۔

بلکہ نانوتوی صاحب نے دین میں خیانت کی ہے۔ مقام مدح میں کسی وصف کے ذکر کئے جانے کو اس میں ''بالذات فضیلت'' کی قید لگا دی اور یہ نہ سمجھا کہ بکثرت نصوص شرعیہ آیات و احادیث میں ایسے اوصاف کو مدح میں بیان فرمایا گیا ہے جن میں بالذات فضیلت نہیں بلکہ بالنسبۃ الیٰ مضاف الیہ فضیلت ہے۔ معلوم نہیں کس موڈ میں نانوتوی صاحب نے بالذات کی قید لگائی تھی جسے بعد میں مہمل سمجھ کر مکتوب کی عبارت میں خود ہی اڑا دیا۔

خلاصہ یہ ہے کہ لفظ ''خاتم النبیین'' مرکب اضافی ہے اور لفظ خاتم بمعنی آخر ہے، کیونکہ وہ النبیین کی طرف مضاف ہے اس میں اضافت کی وجہ سے فضیلت اور اس کا مقام مدح میں بیان فرمانا بالکل صحیح ہے علاوہ ازیں نانوتوی صاحب نے اتنا بھی نہ سمجھا کہ تکمیل دین کا تعلق تاخر زمانی

سے ہے اور تکمیل دین فضیلت عظمیٰ ہے۔اس لئے تاخر زمانی یقیناً فضیلت کا وصف ہے اور اس فضیلت کی وجہ سے مقام مدح میں اس کا ذکر یقیناً صحیح اور درست ہے۔(از افادات علامہ سید احمد سعید کاظمی علیہ الرحمۃ)

الزام

نام نہاد محقق ماسٹر ضیاء الرحمٰن لکھتے ہیں:

راقم الحروف محترم فانی صاحب کا بے حد مشکور ہے کہ انہوں نے اپنے مجدد کی علمی بددیانتی کا پردہ خود ہی چاک کر دیا۔وہ تین عبارات جنہیں مولانا احمد رضا بریلوی نے مختلف صفحات سے لے کر ایک عبارت بنا کر لکھا تھا فانی صاحب نے اسی من گھڑت ایک عبارت کو تین عبارت کی صورت میں لکھ کر مولانا احمد رضا بریلوی کی علمی بددیانتی کی ناپاک کاروائی کا پردہ اٹھا دیا۔الخ (انوار اہلسنت والجماعت صفحہ نمبر ۳)

جواب

''تحذیر الناس'' کی تینوں عبارتیں اپنی اپنی جگہ پر مستقل کفریہ عبارتیں ہیں انہیں ترتیب سے لکھا جائے یا بے ترتیب ان کا کفر اپنی اپنی جگہ پر برقرار رہے گا، جیسے تین کافروں کو ایک قطار میں کھڑا کر دیا جائے، پھر پہلے کو تیسرے کی جگہ اور تیسرے کو پہلے کی جگہ کھڑا کر دیا جائے تو وہ کافر کے کافر ہی رہیں گے۔امام احمد رضا نے تحذیر الناس کی مختلف صفحات سے تین عبارتیں لے کر ان کا خلاصہ عربی زبان میں تحریر فرمایا ہے جس سے تین کفریات کی نشاندہی ہوتی ہے۔

آپ کا یہ کہنا کہ مولانا احمد رضا خاں بریلوی نے تحذیر الناس سے مختلف تین جگہوں سے عبارات لے کر ایک عبارت بنائی جس کی وجہ سے وہ کفریہ عبارت بن گئی سراسر بہتان تراشی، دروغگوئی اور جہالت کے سوا کچھ نہیں۔

یاد رہے کہ حسام الحرمین میں تحذیر الناس کے مختلف مقامات سے جو تین عبارتیں نقل کی گئی ہیں۔وہ نا تمام فقرے نہیں بلکہ مستقل عبارتیں ہیں پورے پورے جملے ہیں اور ان میں سے ہر ایک جملہ بجائے خود ایک غیر اسلامی عقیدہ کو بیان کرتا ہے۔ان کی ترتیب بدل جانے سے ان کے مطالب پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

نیز راقم نے تحذیر الناس کی تینوں عبارتوں کو اس واسطے ترتیب وار لکھا تھا تا کہ آپ کہیں اپنے اصاغر و اکابر اصنام کی طرح ان کی اندھی تقلید[1] کرتے ہوئے اوہی الزام مجھ پر نہ لگا سکیں جو کہ آپ نے مولانا احمد رضا خاں بریلوی نور اللہ مرقدہٗ پر لگایا ہے۔

راقم ببانگ دہل کہتا ہے کہ رسالہ تحذیر الناس کی یہ تینوں عبارتیں اپنے اپنے مقام پر ایک مستقل کفریہ عبارتیں ہیں، ترتیب سے لکھا جائے یا بے ترتیب وہ کفر پر ہی مبنی رہیں گی۔

حفظ الایمان کی کفریہ عبارت اور علمائے اہل سنت پر

الزام کی حقیقت

الزام

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نوری نور اللہ مرقدہٗ کے رسالہ حفظ الایمان کی ایک مکمل عبارت کی درمیانی چند سطور حذف کر کے بقیہ عبارت کو ملا کر توہین آمیز عبارت بنا کر ان کی جانب فاسد عقیدہ منسوب کیا کہ مولانا تھانوی نور اللہ مرقدہٗ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم مبارک کو زید و عمر بلکہ صبی و مجنون جمیع حیوانات و بہائم کے علم سے تشبیہ دی (نعوذ باللہ من بہتان المبتدعین)

ایسی ہی ناپاک سازش کاتب فانی صاحب نے بھی (کی ہے) الخ۔ (انوار اہلسنت والجماعت صفحہ نمبر ۴)

جواب

حفظ الایمان کی کفریہ عبارت اور اس کی وضاحت

پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت

---

[1] مولوی محمد انور سابق مہتمم دار العلوم کبیر والا نے اعتراف کیا ہے کہ ہم اکابرین دیوبند کی اندھی تقلید کو ہی نجات کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ (ماہنامہ تذکرہ دار العلوم کبیر والا شمارہ شعبان و رمضان ۱۴۲۶ھ صفحہ نمبر ۳۳۵) (ابو الجلیل فیضی غفرلہ)

طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بکر ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کیلئے بھی حاصل ہے۔ کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی ہے تو چاہئیے کہ سب کو عالم الغیب کہا جاوے پھر اگر زید اس کا التزام کرلے کہ میں سب کو عالم الغیب کہوں گا تو پھر غیب کو منجملہ کمالات میں شمار کیوں کیا جاتا ہے جس امر میں مومن بلکہ انسان کو بھی خصوصیت نہ ہو وہ کمالات نبویہ سے کب ہو سکتا ہے اور التزام نہ کیا جائے تو نبی غیر نبی میں وجہ فرق بیان کرنا ضروری ہے اور اگر تمام علوم غیبیہ مراد ہیں اس طرح کہ اس کی ایک فرد بھی خارج نہ رہے تو اس کا بطلان دلیل عقلی و نقلی سے ثابت ہے۔ الخ (حفظ الایمان صفحہ نمبر ۸ طبع دیوبند)

جواب

''حفظ الایمان'' میں اوپر والی خط کشیدہ عبارت کفریہ ہے۔ جو کہ ایک مستقل کفریہ عبارت ہے جس کا چار سطور سے کوئی واسطہ نہیں اگر وہ سطور لکھی جائیں یا نہ لکھی جائیں اوپر والی عبارت (خط کشیدہ) اپنے کفر پر ہی مبنی رہے گی، رہی نیچے والی عبارت (خط کشیدہ) جس میں اللہ تعالیٰ کے لامتناہی علم کا ذکر ہے تو اہل سنت میں سے کوئی بھی ایسا علم غیب مخلوق کیلئے نہیں مانتا۔ ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین۔

رہا آپ کا یہ کہنا کہ اوپر والی خط کشیدہ عبارت کے ساتھ جب چار سطور ملائی جائیں تو پھر کفریہ عبارت بنتی ہے۔ سراسر جھوٹ اور الزام تراشی ہے جو کہ آپ کی جہالت اور بیوقوفی پر دلیل ناطق ہے۔

(۱)۔ اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم تمام کائنات کے علم سے ممتاز ہے اور اس قسم کی تشبیہ شان نبوت کی شدید ترین توہین و تنقیص ہے۔

(۲)۔ بہ نسبت علوم اولین و آخرین آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم اعلیٰ و اکمل ہے اور آخر عمر شریف تک ملکوت سماوی و ارضی تمام مخلوقات و جملہ اسماء حسنہ و آیات کبریٰ اور آخرت و اشراط ساعت و احوال سعد اشقیاء و علم ماکان و مایکون پر آپ کا علم محیط ہو چکا ہے۔ تمام علوم بشریہ و ملکیہ سے آپ

کا علوم اشمل واکمل ہے۔ علم الٰہی اور آپ کے علم میں امور ذیل فارق ہیں۔

(۱)۔ علم الٰہی غیر متناہی اور آپ کا علم متناہی ہے۔

(۲)۔ علم الٰہی بلا ذرائع ووسائل ازلی ابدی ہے اور آپ کا علم بذریعہ الہام، وحی کشف، مقام وسط وحواس وبصیرت مقدسہ حادث ہے۔

(۳)۔ تمام مخلوقات کے علم اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم میں وہ نسبت ہے جو قطرے کو سمندر سے ہے یعنی تمام مخلوقات کا علم بمنزلہ قطرہ ہے اور ان کے مقابلہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم بمنزلہ سمندر ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کی نسبت اللہ تعالیٰ کے علم کے ساتھ ایسی بھی نہیں جیسی قطرے کو سمندر سے ہوتی ہے۔

(۴)۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کل کا یہ مطلب نہیں کہ خدا تعالیٰ کا کل علم آپ کو حاصل ہے بلکہ مخلوق کا کل علم آپ کو عطا کیا گیا ہے۔

دلائل وبراہین

آیاتِ قرآنی

(۱)۔ وما ھو علی الغیب بضنین (پارہ ۳۰، سورۃ تکویر)

اور یہ نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں[1]۔ (کنز الایمان)

And he is not niggardly as to the disclosing of unseen.

(ف) یعنی جو غیب کی باتیں عوام الناس کو بتانے کی ہوتی ہیں وہ انہیں، جو خواص کو بتانے کی ہوتی ہیں وہ انہیں بتاتے ہیں۔ اور جن باتوں ک پوشیدہ رکھنے کا حکم ہوتا ہے وہ کسی کو نہیں بتاتے۔

- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں:

---

[1] انہ صلی اللہ علیہ وسلم یاتیہ علم الغیب (تفسیر خازن) نیز مولوی شبیر احمد عثانی لکھتے ہیں یعنی یہ پیغمبر ہر قسم کے غیوب کی خبر دیتا ہے ماضی سے متعلق ہوں یا مستقبل سے یا اللہ کے اسماء وصفات سے یا احکام شرعیہ سے یا مذاہب کی حقیقت وبطلان سے یا جنت ودوزخ کے احوال سے یا واقعات بعد الموت سے اور ان چیزوں کے بتلانے میں ذرا بخل نہیں کرتا (تفسیر عثانی صفحہ نمبر ۷۷۰ حاشیہ نمبر ۷ طبع لاہور) (ابو الجلیل فیضی غفرلہ)

کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے دو ظرف (علم کے) یاد کر لئے ہیں، چنانچہ ان میں سے ایک کو تو میں نے ظاہر کر دیا اور دوسرے کو اگر ظاہر کردوں تو یہ بلعوم کاٹ ڈالی جائے، ابو عبداللہ کہتے ہیں کہ بلعوم کھانے کے جانے کی جگہ ہے۔" (بخاری کتاب العلم صفحہ نمبر ۱۳۷)

- حضرت امام جلال الدین سیوطی (م ۹۱۱ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

ایک گروہ کہتا ہے کہ آپ کو روح کا علم تھا لیکن بتانے کا حکم نہ تھا یہ اختلاف بالکل علم ساعت (قیامت) کے اختلاف کی طرح ہے۔

۱......(شرح الصدور بشرح حال الموتی والقبور صفحہ نمبر ۳۰۱ طبع کراچی)

۲......(الخصائص الصغری (عربی) صفحہ نمبر ۳۱ طبع لاہور)

(۲)۔ ونزلنا علیک الکتب تبیانا لکل شیء (پارہ ۱۴ سورۃ النحل)

اور ہم نے تم پر یہ قرآن اتارا کہ ہر روشن چیز کا بیان ہے۔ (کنز الایمان)

And We have sent down this Quran on you in which every thing is clearly explained.

(ف) ہماری زندگی کے تمام گوشوں کے متعلق واضح اشارات قرآن مجید میں موجود ہیں۔ قانون سیاست، معاشیات، معاشرہ، اخلاق، بین الاقوامی تعلقات غرضیکہ ہر وہ چیز جس کا تعلق مومن کی زندگی کے ساتھ ہے ان سب کو قرآن پاک نے بیان کر دیا ہے۔ لیکن اس سے استفادہ کرنا ہر ایک کی اپنی استعداد پر موقوف ہے۔

- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

کہ جو شخص اولین و آخرین کا علم حاصل کرنا چاہے وہ قرآن حکیم میں غور و فکر کرے

۱......(الاتقان جلد ۲ صفحہ ۱۲۶)

۲......(احیاء علوم الدین جلد ۳)

- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

کہ اگر میرے اونٹ کی رسی بھی گم ہو جائے تو میں اسے کتاب الٰہی میں پالوں

گا۔(تاریخ تفسیر ومفسرین از غلام محمد حریری صفحہ نمبر ۶۲۷)

- حضرت امام محمد غزالی (م ۵۰۵ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

کہ قرآن حکیم ۷۷۲۰۰ علوم پر مشتمل ہے۔اس لئے کہ یہ اس کے کلمات کی تعداد ہے اور ہر کلمہ ایک علم کو سموئے ہوئے ہے۔پھر یہ تعداد چار گنا بڑھ جائے گی کیونکہ ہر کلمہ کا ایک ظاہر و باطن ہے اور ایک حدّ و مطلع ہے۔(احیاء علوم الدین جلد ۳)

نیز امام غزالی علیہ الرحمۃ ''کتاب جواہر القرآن'' کے چوتھے باب میں تفصیلاً لکھتے ہیں کہ قرآن کریم سے دینی علوم کے سرچشمے کس طرح پھوٹتے ہیں۔اس باب میں وہ لکھتے ہیں کہ قرآنی علم کی دو قسمیں ہیں۔

(۱)۔ ظاہر وسطی علوم: اس میں امام غزالی نے لغت،نحو،قرأت،مخارج حروف اور ظاہری تفسیر کے علوم کو شامل کیا ہے۔

(۲)۔ اصلی وحقیقی علوم: امام غزالی کے نزدیک اس میں علم الکلام،فقہ،اصول فقہ،علم القصص، علم باللہ اور علم السلوک وغیرہ علوم شمار کئے جاتے ہیں۔(جواہر القرآن صفحہ نمبر ۲۱)

- حضرت امام جلال الدین سیوطی (م ۹۱۱ھ) علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

میں کہتا ہوں کہ کتاب خداوندی ہر چیز کی جامع ہے کوئی علم اور مسئلہ ایسا نہیں جس کی تفصیل و اساس قرآن عزیز میں موجود نہ ہو۔قرآن میں عجائب المخلوقات،آسمان و زمین کی سلطنت اور عالم علوی و سفلی سے متعلق ہر چیز کی تفصیلات موجود ہیں ان کی شرح و تفصیل کیلئے کئی جلدیں درکار ہیں۔(الاتقان جلد ۲)

- حضرت ابوالفضل مرسی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں:

قرآن عزیز نے ان تمام جدید وقدیم علوم کو سمولیا ہے۔جن کو صحیح معنی میں خداوند کریم ہی جانتا ہے یا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (بجز ان علوم کے جو ذات باری تعالیٰ کے ساتھ مختص ہیں)
(تاریخ تفسیر ومفسرین صفحہ ۶۲۶)

- حضرت امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے زیر بحث آیت قرآنی کے ضمن چند

احادیث و آثار نقل کئے ہیں:

(۱)۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، بہت سے فتنے بپا ہوں گے آپ سے دریافت کیا گیا کہ ان سے نکلنے کا کیا طریق ہے؟ فرمایا اللہ کی کتاب جس میں اوّلین و آخرین سب کی خبریں مرقوم ہیں، اور تمہارے باہمی فیصلے بھی مندرج ہیں۔ (الاتقان جلد۲)

(۲)۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں کسی چیز کو نظر انداز کرنا چاہتا تو قرآن میں ذرہ اور رائی کے دانہ اور مچھر کا ذکر نہ فرماتا۔ (الاکلیل صفحہ۲ بحوالہ ابوالشیخ)

(۳)۔ ابن ابی حاتم حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ قرآن میں ہر چیز کا ذکر کر دیا گیا ہے مگر ہمارا علم اس کے فہم و ادراک سے قاصر ہے۔ (الاکلیل صفحہ نمبر۲)

(۴)۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو شخص علم حاصل کرنا چاہے وہ قرآن کا دامن تھام لے۔ اس میں اوّلین و آخرین سب کی خبریں ہیں (الاتقان جلد۲)

اللہ تعالیٰ خود ارشاد فرماتا ہے:

مافرطنافی الکتب من شیءٍ (الانعام۔۳۸)

ہم نے کتاب (قرآن) میں کسی چیز کی کمی باقی نہیں چھوڑی۔

(۳)۔ عالم الغیب فلایظہر علی غیبہ احداً، الامن ارتضیٰ من رسول (پارہ ۲۹ سورہ جن)

غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔ (کنزالایمان)

The Knower of Unseen reveals not His secret to any one. Except to His chosen Messengers.

(۴)۔ وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشآء (پارہ ۴، سورہ آل عمران)

اور اللہ کی شان یہ نہیں کہ اے عام لوگو تمہیں غیب کا علم دے ہاں اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں سے۔ (کنزالایمان)

And it is not befitting to the dignity of Allah that O general people! He let you know the unseen. Yes, Allah chooses from amongst His messengers whom He pleases.

(ف) غیب پر صرف رسولوں کو آگاہ کیا جاتا ہے! کیونکہ ان میں ہی غیب پر مطلع ہونے کی استعداد پائی جاتی ہے۔ اور بعض اولیاء کرام کو یہ نعمت حضور فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی سے میسر ہوتی ہے۔ اور حضور علیہ السلام کے وسیلہ کے بغیر یہ چیز حاصل نہیں ہو سکتی۔ (تفسیر روح المعانی، سورہ آل عمران پارہ ۴)

اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب منور کو علوم غیبیہ سے بھرپور فرمایا، لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم اللہ تعالیٰ کے علم کی طرح نہ ذاتی ہے نہ غیر متناہی، بلکہ وہ محض عطائے الٰہی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کی نسبت اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایسی بھی نہیں جیسے قطرے کو سمندر سے ہوتی ہے۔

لیکن علوم خلائق کے مقابلہ میں وہ بحر ذخار ہے جس کی گہرائی کو کوئی غواص آج تک نہ پا سکا اور جس کے کنارے تک کوئی شناور آج تک نہ پہنچ سکا۔ (تفسیر ضیاء القرآن جلد نمبر ۱)

(۵)۔ وعلمک مالم تکن تعلم وکان فضل اللہ علیک عظیما (پارہ ۵ سورہ نساء)

اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔ (کنز الایمان)

And has taught to you what you did not know, andgreat is the grace of Allah upon you.

- مفسر ابن جریر (م ۳۱۰ھ) علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

نیز آپ کو ان امور کا علم عطا فرمایا جن کا پہلے آپ کو علم نہ تھا یعنی گزرے ہوئے اور آنے والے لوگوں کی خبروں کا علم جو کچھ ہو چکا (ما کان) اور جو کچھ ہونے والا (وما ھو کائن) ہے اس کا

ما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب کا مطلب یہ ہے کہ کان اللہ لیجعلکم کلکم عالمین بالغیب من حیث یعلم الرسول "اللہ عام لوگوں کو علم غیب نہیں دیتا جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جانتے ہیں" (تفسیر کبیر صفحہ نمبر ۱۰۶ جلد ۳ طبع بیروت)۔ علامہ ابو البرکات احمد بن محمد نسفی متوفی ۷۱۰ھ اس آیت کے تحت لکھتے ہیں "وہ فرقہ باطنیہ جو اپنے امام کیلئے علم غیب کا دعویٰ کرتا ہے وہ اس آیت کے مخالف ہے کیونکہ اللہ نے علم غیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ دوسروں کیلئے ثابت کیا علم غیب اللہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمایا" (تفسیر مدارک پارہ نمبر ۴) (ابو الجلیل فیضی غفرلہ)

علم بھی عنایت فرمایا۔ (تفسیر ابن جریر صفحہ نمبر ۳۷۳ جلد ۴ طبع بیروت)

حضرت امام بوصیری (م ۶۹۵ ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

وان من جودک الدنیا و ضرتہا

و من علومک علم اللوح والقلم

"اے نبی رحمت! دنیا و آخرت آپ ہی کی سخاوت سے ہے اور لوح و قلم کا علم آپ کے علم کے بحر بیکراں کا ایک حصہ ہے"۔

احادیث مبارکہ

(۱)۔ عن ابی زید قال صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الفجر وصعد المنبر فخطبنا حتی حضرت الظہر فنزل فصلی ثم صعد المنبر فخطبنا حتی حضرت العصر ثم نزل فصلی ثم صعد المنبر فخطبنا حتی غربت الشمس فاخبرنا بما کان و بما ھو کائن فاعلمنا احفظنا۔ (مسلم، کتاب الفتن واشراط الساعۃ صفحہ ۳۹۰ جلد ۲)

حضرت ابوزید سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں فجر کی نماز پڑھائی اور منبر پر رونق افروز ہوئے پھر وعظ سنایا ہم کو یہاں تک کہ ظہر کا وقت آ گیا پھر آپ اترے اور نماز پڑھائی۔ پھر منبر پر رونق افروز ہوئے اور وعظ سنایا ہم کو یہاں تک کہ عصر کا وقت آ گیا پھر اترے اور نماز پڑھائی پھر منبر پر رونق افروز ہوئے اور وعظ سنایا ہم کو یہاں تک کہ سورج ڈوب گیا تو خبر دی ہم کو ان باتوں سے جو ہو چکی تھیں اور جو ہونے والی ہیں۔ اور سب سے زیادہ ہم میں عالم وہ ہے جس نے سب سے زیادہ ان باتوں کو یاد رکھا ہو (مسند احمد صفحہ نمبر ۳۱۵ جلد ۲)[۱]

(۲)۔ وعن عمر رضی اللہ عنہ قال فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقاما فاخبرنا عن بدء الخلق حتی دخل اہل الجنۃ منازلھم واھل النار منازلھم حفظ ذلک من حفظہ ونسیہ من نسیہ۔ (رواہ البخاری

---

[۱] البدایہ والنہایہ صفحہ نمبر ۱۹۲ جلد ۶ جامع الاصول رقم الحدیث ۸۸۸۵ جلد ۱۱، دلائل النبوۃ للبیہقی صفحہ نمبر ۳۱۳ جلد ۶ (ابوالجلیل فیضی غفرلہ)

صفحہ نمبر ۴۵۳ جلد اوّل طبع کراچی)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان خطبہ دینے کیلئے کھڑے ہوئے ہم کو مخلوقات کے آغاز سے تمام حالات کی خبر دی۔ یہاں تک کہ جنتی جنت میں داخل ہو گئے اور دوزخی دوزخ میں جو یاد رکھ سکا اس نے یاد رکھا اور جو بھول گیا سو بھول گیا۔ (مسند احمد رقم الحدیث ۱۸۱۴۰ طبع قاہرہ (مصر)

(۳)۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آفتاب کے ڈھل جانے کے بعد تشریف لائے اور ظہر کی نماز پڑھی، جب سلام پھیر چکے تو منبر پر کھڑے ہوئے اور قیامت کا ذکر فرمایا کہ اس سے پہلے بہت سے بڑے بڑے امور ہیں، پھر فرمایا کہ جو شخص کچھ پوچھنا چاہتا ہے وہ پوچھ لے۔ خدا کی قسم! میں جب تک اپنی اس جگہ پر ہوں جو کچھ بھی تم مجھ سے پوچھو گے میں اس کا جواب دوں گا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ لوگ بہت زیادہ رونے لگے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بار بار یہی فرماتے جاتے ''سلُونی'' کہ مجھ سے پوچھ لو۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک شخص آپ کے سامنے کھڑا ہوا، اور پوچھا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میرے داخل ہونے کی جگہ کہاں ہے؟ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: دوزخ، پھر عبداللہ بن حذافہ کھڑے ہوئے اور پوچھا کہ یا رسول اللہ! میرا باپ کون ہے؟ آپ نے فرمایا، تیرا باپا حذافہ ہے۔ آپ پھر برابر یہی فرماتے جاتے تھے ''سلُونی، سلُونی'' کہ مجھ سے پوچھو مجھ سے پوچھو۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ گھٹنوں کے بل کھڑے ہوئے اور کہا '' رضینا باللہ ربا و بالاسلام دینا و بمحمد صلی اللہ علیہ وسلم رسولا'' حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب یہ کہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے میرے سامنے جنت اور دوزخ ابھی اس دیوار کے سامنے پیش کیے گئے ہیں جس وقت میں نماز پڑھ رہا تھا، میں نے آج کی

طرح خیر و شر کبھی نہیں دیکھی ۔[1] (بخاری کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ)

(۴)۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا مجھ سے پوچھ لو، ایک شخص کھڑا ہوا اور عرض کیا کہ یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میرا باپ کون ہے؟ آپ نے فرمایا تیرا باپ ابوحذافہ ہے۔ پھر ایک دوسرا آدمی کھڑا ہوا۔ اور پوچھا کہ یارسول اللہ! میرا باپ کون ہے؟ آپ نے فرمایا تیرا باپ سالم، شیبہ کا آزاد کردہ ہے۔ الخ (بخاری کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ)

(۵)۔ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے لپیٹ لیا میرے لئے زمین کو (یعنی سب زمین کو سمیٹ کر میرے سامنے کردیا) تو میں نے اس کا پورب اور پچھم دیکھا اور میری حکومت وہاں تک پہنچے گی جہاں تک زمین مجھ کو دکھلائی گئی

---

[1] نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ پر میری امت پیش کی گئی اپنی اپنی صورتوں میں جس طرح حضرت آدم علیہ السلام پر پیش ہوئی تھی مجھے بتادیا گیا کہ کون مجھ پر ایمان لائے گا اور کون کفر کرے گا یہ خبر منافقین کو پہنچی تو وہ ہنس کر کہنے لگے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) گمان کرتے ہیں کہ ان کو لوگوں کی پیدائش سے پہلے ہی کافر و مومن کی خبر ہوگئی ہم تو ان کے ساتھ ہیں اور ہم کو نہیں پہچانتے یہ خبر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ منبر پر کھڑے ہوئے اور اللہ کی حمد و ثناء کی پھر فرمایا مابال اقوام طعنوا فی علمی کہ ان قوموں کا کیا حال ہے جو میرے علم میں طعنے کرتے ہیں اب سے قیامت تک کی کسی چیز کے بارے میں جو بھی تم مجھ سے پوچھو گے میں تم کو اس کی خبر دوں گا۔ (تفسیر خازن صفحہ نمبر ۳۰۱ جلد اول طبع بیروت) ایک عام آدمی پر الزام لگے وہ وضو کر کے مسجد میں داخل ہو کر قسم اٹھادے تو لوگ اسے بری الذمہ قرار دے دیتے ہیں کہ تو سچا ہے ہم اپنا الزام واپس لیتے ہیں مگر افسوس ہے ان لوگوں پر جنہوں نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں داخل کر کے قسم بھی اٹھوا چکے جیسا کہ مسلم شریف صفحہ نمبر ۲۶۳ جلد دوم طبع کراچی بخاری شریف صفحہ نمبر ۱۰۸۳ جلد دوم طبع کراچی میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی قسم اب سے لے کر قیامت تک جو چاہو پوچھو میں یہیں بیٹھے بتلاتا ہوں (اوکما قال) ان کو پھر بھی اعتبار نہیں اگر اعلان سچا ہے تو علم مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض چھوڑ دو اگر اعلان جھوٹا ہے تو اس نبی کا کلمہ چھوڑ دو جو مسجد میں داخل ہو کے جھوٹی قسم اٹھائے پھر اس کے نبی ہونے کا اعتبار کیا ہوسکتا ہے؟ اور اس کا کلمہ کیسے پڑھا جاسکتا ہے؟ اس وقت کے منافقین کا عقیدہ تھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم کو نہیں جانتے اور آج کے منافقین بھی یہی کہتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ان (منافقین) کو نہیں جانتے تھے۔ تو ان منکرین علم غیب رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور آج کے منکرین علم غیب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا نظریہ ایک جیسا ہوا کہ نہیں؟ فافہم وتدبر (ابوالجلیل فیضی غفرلہ)

اور مجھ کو دو خزانے ملے سرخ اور سفید۔ الخ (مسلم کتاب الفتن واشراط الساعۃ [1])

(۶)۔ حضرت یسیر بن جابر سے روایت ہے کہ ایک بار کوفہ میں سرخ آندھی آئی ایک شخص آیا جس کا تکیہ کلام یہی تھا۔ اے عبداللہ بن مسعود قیامت آئی۔ یہ سن کر عبداللہ بن مسعود بیٹھ گئے اور پہلے تکیہ لگائے تھے۔ انہوں نے کہا قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ ترکہ نہ بٹے گا اور لوٹ سے خوشی نہ ہوگی (کیونکہ جب کوئی وارث ہی نہ رہے گا تو ترکہ کون بانٹے گا اور جب کوئی لڑائی سے زندہ نہ بچے لگا تو لوٹ کی کیا خوشی ہوگی) پھر اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا شام کے ملک کی طرف اور کہا دشمن (نصاریٰ) جمع ہوں گے مسلمانوں سے لڑنے کیلئے اور مسلمان بھی ان سے لڑنے کیلئے جمع ہوں گے، میں نے کہا دشمن سے تمہاری مراد نصاریٰ ہیں، انہوں نے کہا ہاں اور اس وقت سخت لڑائی شروع ہوگی۔ مسلمان ایک لشکر کو آگے بھیجیں گے جو مرنے کیلئے آگے بڑھے گا اور نہ لوٹے گا بغیر غلبہ کے (یعنی اس قصد سے جائے گا کہ یا لڑکر مر جائیں گے یا فتح کر کے آئیں گے) پھر دونوں فرقے لڑیں گے یہاں تک کہ رات ہو جائے گی اور دونوں طرف کی فوجیں لوٹ جائیں گی، کسی کو غلبہ نہ ہوگا اور جو لشکر لڑائی کیلئے بڑھا تھا وہ بالکل فنا ہو جائے گا (یعنی سب لوگ اس کے قتل ہو جائیں گے) دوسرے دن پھر مسلمان ایک لشکر آگے بڑھائیں گے جو مرنے کیلئے غالب ہونے کیلئے جاوے گا اور لڑائی رہے گی یہاں تک کہ رات ہو جائے، پھر دونوں طرف کی فوجیں لوٹ جائیں گی اور کسی کو غلبہ نہ ہوگا جو لشکر آگے بڑھا تھا وہ فنا ہو جائے گا۔ پھر تیسرے دن مسلمان ایک لشکر آگے بڑھائیں گے، مرنے یا غالب ہونے کی نیت سے اور شام تک لڑائی رہے گی پھر دونوں طرف کی فوجیں لوٹ جاویں گی .... جب چوتھا دن ہوگا تو جتنے مسلمان باقی رہ گئے ہوں گے وہ سب آگے بڑھیں گے اس دن اللہ تعالیٰ کافروں کو شکست دے گا اور ایسی لڑائی ہوگی کہ ویسی کوئی نہ دیکھے گا یا ویسی لڑائی کسی نے نہیں دیکھی یہاں تک کہ پرندہ ان کے اوپر ان کے بدن پر اڑے گا پھر آگے نہیں بڑھے گا کہ وہ مردہ ہو کر گریں گے ایک جدی لوگ جو گنتی میں سو ہوں گے ان میں سے ایک بچے گا .... پھر مسلمان اسی حالت میں ہوں گے ایک پکار ان کو آوے گی کہ

---

[1] ابوداؤد، رقم الحدیث ۴۲۵۲، ترمذی رقم الحدیث ۲۱۸۳، ابن ماجہ رقم الحدیث ۳۹۵۲، دلائل النبوۃ للبیہقی صفحہ نمبر ۵۲۷ جلد ۶ (ابو جمیل فیضی غفرلہ)

دجال ان کے پیچھے ان کے بال بچوں میں آگیا یہ سنتے ہی جو کچھ ان کے ہاتھوں میں ہوگا اس کو چھوڑ کر روانہ ہوں گے اور دس سواروں کو اطلاع کے طور پر روانہ کریں گے (دجال کی خبر لانے کیلئے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں ان سواروں کے اور ان کے باپوں کے نام جانتا ہوں اور ان کے گھوڑوں کے رنگ جانتا ہوں، وہ ساری زمین کے بہتر سوار ہوں گے اس دن یا بہتر سواروں میں سے ہوں گے اس دن (مسلم، کتاب الفتن واشراط الساعۃ)

(ف) اس حدیث میں اشارہ ہے کہ وہ لڑائی نئی قسم کی ہوگی یہ توپ اور بندوق کی لڑائی ہوگی، گولوں اور گولیوں کی بوچھاڑ ہوگی کہ جب پرندے اوپر سے گزریں گے تو تپش کی وجہ سے مر مر کر نیچے گر پڑیں گے۔

(۷)۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قریب ہے کہ فرات میں ایک خزانہ سونے کا نکلے گا جو کوئی وہاں موجود ہو تو اس میں سے کچھ نہ لیوے،

(ف) یعنی پٹرول وغیرہ۔ (مسلم، کتاب الفتن واشراط الساعۃ)

(۸)۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللھم بارک لنا فی شامنا اللھم بارک لنا فی یمننا قالوا وفی نجدنا قال اللھم بارک لنا فی شامنا اللھم بارک لنا فی یمننا قالوا یارسول اللہ وفی نجدنا فاظنہ قال فی الثالثۃ ھناک الزلازل والفتن وبھا یطلع قرن الشیطان (بخاری، کتاب الفتن)

یا اللہ ہمارے شام میں برکت عطا فرما، یا اللہ ہمارے یمن میں برکت عطا فرما لوگوں نے کہا اور ہمارے نجد میں۔ آپ نے فرمایا! یا اللہ ہمارے شام میں برکت عطا فرما، یا اللہ ہمارے یمن میں برکت عطا فرما۔ لوگوں نے کہا! یارسول اللہ ہمارے نجد میں۔ میرا خیال ہے کہ شاید آپ نے تیسری بار میں فرمایا، یہاں زلزلے ہوں گے اور فتنے ہوں گے اور وہیں سے شیطان کا سینگ طلوع ہوگا۔

(۹)۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ھل ترون قبلتی ھھنا واللہ ما یخفی علی رکوعکم ولا خشوعکم وانی لاراکم وراء ظھری۔ (بخاری، کتاب الاذان باب الخشوع فی الصلوٰۃ)

کہ رسول خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) نے (ایک روز ہم سے) فرمایا تم لوگ یہ سمجھتے ہو کہ میرا منہ (قبلے) کی طرف ہے (لیکن) خدا کی قسم! تمہارا رکوع اور تمہارا خشوع اپنی پشت سے بھی (میں ویسا ہی دیکھتا ہوں جیسا سامنے) سے"۔

(ف) رکوع کو دیکھنا ظاہر کو دیکھنا اور خشوع کا جاننا باطن کی کیفیت کو جاننا ہے تو نتیجہ یہ نکلا کہ اے میرے صحابہ رضی اللہ عنہم میں تمہارے ظاہر و باطن کو بھی جانتا ہوں۔

(۱۰)۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میدان بدر میں تشریف لے گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ھذا مصرع فلانٍ ویضع یدہ علی الارض ھٰھنا قال فماماط احدھم عن موضع ید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ (مسلم صفحہ نمبر ۱۰۲ جلد ۲، کتاب الجہاد والسیر، باب غزوۃ بدر)

یہ فلاں کافر کے مرنے کی جگہ ہے اور دست مبارک زمین پر رکھا اس جگہ (اور یہ فلاں کے گرنے کی جگہ ہے) راوی نے کہا پھر جہاں آپ نے ہاتھ رکھا تھا اس سے ذرا فرق نہ ہوا اور ہر ایک کافر اسی جگہ گرا۔

(۱۱)۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا حوض کوثر اس قدر بڑا ہے جس قدر ایلہ اور عدن کا فاصلہ ہے وہ برف سے زیادہ سفید اور شہد ملے دودھ سے زیادہ شیریں ہے اس کے برتن (پیالے) آسمان کے ستاروں جتنے ہیں۔ (مشکوٰۃ باب الحوض والشفاعۃ)

(۱۲)۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کی قسم میں نہیں سمجھ سکا کہ میرے دوست بھول گئے ہیں یا بھولنے کا اظہار کر رہے ہیں۔

واللہ ماترک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قائد فتنۃ الی ان تنقضی الدنیا یبلغ من معہ ثلث مائۃ فصاعدًا الا قد سماہ لنا باسمہ واسم ابیہ واسم قبیلتہ۔ (رواہ ابوداؤد، مشکوٰۃ کتاب الفتن)

اللہ کی قسم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر ایسے فتنے کے قائد جن کے تابعداروں کی تعداد تین سو یا زیادہ ہوگی کا نام بھی بتلا دیا اور اس کے باپ اور قبیلے کا نام بھی بتلایا۔

(۱۳)۔ مسند ابو یعلی موصلی میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تم سب سے زیادہ اس (شخص) سے ڈرتا ہوں جو قرآن پڑھے گا جو اسلام کی چادر اوڑھے ہوئے ہوگا اور

دینی ترقی پر ہوگا کہ ایک دم اس سے ہٹ جائے گا، اسے پس پشت ڈال دے گا، اپنے پڑوسی پر تلوار لے کر دوڑے گا اور اسے شرک کی تہمت لگائے گا۔ حضرت حذیفہ ابن یمان رضی اللہ عنہ نے سن کر دریافت کیا کہ یارسول اللہ! مشرک ہونے کے زیادہ قابل کون ہوگا؟ یہ تہمت لگانے والا؟ یا وہ جسے تہمت لگا رہا ہے، فرمایا نہیں بلکہ تہمت دھرنے والا۔ (تفسیر ابن کثیر، سورہ اعراف صفحہ نمبر ۲۳۶ جلد ۲ طبع لاہور)

(ف) یعنی جو لوگوں (مسلمانوں) کو مشرک کہے گا وہ خود مشرک ہوگا۔

(۱۴)۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لا تقوم الساعۃ حتی یتقارب الزمان فتکون السنۃ کالشھر والشھر کالجمعۃ وتکون الجمعۃ کالیوم ویکون الیوم کالساعۃ وتکون الساعۃ کالضرمۃ بالنار۔ (رواہ الترمذی، مشکوٰۃ باب اشراط الساعۃ)

قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ زمانہ قریب ہو جائے گا۔ سال مہینہ کی مانند ہوگا، مہینہ جمعہ کی مانند، جمعہ ایک دن کی مانند اور دن ایک ساعت کی طرح اور ساعت آگ کے شعلہ اٹھنے کی مانند ہوگی۔

(۱۵)۔ عن عبدالرحمٰن ابن عائش رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رایت ربی عزوجل فی احسن صورۃ قال فیما یختصم الملاء الاعلیٰ قلت انت اعلم قال فوضع کفہ بین کتفی فوجدت بردھا بین ثدی فعلمت ما فی السمٰوت والارض۔ (مشکوٰۃ باب المساجد صفحہ ۶۹)

حضرت عبدالرحمٰن بن عائش رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، آج میں نے اپنے بزرگ و برتر پروردگار کی زیارت کی ہے۔ بڑی حسین اور پیاری صورت میں، اللہ تعالیٰ نے مجھ سے پوچھا عالم بالا کے فرشتے کس بات میں جھگڑ رہے ہیں۔ میں نے عرض کی تو بہتر جانتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کی ہتھیلی میرے دونوں کندھوں کے درمیان رکھی جس کی ٹھنڈک میں نے سینے میں محسوس کی۔ پھر میں نے جان لیا جو کچھ آسمانوں میں تھا اور زمین میں تھا۔

- شیخ عبدالحق محدث دہلوی (م ۱۰۵۲ھ) علیہ الرحمۃ:

اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

پس دانستم ہر چہ در آسمانہا و ہر چہ در زمینہا بود۔ عبارتست از حصول تمامہ علوم جزوی وکلی و احاطہ آن۔ (اشعۃ اللمعات صفحہ نمبر ۳۳۳ جلد اوّل)

پس جو چیز آسمانوں میں تھی اسے بھی میں نے جان لیا اور جو چیز زمینوں میں تھی اسے بھی میں نے جان لیا (پھر فرماتے ہیں) کہ اس ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد یہ ہے کہ تمام علوم جزوی اور کلی مجھے حاصل ہو گئے اور ان کا میں نے احاطہ کر لیا۔

- ملا علی قاری حنفی (م۱۰۱۴ھ) علیہ الرحمۃ:

اس حدیث کی شرح میں علامہ ابن حجر شارح کا قول نقل کرتے ہیں:

علامہ ابن حجر نے فرمایا کہ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ تمام کائنات جو آسمانوں میں تھی بلکہ ان کے اوپر بھی جو کچھ تھا اور جو کائنات سات زمینوں میں تھی۔ بلکہ ان کے نیچے بھی جو کچھ تھا وہ میں نے جان لیا۔ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو تو آسمانوں اور زمین کی بادشاہی دکھائی تھی اور اسے آپ پر منکشف کیا تھا اور مجھ پر اللہ تعالیٰ نے غیب کے دروازے کھول دیئے ہیں۔ (المرقاۃ شرح مشکوۃ جلد اوّل باب المساجد)

(ف) اس حدیث کو امام احمد اور ترمذی نے روایت کیا ہے اور ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن اور صحیح ہے۔ امام ترمذی کہتے ہیں کہ میں نے اس حدیث کے متعلق امام بخاری سے دریافت کیا انہوں نے فرمایا یہ حدیث صحیح ہے۔[1] (تفسیر ضیاء القرآن جلد اوّل طبع اوّل)

(۱۶)۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں (ایک دن) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے آپ کے دست مبارک میں دو کتابیں تھیں۔ آپ نے فرمایا کیا تم ان دو کتابوں کے بارے میں جانتے ہو؟ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم آپ کے بتائے بغیر نہیں جانتے۔ آپ نے داہنے ہاتھ والی کتاب کے بارے میں فرمایا، یہ تمام جہانوں کے پالنے والے کی طرف سے ایک کتاب ہے، اس میں جنتیوں ان کے آباؤ اجداد اور قبائل کے نام ہیں، آخر میں ان کی میزان ہے اب ان میں کبھی بھی کمی یا زیادتی نہ ہوگی۔ پھر بائیں ہاتھ والی کتاب کے بارے میں فرمایا۔ اس میں اہل جہنم، ان کے آباؤ اجداد اور قبائل کے نام ہیں آخر میں میزان

---

[1] سنن ترمذی رقم الحدیث ۳۲۳۶، مسند احمد رقم الحدیث ۲۲۷۰ جلد ۸۔ (ابو الجلیل فیضی غفرلہ)

ہےاوراب کبھی بھی ان میں زیادتی کمی نہ ہوگی۔الخ (ترمذی، کتاب القدر جلد دوم)

(۱۷)۔ حضرت ابوسعید (خدری) رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں عصر کی نماز پڑھائی پھر خطبہ دینے کیلئے کھڑے ہوئے اور قیامت تک ہونے والے تمام واقعات کی ہمیں خبر دی۔الخ (ترمذی ابواب الفتن جلد دوم)

(۱۸)۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا۔آپ نے ارشاد فرمایا، قیامت کی نشانیوں میں سے ہے علم اٹھ جائے گا، (علماء ختم ہو جائیں گے) اور جہالت ظاہر ہو جائے گی۔زنا عام ہوگا، شراب پی جائے گی، عورتیں زیادہ ہوں گی اور مرد کم ہوں گے۔الخ (ترمذی ابواب الفتن جلد دوم)

(۱۹)۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، آخری زمانے میں ایک قوم ہوگی جس کے دانت چھوٹے ہوں گے (یہ محاورہ ہے جو فساد مچانے والوں کیلئے بولا جاتا ہے) عقلیں موٹی ہوں گی وہ سب لوگوں کے اقوال سے بہتر باتیں کہیں گے، قرآن پڑھیں گے لیکن قرآن ان کے حلقوم سے نیچے نہ اترے گا، وہ اسلام سے ایسے ہی خارج ہو جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔الخ (سنن ابن ماجہ باب فی ذکر الخوارج جلد اوّل)

(۲۰)۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قوم کا ذکر فرمایا، جو خوب عبادت کرے گی اور تم اپنے نماز اور روزوں کو ان کی نماز روزے کے مقابلہ میں حقیر سمجھو گے۔وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے۔الخ (سنن ابن ماجہ باب فی ذکر الخوارج جلد اوّل)

(۲۱)۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میرے بعد ایک قوم ہوگی جو قرآن پڑھے گی مگر ان کے حلق سے نہ اترے گا وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے پھر دین کی طرف واپس نہ آئیں گے۔یہ مخلوق میں سب سے بدترین لوگ ہوں گے۔(سنن ابن ماجہ باب فی ذکر الخوارج جلد اوّل)

(۲۲)۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جعرانہ میں

مال غنیمت تقسیم فرما رہے تھے وہ مال غنیمت بلال (رضی اللہ عنہ) کی گود میں پڑا ہوا تھا۔ ایک شخص بولا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! انصاف کرو آپ انصاف سے کام نہیں لے رہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تجھ پر افسوس ہے اگر میں انصاف نہ کروں گا۔ تو اور کون انصاف کرے گا۔ حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) نے عرض کیا یارسول اللہ! مجھے اس منافق کی گردن مارنے کی اجازت مرحمت فرمایئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، اس کی قوم میں ایک جماعت (پیدا) ہوگی جو قرآن پڑھے گی اور دین سے ایسے ہی نکل جائے گی جیسے شکار سے تیر نکل جاتا ہے۔ (ابن ماجہ رقم الحدیث ۱۷۸)

(۲۳)۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اخیر زمانہ میں ایک قوم پیدا ہوگی (راوی کو شک ہے) یا اس امت میں ایک قوم پیدا ہوگی جو قرآن پڑھے گی لیکن قرآن ان کے حلق سے نیچے نہ اترے گا ان کی نشانی یہ ہے کہ ان کا سر منڈا ہوگا۔ الخ (سنن ابن ماجہ باب فی ذکر الخوارج جلد اوّل)

(۲۴)۔ ان اللہ عزوجل قد رفع لی الدنیا فانا انظر الیھا والی ماھو کائن الی یوم القیامۃ کانما انظر الی کفی ھذہ۔ (مجمع الزوائد[۱] صفحہ نمبر ۲۸۷ جلد ۸ طبع بیروت)

"بے شک اللہ عزوجل نے میرے لئے دنیا کو اٹھا لیا ہے پس میں اس کی طرف اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے اسے ایسے دیکھ رہا ہوں جیسا اپنے ہاتھ کی اس ہتھیلی کو"۔

اقوالِ بزرگانِ دین

- قطب عالم پیر مہر علی شاہ (سرکار گولڑوی) قدس سرہ العزیز

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو علمِ غیب بہ حسب نصوص قرآنیہ اور علم ماکان و مایکون کا ازروئے احادیث نبویہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام من جانب اللہ عطا ہوا۔ علم غیب کلی اور بالذات علی سبیل الاستمرار خاصہ خدائی ہے عزاسمہ۔

اور علم غیب علی قدر الاعلام والاعطاء آنحضرت کو عطا ہوا۔ اور آپ کو عالم الغیب بہ علم و

[۱] حلیۃ الاولیاء صفحہ نمبر ۱۰۱ جلد ۶ (ابوالجلیل فیضی غفرلہ)

عطائی ووہبی کہا جا سکتا ہے۔ (فتاوی مہریہ صفحہ نمبر ۱۱۴)

- **امام المحدثین شیخ عبدالحق محدث دہلوی (م ۱۰۵۲ھ) قدس سرہ العزیز:**

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روشن ترین معجزات میں آپ کا غیب پر مطلع ہونا اور جو کچھ آئندہ ہونے والا ہے ان علوم غیبیہ کی خبر دینا ہے۔ اصالۃً اور بالذات علم غیب اللہ تعالیٰ عزاسمہ کے ساتھ مخصوص ہے کیونکہ وہی علام الغیوب ہے۔ اور وہ علم غیب جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک اور آپ کے بعض متبعین سے ظاہر ہوا ہے خواہ وحی کے ذریعہ یا الہام سے۔ اس کے متعلق حدیث پاک میں آیا ہے کہ فرمایا: واللہ انی لاعلم الا ماعلمنی ربی خدا کی قسم میں اپنے آپ سے کچھ نہیں جانتا مگر وہ سب کچھ جس کا میرے رب نے مجھے علم مرحمت فرمایا۔

نیز فرماتے ہیں:

(۱)۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے شہید ہونے کی خبر دی۔ اور فرمایا قوم کا وہ شخص بد بخت اور بدتر ہے جو ان کے سر اور داڑھی کو خون سے لت پت کرے گا۔

(۲)۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر دی اور فرمایا کہ اس حال میں شہید ہوں گے کہ وہ تلاوت کر رہے ہوں گے اور کہتے ہیں کہ بالآخر ان کا خون قرآن کریم کی آیہ کریمہ ''فسیکفیکھم اللہ'' پر گرا اور فرمایا کہ یہ ظلماً شہید کئے جائیں گے۔

(۳)۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تک حضرت عمر رضی اللہ عنہ زندہ ہیں، فتنے ظاہر نہ ہوں گے، اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے شہید کئے جانے کی خبر دی اور فرمایا وہ شہید ہوں گے۔

(۴)۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ آخری عمر میں تمہاری بصارت ختم ہو جائے گی پھر روز قیامت حق تعالیٰ اسے تمہاری طرف لوٹا دے گا۔

(۵)۔ سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا کہ میرا یہ فرزند سید ہے اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے دو گروہوں کے درمیان صلح کرائے گا۔

(۶)۔ سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بارے میں خبر دی کہ اہل بیت میں سے یہ سب سے پہلے مجھ سے ملیں گی۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس دنیا سے رحلت فرمانے کے

آٹھ یا چھ ماہ بعد وفات پائی۔

(۷)۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری ازواج میں سب سے پہلے مجھ سے ملنے والی وہ زوجہ ہے جس کے ہاتھ دراز ہیں، اس سے مراد ام المؤمنین سیدہ زینب رضی اللہ عنہا ہیں کہ ان کے ہاتھ کاروبار اور صدقہ دینے میں دراز تھے۔

(۸)۔ حضور پرنور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے مقام طف پر شہید ہونے کی خبر دی اور نشانی بھی دی کہ انہیں کلب افعی قتل کرے گا۔ اس کا نام شمر بن ذی الجوشن تھا اور اپنے دست مبارک میں سے تھوڑی سے خاک نکال کر فرمایا یہ ان کے مقتل کی مٹی ہے۔

(۹)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو خبر دی کہ آخر عمر میں تم میری امت کے حاکم (بادشاہ) ہوگے۔ اور جب حاکم بنو تو نیکوں کی صحبت اختیار کرنا اور بدوں سے دور رہنا۔ (مدارج النبوۃ از شیخ عبدالحق محدث دہلوی صفحہ ۳۶۹ تا ۳۷۹ جلد اوّل)

- قاضی عیاض مالکی اندلسی (م ۵۴۴ھ) رحمۃ اللہ علیہ:

سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات سے یہ امر بھی ہے کہ مخفی امور اور جو کچھ ہو گزرا ہے سب پر آپ کو مطلع فرمایا گیا ہے اس سلسلے میں اتنی احادیث وارد ہیں کہ جن کا شمار نہیں اور ان کا احاطہ کر لینا ناممکن ہے اور نہ کوئی احاطہ کر سکتا ہے یہ آپکا ایسا معجزہ ہے جو قطعی علم اور تواتر کے ساتھ پہنچا ہے جملہ راوی اس بات پر متفق ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب پر مطلع فرمایا گیا ہے۔ (الشفاء صفحہ ۵۱۰ جلد اوّل)

- حضرت مجدد الف ثانی (م ۱۰۳۴ھ) علیہ الرحمۃ:

جو علم رب تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے اس پر (اللہ تعالیٰ) خاص رسولوں کو اطلاع دیتے ہیں۔ (مکتوبات جلد اوّل مکتوب ۳۱۰)

- ملا علی قاری حنفی (م ۱۰۱۴ھ) علیہ الرحمۃ:

مشکوۃ باب المساجد کی حدیث "فعلمت مافی السمٰوٰت والارض" کے تحت لکھتے ہیں: اس کے فیض پہنچے سے ہم نے تمام وہ چیزیں جان لیں جو آسمانوں اور زمین میں ہیں۔

یعنی آسمان وزمین میں وہ چیزیں جو اللہ تعالیٰ نے بتائیں فرشتے اور درخت وغیرہ یہ آپ کے اس وسیع علم کا بیان ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ پر ظاہر فرمایا۔ (مرقات)

- سراج الہند حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ:

حضور علیہ السلام اپنے نور نبوت کی وجہ سے ہر دین دار کے دین کو جانتے ہیں کہ دین کے کس درجہ تک پہنچا ہے اور اس کے ایمان کی حقیقت کیا ہے اور کون سا حجاب اس کی ترقی سے مانع ہے پس حضور علیہ السلام تمہارے گناہوں کو اور تمہارے ایمانی درجات کو اور تمہارے نیک و بد اعمال اور تمہارے اخلاص اور نفاق کو پہچانتے ہیں۔ لہٰذا ان کی گواہی دنیا میں بحکم شرع امت کے حق میں قبول اور واجب العمل ہے (تفسیر عزیزی زیر تحت ''ویکون الرسول علیکم شہیدا'')

- حضرت امام جلال الدین سیوطی (م ۹۱۱ ھ) علیہ الرحمۃ:

آپ کو ہر چیز کا علم عطا ہوا سوائے پانچ اشیاء کے جن کا ذکر قرآن کریم میں موجود ہے (ان اللہ عندہ علم الساعۃ الخ) اور ایک قول یہ بھی ہے کہ ان اشیاء کا علم تو عطاء ہوا ہے لیکن اسے پوشیدہ رکھنے کی تاکید کی گئی اور روح کے معاملہ میں بھی اختلاف ہے۔ (کہ آخر عمر شریف میں اس کا علم آپ کو عطا کر دیا گیا تھا)۔ (الخصائص الصغریٰ صفحہ ۱۸ طبع لاہور)

ایک شبہ اور اُس کا ازالہ

مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں:

کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی ہے تو چاہیئے کہ سب کو عالم الغیب کہا جائے۔ (حفظ الایمان صفحہ نمبر ۸ طبع دیوبند)

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ عوام الناس مسلمانوں میں سے ہر کوئی دین اسلام کے ایک دو مسائل ضرور جانتا ہے مگر اس کے باوجود ان کو عالم دین نہیں کہا جاتا۔ عالم دین اسی کو کہا جائے گا جو علم صرف ونحو، تفسیر، اصول تفسیر، حدیث، اصول حدیث، فقہ، اصول فقہ وغیرہ علوم پر دسترس رکھتا ہو۔ اسی طرح اگر کسی کو ایک دو مخفی باتوں کا علم ہو تو وہ علم ظنی ہوگا اور اس کے علم کو علم غیب سے تعبیر نہیں کیا جائے گا بلکہ عالم غیب یا عالم الغیب کا اطلاق اس پر ہوگا جس کو رب العزت جل جلالہ کی

طرف سے انہیں علوم غیبیہ سے نوازا گیا ہو اور اس پر قرآن وحدیث کے شواہد موجود ہوں۔ اور یہ مقام فقط انبیاء کرام علیہم السلام کو حاصل ہے عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا، الا من ارتضی من رسول (پارہ ۲۹) اس پر نص قرآنی شاہد ہے انبیاء کرام علیہم السلام کے وسیلہ سے بعض اولیاء اللہ کو بعض علوم غیبیہ حاصل ہوتے ہیں۔

☆ قطب عالم حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی قدس سرہ العزیز لکھتے ہیں'

آں حضرت ﷺ کو علم غیب بہ حسب نصوص قرآنیہ اور علم ما کان و ما یکون از روئے احادیث نبویہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام من جانب اللہ عطا ہوا۔ علم غیب کل (جس کی نہ ابتداء ہے نہ انتہا) اور بالذات علی سبیل الاستمرار، خاصہ خدائی ہے، عز اسمہ، اور علم غیب علی قدر الاعلام والاعطاء آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا ہوا اور آپ کو ''عالم الغیب بہ علم وعطائی و وہبی'' کہا جاسکتا ہے۔ (فتاوئی مہریہ صفحہ نمبر ۱۴، از قبلہ عالم گولڑوی)

نوٹ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات پر لفظ ''عالم الغیب'' کے اطلاق کی کراہت عوام الناس کو مدنظر رکھ کر ہمارے کچھ علماء نے لگائی ہے ورنہ جواز کے وہ بھی قائل ہیں اور حضرت پیر مہر علی شاہ علیہ الرحمتہ نے تو یہاں کراہت کا قول بھی نہیں کیا

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے: وعلمنٰہ من لدنا علما (سورۃ کہف پارہ نمبر ۱۵) ''اور سکھایا تھا اسے اپنے پاس سے (خاص) علم''

مفسرین کرام نے علم خضر علیہ السلام (وعلمنٰہ من لدنا علما) کی تفسیر علم غیب فرمائی ہے اور علم غیب کو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا قول بیان فرمایا ہے جو کہ حکما مرفوع ہے۔ (تفسیر بیضاوی صفحہ نمبر ۱۹ جلد ۲ طبع بیروت ۱۹۶۸ء تفسیر ابن جریر صفحہ نمبر ۱۸۱ جلد ۱۵ طبع بیروت تفسیر روح البیان تفسیر جمل[1] (سورہ کہف)۔

---

[1] حضرت امام علی بن احمد نیشاپوری متوفی ۴۵۰ھ لکھتے ہیں: اعطیناہ علما من علم الغیب ''ہم نے اس کو علم غیب سے علم عطا فرمایا'' (تفسیر الوسیط صفحہ نمبر ۱۵۸ جلد ۳ طبع بیروت ۱۴۱۵ھ)

علامہ ابن عطیہ اندلسی متوفی ۵۴۶ھ فرماتے ہیں: حضرت خضر علیہ السلام کو باطن کا علم دیا گیا تھا (المحرر الوجیز صفحہ نمبر ۴۲۵ جلد ۱۰ طبع مکہ مکرمہ)

علامہ قرطبی مالکی متوفی ۶۶۸ھ فرماتے ہیں: ہم نے ان کو علم الغیب کی تعلیم دی تھی (الجامع لاحکام القرآن صفحہ نمبر ۳۹۱ جلد ۱۰ طبع بیروت)

علامہ ابو السعود محمد بن محمد عمادی حنفی متوفی ۹۸۲ھ لکھتے ہیں: یعنی وہ علم سکھایا جس کی کنہ کو جانا نہیں جاسکتا نہ ان کی مقدار کا اندازہ ہوسکتا ہے اور وہ علم الغیوب ہے (تفسیر ابو السعود صفحہ نمبر ۲۰۳ جلد ۴ طبع بیروت ۱۴۱۶ھ)

علامہ سید محمود آلوسی حنفی بغدادی متوفی ۱۲۷۰ھ لکھتے ہیں: وہ علم الغیوب اور اسرار العلوم الخفیہ ہیں (روح المعانی صفحہ نمبر ۴۷۵ جلد ۱۵ طبع بیروت ۱۴۱۷ھ) (ابو الجلیل فیضی غفرلہ)

نیز شیخ عبدالحق محدیث دہلوی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم عطائی متناہی کو علم غیب سے تعبیر کیا ہے۔ (مدارج النبوۃ صفحہ نمبر ۳۶۹ جلد اوّل مترجم)

اس تمام گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ حفظ الایمان کی ناپاک عبارت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین وتنقیص بالکل ظاہر ہے صریح معمولی اردو زبان ہے اور ہر اردو زبان والا اسکا مطلب آسانی سے سمجھ سکتا ہے کہ اس عبارت میں اشرف علی تھانوی نے علم غیب کی دو قسمیں بیان کی ہیں۔

(۱) بعض غیب۔ (۲) کل غیب۔

دوسری قسم کا کل غیب کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کیلئے نقلاً عقلاً باطل بتایا ہے اور نہ ہی کوئی اہل سنت حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے غیر متناہی علم کا قائل ہے۔ جب دوسری قسم باطل ہوگئی تو صرف پہلی قسم علم غیب ہی باقی رہ گئی اسی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے مانا، اور یہی واقعی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا علم ہے۔ اسی کو پیش نظر رکھتے ہوئے کہا کہ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے یعنی کوئی تخصیص نہیں اس میں صاف صاف تخصیص کی نفی ہے جب تخصیص کی نفی ہوگئی تو یہ آپ کی صفت خاصہ کمالیہ نہ رہی اسی لئے کہا کہ ایسا علم غیب جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہے تو زید عمرو یعنی عام آدمیوں کو بلکہ ہر صبی و مجنون یعنی تمام نابالغ بچوں اور پاگلوں بلکہ جمیع حیوانات وبہائم یعنی تمام حیوانوں اور تمام چوپاؤں کو بھی حاصل ہے کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی ہے۔ اس عبارت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم غیب کو پاگلوں، بچوں اور تمام جانوروں سے تشبیہ دے کر امام الانبیاء محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت توہین کی گئی ہے۔ اور آپ کی توہین کفر ہے۔

مذکورہ کفریہ عبارت پر دیوبندی علماء کا تبصرہ

- مولوی مرتضیٰ حسن دربھنگی کا تبصرہ:

واضح ہو کہ ایسا کا لفظ فقط اور مثل کے معنی میں مستعمل نہیں ہوتا بلکہ اس کے معنی اس قدر اور اتنے کے بھی آتے ہیں جو اس جگہ متعین ہیں۔ (توضیح البیان فی حفظ الایمان صفحہ نمبر ۸)

- **مولوی حسین احمد ٹانڈوی کا تبصرہ:**

حضرت مولانا تھانوی صاحب عبارت میں ایسا فرما رہے ہیں لفظ اتنا تو نہیں فرما رہے اگر لفظ اتنا ہوتا تو اس وقت البتہ یہ احتمال ہوتا کہ معاذ اللہ! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو اور چیزوں کے برابر کردیا۔ (الشہاب الثاقب صفحہ نمبر ۱۰۲)

نتیجہ یہ نکلا کہ مولوی مرتضیٰ حسن دربھنگی کی توجیہہ اور تاویل کی بنا پر مولوی حسین احمد ٹانڈوی صاحب کافر ہو جاتے ہیں اور مولوی حسین احمد کی توجیہہ کے مطابق مولوی مرتضیٰ حسن دربھنگی کافر ہوئے ہیں۔

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

اب اس معمہ کا ماسٹر صاحب ہی بہتر حل فرما سکتے ہیں۔ دیکھتے ہیں اونٹ کس کروٹ بدلتا ہے۔

- **مولوی محمد شریف کشمیری دیوبندی (سابق مدرس دارالعلوم دیوبند و شیخ الحدیث مدرسہ قاسم العلوم و خیر المدارس ملتان) کے استاذ گرامی مولانا مہر محمد اچھروی علیہ الرحمۃ کا "ارشاد گرامی"**

استاذ العلماء حضرت مولانا عطاء محمد بندیالوی نور اللہ مرقدہٗ سے دس سال قبل لئے گئے انٹرویو سے "ایک اقتباس"

سوال...... آپ مولانا مہر محمد رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ فرما رہے تھے کیا وہ سنی عقیدہ رکھتے تھے؟

جواب...... جی ہاں! وہ بڑے پکے سنی تھے حضور اعلیٰ حضرت گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے۔

ایک دفعہ ان کی خدمت میں مولوی اشرف کی <u>حفظ الایمان کی عبارت پیش کی گئی تو انہوں نے</u> برملا فرمایا کہ یہ عبارت دیکھ کر ثابت ہوتا ہے کہ دیوبندیوں کے صوفی بھی گستاخ ہوتے ہیں۔ (استاذ العلماء صفحہ نمبر ۱۸۷، [illegible]ب از رسول قادری)

[illegible] صفحہ نمبر ۱۵۰ [illegible]

مولانا محمد صدیق بڑودی فاضل مدرسہ دیو بند سابق مفتی سورتی مسجد رنگون کا

فتویٰ

پس (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے) ایسے علم شریف ناپیدا کنار کو جانوروں ور پاگلوں کے علم کی طرح تحریر کرنا اور تشبیہ دینا صراحۃً کفر وضلالت اور کھلی حماقت ونادانی ہے۔ نبی برگزیدہ کی سخت توہین ہے۔ الخ (الصوارم الہندیہ صفحہ نمبر ۱۵۱)

ایک شبہ اور اس کا جواب

رہ گیا تھانوی صاحب کا یہ کہنا کہ میں نے ایسا خبیث مضمون نہیں لکھا وغیرہ وغیرہ۔

جواب

(۱)۔ اپنے رسالہ حفظ الایمان میں یہ مضمون چھاپنے کے بعد انکار کرنے سے اس کفر سے نہیں بچ سکتے[۱]، مجرم کا قاعدہ ہی یہ ہے کہ وہ اپنے جرم سے انکار کیا کرتا ہے۔

(۲)۔ اسی طرح جب ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی (اپنے رسالہ میں) توہین کرلی۔ تو زندگی بھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کرنے سے کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ جب تک پہلے کفر شنیع سے توبہ نہ کرے۔

(۳)۔ مولوی انور شاہ کشمیری لکھتے ہیں: المدار فی الحکم بالکفر علی الظواہر ولا نظر للمقصود و النیات ولا نظر لقرائن حالہ۔ (اکفار الملحدین صفحہ نمبر ۷۳)

---

[۱] مولوی اشرف علی تھانوی نے ۸رمحرم الحرام ۱۳۱۹ھ میں حفظ الایمان میں یہ عبارت لکھی تو جب اس عبارت پر گرفت کی گئی تو مولوی محمد مرتضی حسن در بھنگی نے تھانوی جی کو ایک خط لکھا اور اس عبارت کے متعلق دریافت کیا تو تھانوی جی نے بسط البنان کے نام سے جواب لکھا اور اس میں اقرار کیا کہ جو شخص ایسا اعتقاد رکھے یا بلا اعتقاد صراحۃً یا اشارۃً یہ بات کہے میں اس شخص کو خارج از اسلام سمجھتا ہوں ملاحظہ ہو (بسط البنان معہ حفظ الایمان صفحہ نمبر ۹ طبع کراچی) یہ جواب ماہ شعبان ۱۳۲۹ھ میں شائع ہوا تو تھانوی جی کے قلم سے کفر کی اقبالی ڈگری ہوگئی۔

کافر ہوئے جو آپ تو میرا قصور کیا
جو کچھ کیا وہ تم نے کیا بے خطا ہوں میں

(ابو الجلیل فیضی غفرلہ)

کفر کے حکم کا دارومدار ظاہر پر ہے قصد و نیت اور قرائن حال پر نہیں۔

نیز لکھتے ہیں:

علماء نے فرمایا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی شان میں جرأت و دلیری کفر ہے اگرچہ توہین مقصود نہ ہو۔ (اکفار الملحدین صفحہ نمبر ۸۶)

- مولوی حسین احمد ٹانڈوی لکھتے ہیں:

حضرت مولانا گنگوہی .... فرماتے ہیں کہ جو الفاظ موہم تحقیر حضور سرور کائنات علیہ السلام ہوں اگرچہ کہنے والے نے نیت حقارت نہ کی ہو، مگر ان سے بھی کہنے والا کافر ہو جاتا ہے۔ (الشہاب الثاقب صفحہ نمبر ۷۵ طبع دیوبند) بعض علمائے دیوبند کی عبارات کے الفاظ موہم تحقیر نہیں بلکہ کھلم کھلا گستاخانہ ہیں۔ (مقدمہ حسام الحرمین از علامہ عبدالحکیم شرف قادری طبع کراچی)۔

- ملا علی قاری حنفی (المتوفی ۱۰۱۴ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

عالم میں کوئی شئے ایسی نہیں جس کے ساتھ ارادہ الٰہیہ متعلق نہ ہو اور اس بنا پر اگر یہ کہہ دیا جائے کہ کائنات اللہ تعالیٰ کی مراد (یعنی ارادہ کی ہوئی) ہے تو اس میں کوئی توہین نہیں [1] لیکن اگر اسی واقعہ کو اس تفصیل سے کہا جائے کہ ظلم، چوری، شراب خوری اللہ تعالیٰ کی مراد ہے تو اگرچہ یہ کلام واقعہ کے مطابق ہے لیکن ظلم، فسق وغیرہ وغیرہ تفصیلات آجانے کے باعث خلاف ادب اور توہین آمیز ہوگا۔ اسی طرح بدلیل قرآنیہ ''اللہ خالق کل شئ'' یہ کہنا بالکل جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر شئے کا خالق ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ گندگیوں اور دوسری بری چیزوں کو پیدا کرنے والا ہے کہنا جائز نہیں کہ ذلیل اور رذیل اشیاء کی تفصیل ایہام کفر کی وجہ سے یقیناً موجب توہین ہے [2] (شرح فقہ اکبر صفحہ نمبر ۵۳ طبع کراچی۔ ملخصا)

---

[1] خود مولوی اشرف علی تھانوی نے ''بوادر النوادر'' میں بھی یہی لکھا ہے اس لئے حق تعالیٰ کو خالق کل شئ کہنا درست ہے اور کتوں اور سوروں کا خالق کہنا بے ادبی ہے۔ (بوادر النوادر صفحہ نمبر ۲۰۹)

[2] علامہ سعد الدین مسعود بن عمر تفتازانی متوفی ۷۹۱ھ لکھتے ہیں: یقال انہ خالق الکل ولا یقال خالق القاذورات والقردۃ والخنازیر ''یہ کہا جائے گا کہ اللہ ہر چیز کا خالق ہے اور یہ نہیں کہا جائے گا کہ وہ گندگیوں اور بندروں کا اور خنزیروں کا خالق ہے''۔ (شرح المقاصد صفحہ نمبر ۲۷۵ جلد ۴ طبع ایران ۱۳۰۹ھ) (ابو الجلیل فیضی غفرلہ)

ملا علی قاری حنفی علیہ الرحمۃ کے اس بیان کی روشنی میں قارئین کرام پر مولوی اشرف علی تھانوی کی عبارت حفظ الایمان کا توہین آمیز ہونا بخوبی واضح ہوگیا ہوگا۔

شرح مواقف کی عبارت اور اس کا جواب

تھانوی صاحب نے اپنی عبارت کی تائید میں شرح مواقف کی عبارت سے استدلال کیا ہے اس کا بے سود ہونا بھی اہل علم نے اچھی طرح سمجھ لیا ہوگا۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر بالفرض یہ تسلیم کرلیا جائے کہ بعض علم حیوانات، بہائم اور پاگلوں کو ہوتا ہے تب بھی تھانوی صاحب کی طرح یہ کہنا کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے بعض علوم غیب مانا جائے تو ایسا علم غیب تو ہر زید و عمرو اور ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کیلئے بھی حاصل ہے یقیناً حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں موجب توہین ہوگا۔

کیونکہ اس عبارت میں بچوں، پاگلوں، حیوانات اور بہائم کے الفاظ ایسے ہیں جن کی تصریح ہر اہل فہم کے نزدیک اس کلام میں ایسی صریح توہین پیدا کررہی ہے جس کا انکار بجز معاند متعصب کے کوئی شخص نہیں کرسکتا۔ بخلاف عبارت شرح مواقف کے کہ اس میں بچوں، پاگلوں، جانوروں اور حیوانوں کی قطعاً کوئی تفصیل مذکور نہیں اور حقیقت یہ ہے کہ علماء دیوبند کی اکثر عبارات اسی نوعیت کی ہیں کہ ان میں کہیں چوہڑے چمار کی تفصیل موجود ہے، کہیں شیطان لعین کی۔ اس لئے ہمارے منقولہ بیان کی روشنی میں علماء دیوبند کی ایسی تمام عبارات کا توہین آمیز ہونا روز روشن کی طرح ظاہر ہے۔ اور ان میں جو تاویلات کی جاتی ہیں ان سب کا لغو ہونا اظہر من الشمس ہے۔
(الحق المبین تالیف غزالی زماں رازی دوراں علامہ سید احمد سعید کاظمی قدس سرہٗ)

- علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری مدظلہ العالی لکھتے ہیں:

یہ کوئی ماوشما کا معاملہ نہیں ہے یہ اس ذات کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وناموس کا مسئلہ ہے جن کی بارگاہ میں جنید و بایزید ہی نفس گم کردہ حاضری نہیں دیتے بلکہ ملائکہ بھی باادب حاضری دیتے ہیں یہ وہ دربار ہے جہاں اونچی آواز میں گفتگو کرنے سے تمام زندگی کے اعمال ضائع ہوجاتے ہیں۔ جہاں غلط معنی کے موہم الفاظ استعمال کرنا بھی ناجائز ہیں (مقدمہ حسام الحرمین طبع کراچی)

براہین قاطعہ کی کفری عبارت اور اس کی وضاحت

- مولوی خلیل احمد انبیٹھوی لکھتے ہیں:

الحاصل غور کرنا چاہیئے کہ شیطان وملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے ۔شیطان، ملک الموت کی یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کیا جائے۔ (براہین قاطعہ مصنفہ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی مصدقہ مولوی رشید احمد گنگوہی صفحہ نمبر ۱۵۱)

عبارت مذکورہ کی آسان لفظوں میں تشریح

اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں سے سب سے زیادہ ناپاک، سب سے زیادہ بری شئے کا نام شیطان ہے۔ ملک الموت کے معنی موت کا فرشتہ جو روح قبض کرتا ہے۔ وسعت کے معنی وسیع اور زیادہ ہونا۔ وسعت علم کے معنی علم کا زیادہ ہونا۔ نص کے معنی قرآن کریم کی آیت یا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث، جس کے معنی واضح وروشن ہوں اور وہ آیت یا حدیث اسی معنی کیلئے ارشاد کی گئی ہو۔ قطعی کے معنی وہ قول جس کے معنی میں شک وشبہ نہ ہو۔ فخر عالم کے معنی وہ ہستی جس کی وجہ سے سارے جہانوں کو فخر حاصل ہوا ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا لقب فخر دو عالم بھی ہے نص کی جمع نصوص۔ شرک کے معنی اللہ تعالیٰ کی ذات یا کسی صفات یا عبادات میں کسی دوسرے کو شریک کرنا، جو شخص اللہ تعالیٰ کی ذات یا کسی صفت یا عبادت میں کسی اور کو شریک کرے وہ شریعت اسلامیہ میں مشرک ہے۔ اسلامی شریعت کے حکم سے مشرک بھی کافر بھی۔

تو اس عبارت کا صاف اور صریح واضح مطلب صرف یہی ہوا کہ شیطان کیلئے اور موت کے فرشتے کیلئے علم کا زیادہ ہونا قرآن وحدیث کے کھلے ہوئے اشاروں سے ثابت ہے لیکن رسول اللہ علیہ وسلم کے علم کا زیادہ نہ ہونا قرآن وحدیث سے ثابت ہے موت کے فرشتے کیلئے اور ابلیس کیلئے جو شخص وسیع اور زائد علم مانے وہ مومن مسلمان ہے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

علم کو وسیع اور زیادہ ماننے والا مشرک اور بے ایمان ہے۔ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی نے اپنے ان الفاظ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک اور مبارک علم کو موت کے فرشتے اور شیطان کے علم سے بھی کم بتا کر سخت شدید گستاخی کی ہے اور یہ عبارت غیر اسلامی ہے۔

- مولانا رحمت اللہ کیرانوی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

اور دوسری بات یہ ہے کہ براہین قاطعہ میں انوار ساطعہ کے جواب میں کوئی فقرہ نہ ہوگا کہ اس کے مصنف (مولانا عبدالسمیع رامپوری) کو صراحۃً کلماتِ فحش سے یاد نہ کرتے ہوں۔ الخ

(تقدیس الوکیل صفحہ نمبر ۴۲۱ طبع لاہور)

معلوم ہوا کہ مولانا کیرانوی علیہ الرحمۃ کو سیاق و سباق کے ساتھ براہین قاطعہ کی عبارت ذہن نشین تھی اور انہوں نے اوّل تا آخر براہین کا مطالعہ کیا تھا۔

براہین قاطعہ از مولانا خلیل احمد انبیٹھوی چونکہ مولوی رشید احمد گنگوہی کی مصدقہ ہے۔ اس لئے مولانا کیرانوی نور اللہ مرقدہ مولوی رشید احمد گنگوہی کو مخاطب ہو کر اپنی تقریظ میں لکھتے ہیں:

اور بڑی کوشش اس میں کی کہ حضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کا علم شیطان لعین کے علم سے کہیں کمتر ہے اور اسی عقیدے کے خلاف کو شرک فرمایا۔ الخ (تقدیس الوکیل صفحہ نمبر ۳۱۹)

■ ماسٹر ضیاء الرحمٰن جواب دیں

(۱)۔ براہین قاطعہ کی عبارت کا جو مفہوم مولانا رحمت اللہ کیرانوی نے سمجھا درج ذیل ہے۔

مولانا فرماتے ہیں: ''اور بڑی کوشش اس میں کی کہ حضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کا علم شیطان لعین کے علم سے کہیں کمتر اور اسی عقیدے کے خلاف کو شرک فرمایا''۔ (تقدیس الوکیل صفحہ نمبر ۳۱۹)

(۲)۔ براہین قاطعہ کی عبارت کا جو مفہوم مولانا احمد رضا خاں بریلوی نے سمجھا درج ذیل ہے

مولانا فرماتے ہیں: ''ابلیس لعین کیلئے تو زمین کے علم محیط پر ایمان لاتا ہے اور جب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر آیا تو کہتا ہے یہ شرک ہے''۔ (حسام الحرمین صفحہ نمبر ۱۴ طبع لاہور عربی اردو)

تبصرہ...... ''براہین قاطعہ'' کی عبارت کا جو مفہوم مولانا احمد رضا بریلوی نے تحریر کیا ہے وہ ہی مفہوم مولانا رحمت اللہ کیرانوی مکی نے بیان کیا ہے۔ اگر مولانا احمد رضا بریلوی اس مفہوم کی وجہ سے مورد طعن ہیں تو مولانا کیرانوی کے متعلق خاموشی کیوں؟

بغض وحسد کی عینک اتار کر، خوف الٰہی کو دل میں جگہ دیتے ہوئے ذرا اپنے قلم کو جنبش دیجئے۔

مولانا معین الدین اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک براہین قاطعہ کی عبارت کا مفہوم

مولانا اپنے ایک خط میں جو کہ مولانا حامد رضا قدس سرہ العزیز کے نام ہے لکھتے ہیں:

۷۸۶

جناب محترم مولانا زادمجدہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

براہین قاطعہ کے قول شیطانی کو (جس میں معاذ اللہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم اکمل کے مقابلے میں اپنے شیخ شیخ نجد (یعنی شیطان کے علم کو وسیع کہا ہے) دیکھ کر فقیر کا یہی فیصلہ ہے کہ یہ کلمات قطعاً کلمات کفر ہیں اور ان کا قائل کافر، باقی ہنوات اہل دیوبند کو بعد صحت کے انشاء اللہ تعالیٰ دیکھ کر کروں گا۔ آپ اگر بعد جمعہ حسب وعدہ تشریف لے آؤ تو اس وقت اس کے متعلق بسط سے گفتگو ہو سکتی ہے۔

والسلام

فقیر معین الدین غفرلہٗ

۱۴ ربیع الثانی ۳۷ھ

(نوادرات محدثِ اعظم پاکستان صفحہ نمبر ۱۸۲ جلد نمبر ۲ طبع لاہور)

۷۸۶

جناب محترم مولٰنا زاد مجدہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔ براہین قاطعہ کی عبارت قول شیطانی کو
(جسمیں معاذ اللہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم اکمل کے مقابلہ میں
اپنے شیخ شیخ نجد یعنی شیطان کے علم کو وسیع کہا ہے) دیکھکر
فقیر کا بھی یہی فیصلہ ہے کہ یہ کلمات قطعی کلمات کفر ہیں
اور انکا قائل کافر ۔ باقی عبارات اہل دیوبند کو بعد صحت
ان شاء اللہ تعالیٰ دیکھکر فیصلہ کرونگا ۔ آپ اگر بعد جمعہ جلد
تشریف لے آویں تو اس وقت اسکے متعلق بسط سے گفتگو ہوسکتی ہے۔

احقر السلیم خیر ختم فقط ــــ معرفت [illegible] ۔ ۱۳ ربیع الثانی [illegible]

■ پیر محمد کرم شاہ الازہری رسالہ حفظ الایمان اور براہین قاطعہ کی عبارات کو زبان پر بھی لانے کیلئے تیار نہ تھے

اگر موصوف کے نزدیک یہ دونوں عبارتیں اسلامی تھیں تو انہوں نے ان کو ماننے اور زبان پر لانے سے گریز کیوں کیا؟ موصوف لکھتے ہیں:

قرآن کریم کی آیات طیبات اور ان احادیث صحیحہ کے بعد ہم کسی سے اپنے مومن ہونے کا سرٹیفکیٹ لینے کیلئے یا زبان پر لانے کیلئے بھی تیار نہیں کہ شیطان کا علم فخر عالم سے زیادہ یا ایسا علم تو گاؤ خر اور ہر سفیہ کو بھی حاصل ہے۔ (العیاذ باللہ) (تفسیر ضیاء القرآن صفحہ نمبر ۶۸۴ جلد نمبر ۲ بار اوّل)

● حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کی خدمت میں مولانا غلام دستگیر قصوری نے ۸/ ربیع الاوّل ۱۳۰۸ھ کو ایک تحریر پیش کی۔ حضرت حاجی صاحب نے اس تحریر کو ملاحظہ کیا وہ تحریر یہ ہے:

بسم اللہ الرحمن الرحیم ؕ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ؕ

(۱)۔ اما بعد جاننا چاہیے کہ شرعاً وعرفاً امکان کذب حق سبحانہ وتعالیٰ محال اور ممتنع ہے اور ایسا ہی امکان نظیر سرور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم محال وممتنع ہے انتہی مخلصاً۔ اور تفسیر ابوالسعود وغیرہ میں ایسا ہی مذکور ہے اور تفسیر نیشاپوری میں آیت اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ، کے نیچے بھی یہی تحقیق مسطور ہے۔ اور بیضاوی وغیرہ میں بھی ایسا ہی تحریر ہے۔

(۲)۔ اور آیت قل انما انا بشر مثلکم کو مفسرین نے تواضع پر حمل کیا ہے جیسا کہ تفسیر کبیر اور نیشاپوری اور معالم التنزیل اور خازن وغیرہما میں موجود ہے۔ جو چاہے دیکھ لے۔

(۳)۔ شیطان لعین کی وسعت علم اور احاطہ زمین کو نصوص قطعیہ سے ثابت جاننا اور عالم علوم الاوّلین وآخرین صلی اللہ علیہ وسلم کی وسعت علم کو بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کہنا اور اس کو شرک سے تعبیر کرنا اور آپ کے علم شریف کو معاذ اللہ شیطان کے علم سے کم لکھ دینا یہ آپ کی سخت

توہین ہے، کیونکہ شرعاً ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اعلم مخلوقات ہیں تفسیر نیشاپوری میں آیت فاوحیٰ الیٰ عبدہٖ ما اوحیٰ کے نیچے لکھا ہے، والظاہر انہا اسرار وحقائق ومعارف لایعلمھا الا اللہ و رسولہ انتہی تفسیر کبیر میں ہے معناہ اوحی اللہ تعالیٰ الیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ما اوحی الیہ للتفخیم والتعظیم انتہی اور ایسا ہی اکثر تفاسیر میں لکھا ہے اور آیت وعلمک مالم تکن تعلم کے نیچے تفسیر مدارک اور خازن وغیرہما میں ہے وعلمک من خفیات الامور واطلعک علیٰ ضمائر القلوب اور حدیث مسلم میں بروایت عمرو ابن اخطب رضی اللہ عنہ وارد ہے فاخبرنا بما کان و بما ھو کائن اور مواہب لدنیہ میں ہے اخرج الطبرانی عن ابن عمر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ قد رفع لی الدنیا فانا انظر الیہا والیٰ ما ھو کائن فیہا الیٰ یوم القیامۃ انظر الیٰ کفی ھذہ۔ اور اس حدیث کو امام سیوطی نے خصائص کبریٰ میں بھی نقل کیا ہے۔

پس شہادت قرآن وحدیث اکابر علمائے اہل سنت نے تصریح کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ماکان و مایکون کا حاصل ہے جیسا کہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے شفا میں اور علامہ قاری نے اس کی شرح میں اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے مدارج النبوۃ وغیرہ میں اس پر تصریح کی ہے۔

(۴)۔ مجلس مولود شریف مروجہ عرب وعجم کو گھنیا کے جنم سے مشابہت دینی اور بدعت سیئہ و حرام کہنا اور اس مجلس کے قیام کو جو بنظر تعظیم ذکر خیر ورعایت ادب کے مستحسن جانا گیا ہے حرام بلکہ شرک وکفر لکھ دینا اور فاتحہ ارواح اولیاء والصلحاء وسائر المؤمنین کو برہموں کے، اشلوک پڑھنے کے مشابہ کہنا سخت قبیح کلمات ہیں۔ جو امور خیر صدہا سال سے خواص اہل اسلام میں جاری ہوں اور بدعات ومنکرات سے خالی ہوں اور تشبیہ بھی مقصود نہ ہو اور ان کی سند شرعاً بھی موجود ہو ان کے بارے میں ایسا لکھنا سخت بیجا ہے۔ اللہ تعالیٰ توفیق ادب رفیق فرمائے۔ الخ (بقلم محمد ابو عبدالرحمٰن فقیر غلام دستگیر قصوری کان اللہ لہ درمکہ معظمہ شریف) ۸ ربیع الاول ۱۳۰۸ھ

حضرت حاجی (امداد اللہ) موصوف نے اس تحریر کو ملاحظہ فرما کر پھر اس تحریر کو مولانا الحاج الحافظ محمد عبدالحق صاحب کی خدمت میں بھیجا تو انہوں نے اس پر یہ لکھا۔ حامداً ومصلیاً ومسلما

ما کتب فی ہذا القرطاس صحیح لاریب فیہ واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم حررہ محمد عبدالحق عفی عنہ۔

محمد عبدالحق ۱۲۸۱ھ

پھر حضرت حاجی صاحب نے یہ تحریر فرمائی۔

تحریر بالا صحیح اور درست ہے اور مطابق اعتقاد فقیر کے ہے اللہ تعالیٰ اس کے کاتب کو جزائے خیر دے۔ بے سبب گرعزیما موصول نیست، قدرت ازعزل سبب معزول نیست۔

محمد امداداللہ فاروقی

الجواب صحیح محمد انوار اللہ

جو عقائد اس جواب میں مذکور ہیں وہ اہل سنت کے کتب میں مسطور ہیں

واللہ اعلم حررہ المفتقر الی امداد القوی حمزۃ الفقوی عفی عنہ۔

عقائد مندرجہ رسالہ ہذا مطابق کتب اہل سنت والجماعت کے ہیں۔ فقط حررہ نورالدین عفی عنہ

(نورالدین)

(تقدیس الوکیل صفحہ نمبر ۴۴۰ تا ۴۴۴)

- (۱)......مولانا عبدالحق
- (۲)......حاجی امداداللہ
- (۳)......مولانا انوار اللہ
- (۴)......مولانا نورالدین

رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بیانات سے معلوم ہوا کہ مولانا غلام دستگیر قصوری کے عقائد اہل سنت کے مطابق ہیں اور صاحب براہین قاطعہ (مولوی خلیل احمد انبیٹھوی) اہل سنت سے خارج ہیں۔ اوران کی براہین قاطعہ کی عبارت جس میں شیطان کے علم کو نص سے ثابت کیا گیا ہے تو ہین رسالت پر مبنی ہے۔

مولوی خلیل احمد انبیٹھوی اور اسکا اعمیٰ مقلد ماسٹر ضیاء الرحمٰن

انوار ساطعہ کی عبارت سمجھنے سے قاصر ہیں

افضلیت واصالت مصطفویہ صلی اللہ علیہ وسلم

اظہار کمالات محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں علمائے امت کا ہمیشہ یہ مسلک رہا ہے کہ جب انہوں نے کسی فرد مخلوق میں کوئی ایسا کمال پایا جو از روئے دلیل بہ ہیئت مخصوصہ اس کے ساتھ مختص نہیں تو اس کمال کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے اس بناء پر تسلیم کر لیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام عالم کے وجود اور اس کے ہر کمال کی اصل ہیں جو کمال اصل میں نہ ہو فرع میں نہیں ہوسکتا۔ لہٰذا فرع میں ایک کمال پایا جانا اس امر کی روشن دلیل ہے کہ اصل میں یہ کمال ضرور ہے۔ اور اس میں شک نہیں کہ یہ اصول بالکل صحیح ہے۔ معمولی سمجھ رکھنے والا انسان بھی سمجھ سکتا ہے کہ جب فرع کا ہر کمال اصل سے مستفاد ہے تو یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ایک کمال فرع میں ہو اور اصل میں نہ ہو۔ بخلاف عیب کے یعنی یہ ضروری نہیں کہ فرع کا عیب اصل کے عیب کی دلیل بن جائے۔ ہم اکثر دیکھتے ہیں کہ ہرے بھرے درخت کی بعض ٹہنیاں سوکھ جاتی ہیں مگر جڑ تروتازہ رہتی ہے اس لئے کہ اگر جڑ ہی خشک ہو جاتی تو اس کی ایک شاخ بھی سرسبز وشاداب نہ رہتی اور جب سوائے چند شاخوں کے سب ٹہنیاں سرسبز وشاداب ہوں تو معلوم ہوا کہ جڑ تروتازہ ہے۔ اور یہ چند شاخیں جو مرجھا کر خشک ہوگئی ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ اندرونی طور پر ان کا تعلق اصل سے ٹوٹ گیا ہے۔ یہ صحیح ہے کہ بعض اوقات فرع کا عیب اصل کی طرف منسوب ہو جاتا ہے۔ لیکن یہ اسی وقت ہوتا ہے جب اصل میں عیب پایا جائے اور جب اصل کا بے عیب ہونا دلیل سے ثابت ہو تو پھر فروع کا کوئی عیب اصل کی طرف منسوب نہیں ہوسکتا اور اس میں شک نہیں کہ اصل کائنات یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا بے عیب ہونا دلیل سے ثابت ہے۔ خود نام پاک محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی اس کی دلیل ہے۔ کیونکہ لفظ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے معنی ہیں بار بار تعریف کیا ہوا۔ اور ظاہر ہے کہ نقص وعیب

مذمت کا موجب ہے نہ تعریف کا۔ لہٰذا واضح ہو گیا۔ موجودات ممکنہ کے عیوب و نقائص اصل ممکنات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب نہیں ہو سکتے بلکہ ان کا اصل عیب یہی ہے کہ وہ باطنی اور معنوی طور پر اپنی اصل سے منقطع ہو کر اس کے فیوض و برکات سے محروم ہو گئے۔

علیٰ ہذا القیاس ہم کہہ سکتے ہیں کہ موجودات عالم کا ہر کمال کمال محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی دلیل ہے۔ مگر کسی فرد عالم کا عیب میں عیب معاذ اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عیب کی دلیل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ جس فرد میں عیب پایا جاتا ہے۔ درحقیقت وہ اندرونی اور باطنی طور پر اصل کائنات یعنی روحانیت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ سے منقطع ہو چکا ہے۔ گویا اصل سے کٹ جانا ہی عیب ہے۔

اسی اصول کے مطابق حضرت مولانا عبدالسمیع رحمۃ اللہ علیہ مصنف انوار ساطعہ نے تحریر فرمایا تھا کہ "جب چاند سورج کی چمک و دمک تمام روئے زمین پر پائی جاتی ہے اور شیطان و ملک الموت تمام محیط زمین پر موجود رہتے ہیں۔ بنی آدم کو دیکھتے اور ان کے احوال کو جانتے ہیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی روحانیت و نورانیت کے ساتھ بیک وقت بہت سے مقامات پر تمام روئے زمین میں رونق افروز ہونا اور اس کا علم رکھنا کس طرح کفر و شرک ہو سکتا ہے۔ ظاہر ہے کہ مولانا محمد عبدالسمیع رحمۃ اللہ علیہ کا یہ کلام تو اسی اصل مذکور پر مبنی تھا لیکن مولوی انبیٹھوی صاحب جب انوار ساطعہ کے رد میں براہین قاطعہ لکھنے بیٹھے تو انہوں نے اپنی بلادت طبع کے باعث انوار ساطعہ میں لکھے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس کمال کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصف اصالت کی بجائے اسے افضلیت پر مبنی سمجھ لیا۔ یعنی مولوی انبیٹھوی صاحب نے یہ سمجھا کہ صاحب انوار ساطعہ نے جو شیطان و ملک الموت کے ہر جگہ موجود ہونے اور روئے زمین کی اشیاء کا عالم ہونے کو بیان کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر جگہ موجود ہونے اور روئے زمین کے علوم سے متصف ہونے کی طرف مسلمانوں کو متوجہ کیا ہے اس کا مبنیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی افضلیت محضہ ہے۔ انبیٹھوی صاحب نے اپنی غلط فہمی سے بزعم خود ایک بنیاد فاسد قائم کر دی اور اس پر مفاسد کی تعمیر کرتے چلے گئے۔ چنانچہ اسی بناء الفاسد علی الفاسد کے سلسلے میں وہ تحریر فرماتے ہیں۔

اعلیٰ علیین میں روح مبارک علیہ السلام کا تشریف رکھنا اور ملک الموت سے افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپ کا ان امور میں ملک الموت کے برابر بھی ہو۔ چہ جائیکہ زیادہ۔ (براہین قاطعہ صفحہ نمبر ۵۲)

بریں عقل و دانش بباید گریست

انبیٹھوی جی آپ سے کس نے کہہ دیا کہ صاحب انوار ساطعہ نے ملک الموت سے محض افضل ہونے کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم ملک الموت سے زیادہ تسلیم کیا ہے۔ صاحب انوار ساطعہ یا کسی سنی عالم نے بھی افضلیت محضہ کو زیادتی علم کی دلیل نہیں بنایا۔ ہم تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اصالت کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اعلمیت کی دلیل قرار دیتے ہیں اور اگر بالفرض کسی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی افضلیت کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اعلمیت کی دلیل بنایا بھی ہو تو اس سے افضلیت محضہ سمجھنا انتہائی حماقت ہے۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی افضلیت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مخصوص ہے۔ جس کا تحقق اصالت کے بغیر ناممکن ہے۔

ہمارے اس بیان کی روشنی میں مخالفین کا ان تمام حوالہ جات کو پیش کرنا بے سود ہو گیا جن سے وہ ثابت کیا کرتے ہیں کہ افضلیت کو اعلمیت مستلزم نہیں۔ مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت خضر علیہ السلام سے افضل ہیں۔ لیکن بعض علوم حضرت خضر علیہ السلام کیلئے حاصل ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کیلئے ان کا حصول ثابت نہیں وغیرہ وغیرہ۔

مخالفین نے ابھی تک اس حقیقت کو سمجھا ہی نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی افضلیت پر دوسروں کی افضلیت کا قیاس کرنا درست نہیں۔ اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اصل کائنات ہیں اور یہ وصف اصالت عامہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی کو نہیں ملا۔ بنا بریں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی افضلیت اعلمیت کو مستلزم ہو گی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی دوسرے کی افضلیت میں اعلمیت کا استلزام نہ ہو گا۔

اس بات کی تائید و تصدیق کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم تمام رسولوں سے افضل اور سب انبیاء کے خاتم ہیں، نیز یہ کہ تمام انبیاء علیہم السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد حاصل

کرتے ہیں شیخ اکبر محی الدین ابن العربی رضی اللہ عنہ کے اس قول سے ہوتی ہے جو شیخ رضی اللہ عنہ نے باب ۴۹۱ کے علوم میں ارشاد فرمایا ہے کہ مخلوق کا کوئی فرد دنیا اور آخرت کا کوئی علم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی باطنیت (روحانیت) کے بغیر کسی ذریعہ سے حاصل نہیں کرسکتا۔ برابر ہے کہ انبیاء متقدمین ہوں یا وہ علماء ہوں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے متاخرین ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ مجھے اوّلین وآخرین کے تمام علوم عطا کئے گئے ہیں اور اس میں شک نہیں کہ ہم آخرین سے ہیں (پھر ہمارا کوئی علم بلاواسطہ روحانیت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کیونکر حاصل ہوسکتا ہے) اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان علوم کے حکم میں تعمیم فرمائی۔ لہٰذا یہ حکم ہر قسم کے علوم کو شامل ہے۔ خواہ وہ علم منقول ومعقول ہو یا مفہوم وموہوب۔ لہٰذا ہر مسلمان کو کوشش کرنی چاہیئے کہ وہ بواسطہ نبی کریم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے علم حاصل کرے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق میں علی الاطلاق سب سے زیادہ علم والے ہیں۔ (الیواقیت والجواہر صفحہ نمبر ۳۹ جلد نمبر ۲ مطبوعہ مصر) (الحق المبین صفحہ نمبر ۳۵ تا ۴۰)

اہل سنت کا مذہب

زیر بحث براہین قاطعہ کی عبارت کے متعلق اہل سنت وجماعت کا مسلک یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں شیطان کیلئے علم محیط زمین کا ثابت کرنا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس سے اس کی نفی کرنا بارگاہ رسالت کی سخت توہین ہے۔ اہل سنت کے نزدیک شیطان وملک الموت کے محیط زمین کے علم پر قرآن وحدیث میں کوئی نص وارد نہیں ہوئی جو شخص نص کا دعویٰ کرتا ہے۔ وہ قرآن وحدیث پر نہایت ہی ناپاک بہتان باندھتا ہے۔ اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو نصوص قطعیہ کے خلاف کہنا بھی قرآن وحدیث پر افتراء عظیم ہے قرآن وحدیث میں کوئی ایسی نص وارد نہیں ہوئی جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں محیط زمین کے علم کی نفی ہوتی ہو، بلکہ قرآن وحدیث میں بے شمار نصوص سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ہر چیز کا علم ثابت ہے نیز کسی مخلوق کے مقابلے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے علم کی کمی ثابت کرنا اہل سنت کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں بدترین گستاخی

ہے۔ (الحق المبین صفحہ نمبر ۲۷ طبع لاہور)

■ ماسٹر ضیاء الرحمٰن کا دجل وفریب

موصوف لکھتے ہیں:

فخر المحدثین حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری نور اللہ مرقدہٗ نے مولوی عبدالسمیع رامپوری کی کتاب انوار ساطعہ کا جواب براہین قاطعہ کے نام سے شائع کیا تھا مولوی عبدالسمیع رامپوری نے اپنی کتاب میں شیطان وملک الموت کے بارے میں نص قطعی سے یہ ثابت کیا کہ شیطان کو پوری زمین کا محیط علم حاصل ہے۔ (انوار اہلسنت والجماعت صفحہ نمبر ۴)

جواب

مولانا عبدالسمیع رحمۃ اللہ علیہ نے ''انوار ساطعہ'' میں کہیں بھی نہیں لکھا کہ شیطان اور ملک الموت کو پوری زمین کا محیط علم نص قطعی سے ثابت ہے۔[1] ''ھاتوا برہانکم ان کنتم صادقین''

الزام

مولوی احمد رضا بریلوی نے حضرت سہارنپوری نور اللہ مرقدہٗ کی تردیدی عبارت میں سے زمین کے متعلق عبارت کے اوّل حصے کو حذف کر کے شیطان کے علم کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم مبارک سے زائد ماننے کا قائل بنا کر علماء حرمین شریفین کے سامنے پیش کیا۔ (انوار اہلسنت والجماعت صفحہ نمبر ۵)

جواب

اس کا جواب یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی پر یہ الزام قطعاً بے بنیاد ہے کہ انہوں نے دیوبندیوں کی عبارتوں میں ردوبدل کیا ہے یا غلط عقائد ان کی طرف منسوب کیے ہیں بلکہ واقعہ یہ ہے کہ ''حسام الحرمین'' شائع ہونے کے بعد دیوبندی حضرات نے اپنی جان بچانے کیلئے اپنی عبارتوں میں قطع برید کی۔ اپنے اصل عقائد کو چھپا کر علماء عرب وعجم کے سامنے اہل سنت کے

---

[1] مولوی حسین احمد ٹانڈوی لکھتے ہیں: ایک خاص علم کی وسعت آپ کو نہیں دی گئی اور ابلیس لعین کو دی گئی ہے (الشہاب الثاقب صفحہ نمبر ۹۱ طبع دیوبند) (ابوالجلیل فیضی غفرلہ)

عقیدے ظاہر کئے جن پر علمائے دین نے تصدیق فرمائی۔ اس کا تفصیلی بیان آئندہ صفحات پر آرہا ہے۔ (انشاء اللہ) اور گزشتہ صفحات میں بھی اس الزام کا جواب دے چکے ہیں۔

الزام

شیخ طریقت حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی نور اللہ مرقدہٗ کی جانب یہ عقیدہ منسوب کیا آپ علیہ الرحمۃ اللہ جل شانہ کے وقوع کذب کے قائل ہیں (نعوذ باللہ) اور یہ لکھا کہ میں نے ان کا تحریری فتویٰ (مع مہر و دستخط) کے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔ حالانکہ وہ اس من گھڑت فتویٰ کا کوئی ثبوت نہ رکھتے تھے۔ (انوار اہلسنت والجماعت صفحہ نمبر ۵)

جواب نمبرا

ماسٹر ضیاء الرحمٰن کی بددیانتی

مولانا احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

پھر تو ظلم و گمراہی میں اس کا یہاں تک بڑھا کہ اپنے ایک فتویٰ میں (جو اس کا مہر دستخطی میں نے اپنی آنکھ سے دیکھا۔ جو بمبئی وغیرہ بارہا مع ردّ چھپا)۔ الخ (حسام الحرمین صفحہ نمبر ۲۲ طبع لاہور ۱۳۹۵ھ/۱۹۷۵ء)

ماسٹر صاحب لکھتے ہیں:

اور یہ لکھا ہے کہ میں نے ان کا تحریری فتویٰ (مع مہر و دستخط) خود اپنی آنکھ سے دیکھا ہے۔ الخ (انوار اہلسنت والجماعت صفحہ نمبر ۵)

دیکھیئے قارئین کرام!

ماسٹر صاحب خط کشیدہ عبارت کو کس طرح شیر مادر سمجھ کر ہڑپ کر گئے ہیں۔

جواب نمبر۲

ماسٹر صاحب کا یہ کہنا: حالانکہ اس من گھڑت فتویٰ کا کوئی ثبوت نہیں، دعویٰ بلا دلیل ہے اور دلیل کے بغیر دعویٰ کی اہل علم کے نزدیک کوئی وقعت و اہمیت نہیں۔ ہم مولوی رشید

احمد گنگوہی کا فتویٰ ''وقوع کذب'' اور اس کا عکس تحریر کرنے پر ہی اکتفا کرتے ہیں جس سے ماسٹر صاحب کے بے بنیاد دعویٰ کی ہنڈیا خود ہی چوراہے میں پھوٹ جائے گی۔

گنگوہی کے فتویٰ وقوع کذب باری تعالیٰ کی عبارت

سوال

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم،

ماقولکم رحمکم اللہ! دو شخص کذب باری تعالیٰ میں گفتگو کرتے تھے ایک کی طرف داری کے واسطے تیسرے نے کہا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ان اللہ لایغفر ان یشرک بہ ویغفر مادون ذلک الخ لفظ ''ما'' عام ہے شامل ہے معصیت قتل مومن کو پس آیت مذکورہ سے معلوم ہوا کہ پروردگار مغفرت مومن قاتل بالعمد بھی فرمادے گا۔ اور دوسری آیت میں ہے ومن یقتل مؤمنا متعمدا فجزاءہ جہنم خالداً الخ لفظ من عام ہے شامل مومن قاتل بالعمد کو، اس سے معلوم ہوا کہ قاتل مومن بالعمد کی مغفرت نہ ہوگی۔ اس قائل کے خصم نے کہا کہ آپ کے استدلال سے وقوع کذب باری ثابت ہوتا ہے کیونکہ آیت میں ویغفر ہے نہ ویمکن ان یغفر، یہ سن کر اس قائل نے جواب دیا میں نے کب کہا ہے کہ میں وقوع کذب کا قائل نہیں ہوں اور دوسرا قول اسی قائل کا یہ ہے کہ کذب علی العموم قبیح بمعنی منافر للطبع نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے بعض مواضع جائز رکھا ہے اور توریہ وعین کذب بعضے مواضع میں دونوں اولیٰ ہیں نہ فقط توریہ، آیا یہ قائل مسلمان ہے یا کافر اور مسلمان ہے تو بدعتی ضالا یا اہل سنت وجماعت باوجود قبول کرنے کے کذب باری تعالیٰ کے، بینوا توجروا۔

الجواب..... اگرچہ شخص ثالث نے تاویل آیات میں خطا کی مگر تاہم اس کو کافر کہنا یا بدعتی ضال کہنا نہیں چاہیئے کیونکہ وقوع خلف وعید کو جماعت کثیرہ علماء وسلف کی قبول کرتی ہے چنانچہ مولوی احمد حسن صاحب رسالہ تنزیہ الرحمٰن اپنے رسالہ میں تصریح کرتے ہیں بقول علاوہ اس کے مجوزین خلف وعید وقوع خلف کے بھی قائل ہیں۔ چنانچہ ان کے دلائل سے ظاہر ہے: حیث قالوا انہ لیس بنقص بل ھو کمال۔ الخ۔ اس سے ظاہر ہوا کہ بعض علما، خلف وعید کے قائل ہیں اور یہ بھی واضح ہے خلف وعید خاص ہے اور کذب عام ہے کیونکہ کذب بولتے ہیں قول خلاف واقع کو۔ سو وہ گاہ وعید

ہوتا ہے۔گا ہے وعدہ گا ہے خبر اور سب کذب کے انواع اور وجود نوع کا وجود جنس کو مستلزم ہے انسان اگر ہوگا تو حیوان بالضرور موجود ہوگا۔لہٰذا وقوع کذب کے معنی درست ہو گئے اگر چہ بضمن کسی فرد کے ہو۔ پس بناء علیہ اس ثالث کو کوئی سخت کلمہ نہ کہنا چاہیئے کہ اس میں تکفیر علماء سلف کی لازم آتی ہے ہر چند یہ قول ضعیف ہے مگر تاہم مقدمین کے مذاہب پر صاحب دلیل قوی کو تضلیل صاحب دلیل ضعیف ہے مگر تاہم مقدمین کے مذہب پر صاحب دلیل قوی کو تضلیل صاحب دلیل ضعیف کی درست نہیں دیکھو کہ حنفی شافعی پر اور بعکس بوجہ قوۃ دلیل اپنی کے طعن و تضلیل نہیں کر سکتا انا مؤمن انشاء اللہ کا مسئلہ کتب عقائد میں خود لکھتے ہیں لہٰذا اس ثالث کو تضلیل و تفسیق سے مامون کرنا چاہیئے البتہ یہ نرمی اگر فہمائش ہو بہتر ہے البتہ قدرہ علی الکذب مع امتناع الوقوع مسئلہ اتفاقیہ ہے اس میں کسی کا خلاف نہیں اگر چہ اس زمانے میں لوگوں کو اعتقاد بیجا ہو گیا ہے۔ قال اللہ ولو شئنا کل نفس ھدا ھا ولکن حق القول منی لاملئن جہنم من الجنۃ والناس اجمعین الآیہ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

رشید احمد

نوٹ: اس قلمی فتویٰ کا عکس اگلے صفحے پر ملاحظہ ہو۔

برصغیر پاک و ہند میں مذہبی منافرت اور مسلمانوں کو

مشرک و کافر اور بدعتی بنانے کا سہرا

مولوی محمد اسماعیل دہلوی کے سر ہے

مولوی محمد اسماعیل دہلوی کا خود اعتراف

(پہلے میں نے اس کتاب یعنی تقویۃ الایمان کو عربی میں لکھا) خان صاحب نے فرمایا اس کے بعد (مولانا محمد اسماعیل) نے اس کو اردو میں لکھا اور لکھنے کے بعد اپنے خاص خاص لوگوں کو جمع کیا جن میں سید احمد صاحب، مولوی عبدالحئی صاحب، شاہ اسحاق صاحب، مولانا محمد یعقوب

صاحب، مولانا فرید الدین صاحب مراد آبادی، مومن خان، عبداللہ خان علوی (استاذ امام بخش جسہائی اور مملوک علی صاحب) بھی تھے اور ان کے سامنے تقویۃ الایمان پیش کی اور فرمایا کہ میں نے یہ کتاب لکھی ہے ''میں جانتا ہوں کہ اس میں بعض جگہ تیز الفاظ بھی آ گئے ہیں اور بعض جگہ شدت بھی ہو گیا ہے۔ مثلاً ان امور کو جو شرک خفی تھے شرک جلی لکھ دیا گیا ہے ان وجوہ سے مجھے اندیشہ ہے کہ اس کی اشاعت سے شورش ضرور ہوگی۔[1] (حکایات اولیاء از اشرف علی تھانوی صفحہ نمبر ۱۰۶ طبع کراچی)

تبصرہ: مولوی اسماعیل دہلوی کا یہ کہنا ان امور کو جو شرک خفی تھے شرک جلی لکھ دیا گیا ہے ایسا کرنے سے احکام میں تبدیلی آجاتی ہے کیونکہ شرک خفی کا مرتکب اسلام سے خارج نہیں ہوتا جبکہ شرک جلی کا مرتکب اسلام سے خارج ہو کر مشرک و کافر ہو جاتا ہے۔ اور یہ مولوی اسماعیل کی اتنی بڑی جرأت جو چودہ سو برس کے عرصہ میں کسی مسلمان نے نہیں کی۔

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ ایک بار روئے تو ان سے کہا گیا کیوں روئے؟ فرمایا کہ ایک بار میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا تو وہ بات مجھے یاد آگئی تو اس نے مجھے رلایا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا، میں اپنی امت پر شرک (خفی) اور خفیہ شہوت سے ڈرتا ہوں، میں عرض گزار ہوا کہ یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا آپ کے بعد آپ کی امت شرک کرے گی؟ فرمایا ہاں! لیکن وہ سورج یا چاند یا پتھروں یا بتوں کو نہیں پوجیں گے بلکہ اپنے اعمال کو دکھلائیں گے (یعنی ریاکار ہوں گے) اور خفیہ شہوت یہ ہے کہ تم میں سے کوئی روزے کی حالت میں صبح کرے گا لیکن اپنی شہوت کے باعث روزہ توڑ دے گا۔ (رواہ احمد والبیہقی فی شعب الایمان، مشکوٰۃ صفحہ نمبر ۴۵۵ عربی)

نیز مجلس میں موجود علماء کا مولوی اسماعیل کے اس نظریے کی تردید نہ کرنا اور خاموش بیٹھے رہنا ایسے اشخاص کو حدیث میں گونگے شیطان کہا گیا ہے۔

---

[1] مولوی احمد رضا بجنوری نے تقویۃ الایمان کو فتنہ و فساد کا سبب قرار دیا ہے ملاحظہ ہو انوار الباری شرح بخاری صفحہ نمبر ۱۱۳ جلد ۱۳، نیز اپنے اکابرین کے جرم کا اعتراف کرتے ہوئے لکھتے ہیں جو غلطیاں ہمارے بڑوں سے ہو چکی ہیں ان کو تسلیم کرنا چاہیے (انوار الباری شرح بخاری صفحہ نمبر ۱۴۸ جلد ۱۳ طبع ملتان)

فرقہ دیوبندیہ ۱۸۵۷ء کے بعد ہندوستان میں معرضِ وجود میں آیا۔ فروعی مسائل میں امام اعظم ابوحنیفہ (المتوفی ۱۵۰ھ) رضی اللہ عنہ کی پیروی کرتا تھا اور عقائد کے لحاظ سے فرقہ وہابیہ کا پیروکار تھا۔

مولوی رشید احمد گنگوہی کا فتویٰ

سوال...... تقویۃ الایمان میں کوئی مسئلہ ایسا بھی ہے جو قابل عمل نہیں یا کل اسکے مسائل صحیح ہیں؟

جواب...... بندہ کے نزدیک سب مسائل اس کے صحیح ہیں تقویۃ الایمان پر عمل کریں۔ (فتاوی رشیدیہ صفحہ نمبر ۱۱۳ حصہ اوّل)

تبصرہ...... یعنی شرک خفی کو شرک جلی اور شرک جلی کو شرک خفی کہنا درست ہے۔ کیا یہ عقیدہ اسلام کے خلاف نہیں؟

نیز مولوی رشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں

اور کتاب تقویۃ الایمان نہایت عمدہ کتاب ہے اور ردّ شرک و بدعت میں لاجواب کتاب ہے استدلال بالکل کتاب و احادیث سے ہیں اس کا رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ جلد اوّل)

قارئین کرام!

اس کے بعد مولوی اسماعیل کے متوسلین اور معتقدین نے ان کے مشن کو عام کیا، علمائے غیر مقلدین اور علمائے دیوبند نے اس کی نشر و اشاعت میں خوب اپنا اپنا کردار ادا کیا۔ علاوہ ازیں مولوی محمد اسماعیل دہلوی کے خصوصی معتقدین:

(۱)...... مولوی اشرف علی تھانوی۔

(۲)...... مولوی قاسم نانوتوی۔

(۳)...... مولوی خلیل احمد انبیٹھوی۔

(۴)...... مولوی رشید احمد گنگوہی۔

نے اپنی اپنی تصانیف میں ایسی عبارات تحریر کیں جو کہ صریح تنقیص رسالت پر مبنی تھیں جن کی وجہ سے برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں میں افتراق و انتشار کی فضاء پیدا ہوگئی۔ جو بھی ان گستاخانہ عبارات کے خلاف لکھتا یا تقریر کرتا پرستاران مولوی محمد اسماعیل دہلوی، مولوی تھانوی، مولوی انبیٹھوی اور مولوی رشید احمد گنگوہی اس کو مشرک اور بدعتی کے نام سے یاد کرنے لگے۔

اسی دوران مرزا غلام احمد قادیانی نے جھوٹا دعویٰ نبوت کیا تو اس فتنے کا قطب عالم پیر مہر علی شاہ نور اللہ مرقدہٗ اور علمائے اہل سنت نے تقریراً اور تحریراً ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ اس فرقہ کے پجاری بھی فرقہ وہابیہ اسماعیلیہ اور دیوبندیہ کی طرح اپنے سوا کسی کو مسلمان ہی نہیں سمجھتے۔

ماسٹر ضیاء الرحمٰن اور اس کے ہم مسلک علماء کا وطیرہ ہے کہ وہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر بغیر سوچے سمجھے مسلمانوں کو مشرک اور بدعتی بنانا اپنی زندگی کا ماحصل سمجھتے ہیں۔ اور زمین پر فتنہ وفساد برپا کرنے پر تلے ہوئے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے درج ذیل حکم کی کھلی خلاف ورزی کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔

''لاتفسدوافی الارض'' (القرآن المجید)

''زمین میں فساد نہ کرو''۔

مسلمانوں کی تکفیر خود کرنا اور یہ الزام مولانا احمد رضا خاں بریلوی اور علمائے اہل سنت کے رتھونپنا انتہائی ظلم عظیم ہے۔ کسی نے سچ کہا ہے۔ ''الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے''۔

مولانا احسن جان سرہندی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

نے فرقہ اسماعیلیہ، فرقہ وہابیہ اور فرقہ دیوبندیہ کا یوں نقشہ کھینچا ہے۔

ہندوستان میں اس گروہ کا امام اوّل مولوی اسماعیل دہلوی ہے جس نے ۱۲۵۰ھ کے لگ بھگ خروج کیا۔ اور محمد بن عبدالوہاب نجدی کی کتاب التوحید کا اردو فارسی میں ترجمہ کر کے اس کو بنام ''تقویۃ الایمان'' شائع کیا بعد ازاں اہل اسلام کا دین وایمان غارت کرنے کیلئے صراط مستقیم وغیرہ رسالے تصنیف کئے۔ پھر اس کے چیلوں مثلاً عبداللہ غزنوی، نذیر حسین دہلوی، صدیق حسن خاں بھوپالی، رشید احمد گنگوہی اور دیوبند کے مولویوں نے اس تحریک کو آگے بڑھایا اور

کتب ورسائل اور دفاتر کثیرہ سیاہ کر کے بہت سے لوگوں کو دام تزویر میں پھنسایا اس فرقہ کے متاخرین دو راہوں میں چلے۔(۱) ایک گروہ نے کھلے عام اہل حدیث کہلوا کر تقلید شخصی کا انکار کیا اور امت مرحومہ کے اکابر علماء وصلحاء اور اولیاء کو مشرکین اور مبتدعین (بدعتی) قرار دیا۔ دوسرے گروہ نے حنفیت کا لبادہ اوڑھ کر خود کو حنفی ظاہر کیا۔ حالانکہ یہ گروہ عقیدہ میں پہلے گروہ کے ہم نفس ہم قفس ہے۔ ان کا حنفیت کا پردہ اس لئے ہے کہ سادہ لوح حنفی مسلمانوں کو بہکا کر راہ راست سے بھٹکا سکیں۔ کیونکہ اگر یہ وہابیت کا اعلانیہ اظہار کریں گے تو لوگ ان سے نفرت کریں گے۔ اس لئے ان کا یہ حیلہ حصول مقصد کا ذریعہ بنا۔ سچی بات یہ ہے کہ یہ لوگ اس تدبیر سے اپنے مقصد میں بڑی حد تک کامیاب رہے ہیں۔ اس لحاظ سے اہل ایمان کو اغواہ کرنے اور اہل اسلام کے عقائد و نظریات پر شب خون مارنے میں دوسرے گروہ (یعنی دیوبندیوں) کا ضرر پہلے گروہ سے کہیں زیادہ ہے...... جن کے ظاہری خدوخال یہ ہیں کہ اگر ان کے ظاہر پر نظر کی جائے تو پختہ مسلمان ہیں اور باطنی خباثت پر اطلاع ہو تو بدتر از شیطان ہیں بظاہر اصلاح سے آراستہ ہیں اور ان کا لباس سفید و پاکیزہ ہے۔ ریشیں دراز ہیں، نمائشی تقویٰ کے مجسمے ہیں، ان کی زبان نرم اور شیریں ہے ...... مگر ان کا باطن امت مرحومہ پر لعن طعن کی خباثت سے آلودہ ہے۔ (الاصول الاربعۃ صفحہ نمبر ۱۷، ۱۸ طبع لاہور ۲۰۰۳ء)

■ حضرت ابوالحسن زید فاروقی مجددی دہلوی (سجادہ نشین حضرت مرزا مظہر جاناں نقشبندی مجددی دہلوی) رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے زمانے سے ۱۲۴۰ھ تک ہندوستان کے مسلمان دو فرقوں میں بٹے رہے۔ ایک اہل سنت و جماعت اور دوسرے شیعہ۔ مولانا اسماعیل دہلوی کا ظہور ہوا اور وہ شاہ ولی اللہ کے پوتے شاہ عبدالعزیز اور شاہ رفیع الدین اور شاہ عبدالقادر کے بھتیجے تھے۔ ان کا میلان محمد بن عبدالوہاب نجدی کی طرف ہوا نجدی کا رسالہ ''ردالاشراک'' اس کی نظر سے گزرا ،انہوں نے اردو میں تقویۃ الایمان لکھی۔ اس کتاب سے مذہبی آزاد خیالی کا دور شروع ہوا، اور کوئی

غیر مقلد ہوا اور کوئی وہابی بنا کوئی اہلحدیث کہلوایا، کسی نے اپنے آپ کو سلفی کہلوایا۔ ائمہ مجتہدین کو جو منزلت اور احترام دین میں تھا وہ ختم ہوا معمولی نوشت وخواند (یعنی کم پڑھے لکھے) فرد امام بننے لگے اور افسوس اس بات کا ہے کہ توحید کی حفاظت کے نام پر بارگاہ نبوت کی تعظیم وتکریم تقصیرات کا سلسلہ شروع کر دیا گیا۔ یہ سب قباحتیں ماہ ربیع الاول ۱۲۴۰ھ کے بعد ظاہر ہونی شروع ہوئیں اس وقت کے جلیل القدر علماء کرام کا دہلی کی جامع مسجد میں اجتماع ہوا اور ان حضرات نے باتفاق اس کتاب (تقویۃ الایمان) کا رد کیا۔ (مولانا اسماعیل اور تقویۃ الایمان صفحہ نمبر ۹ طبع لاہور ۱۹۸۶ء)

الزام

ماسٹر ضیاء الرحمٰن درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

''بریلویت اور تکفیرات''

قارئین کرام! علماء حق کی تذلیل اور تکفیر کرنا اہل باطل اور حاسدین کا شیوہ ہے اور گروہ مسلمین کی تکفیر کی ذمہ داری مولانا احمد رضا اور اس کی ذریت کے حصے میں آئی۔ الخ (انوار اہلسنت والجماعت صفحہ نمبر ۷)

جواب

اس کے جواب میں بجز اس کے کیا کہا جائے کہ سبحانک ھذا بہتان عظیم۔ کسی مسلمان کو کافر کہنا مسلمان کی شان نہیں[1]۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ مسمان کو کافر کہنے کا وبال کہنے والے پر عائد ہوتا ہے۔ میں پورے وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ علمائے بریلی یا ان کے ہم خیال کسی عالم نے آج تک کسی مسلمان کو کافر نہیں کہا۔ خصوصاً اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی قدس سرۂ العزیز تو مسئلہ تکفیر میں اس قدر محتاط واقعہ ہوئے تھے کہ امام الطائفہ مولوی اسماعیل دہلوی کے بکثرت اقوال کفریہ نقل کرنے کے باوجود لزوم اور التزام کفر کے فرق کو ملحوظ رکھنے یا امام الطائفہ کی توبہ منظور ہونے کے باعث ازراہ احتیاط مولوی اسماعیل دہلوی کی تکفیر سے کف لسان فرمایا۔ اگرچہ وہ شہرت

---

[1] ماسٹر جی اپنے تھانوی جی کی سنیئے کہ علماء کافر بناتے نہیں کافر وہ خود ہوتے ہیں ان کا علماء کافر ہونا بتا دیتے ہیں۔ (الافاضات الیومیہ صفحہ نمبر ۱۸ جلد ۳ طبع ملتان) (ابوالجلیل فیضی غفرلہ)

اس درجہ کی نہ تھی کہ کف لسان کا موجب ہو سکے لیکن اعلیٰ حضرت نے احتیاط کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ (ملاحظہ فرمایئے الکوکبۃ الشہابیہ مطبوعہ اہل سنت و جماعت بریلی صفحہ نمبر ۲۶)!

حیرت ہے کہ ایسے محتاط عالم دین پر تکفیر المسلمین کا الزام عائد کیا جاتا ہے۔ دراصل اس پروپیگنڈے کا پس منظر یہ ہے کہ جن لوگوں نے بارگاہ نبوت میں صریح گستاخیاں کیں تو انہوں نے اپنی سیاہ کاریوں پر نقاب ڈالنے کیلئے اعلیٰ حضرت اور ان کے ہم خیال علماء کو تکفیر مسلمین کا مجرم قرار دے کر بدنام کرنا شروع کر دیا تا کہ عوام کی توجہ ہماری گستاخیوں سے ہٹ کر اعلیٰ حضرت کی تکفیر کی طرف مبذول ہو جائے اور ہمارے مقاصد کی راہوں میں کوئی چیز حائل نہ ہونے پائے۔ لیکن باخبر لوگ پہلے بھی باخبر تھے اور اب بھی وہ اس حقیقت سے بے خبر نہیں۔

اہل سنت و جماعت اور مسئلہ تکفیر

علامہ سید احمد سعید کاظمی نور اللہ مرقدہٗ لکھتے ہیں:

مسئلہ تکفیر میں ہمارا مسلک ہمیشہ یہی رہا ہے ۱ کہ جو شخص بھی کفر بول کر اپنے قول وفعل سے التزام کفر کرے گا تو ہم اس کی تکفیر میں تامل نہیں کریں گے۔ خواہ وہ دیو بندی ہو یا بریلوی، لیگی ہو یا کانگرسی، نیچری ہو یا ندوی۔ اس بارے میں اپنے پرائے کا امتیاز کرنا، اہل حق کا شیوہ نہیں۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ ایک لیگی نے کلمہ کفر بولا تو ساری لیگ کافر ہوگئی۔ ایک ندوی نے التزام کفر کیا تو معاذ اللہ سارے ندوی مرتد ہو گئے۔ ہم تو بعض دیو بندیوں کی عبارات کفریہ کی بنا پر ہر ساکن دیو بندی کو بھی کافر نہیں کہتے چہ جائیکہ تمام لیگی اور سارے ندوی کافر ہوں۔ ہمارے اکابر نے بارہا اعلان کیا کہ ہم کسی دیو بندی یا لکھنؤ والے کو کافر نہیں کہتے۔ ہمارے نزدیک وہی لوگ کافر ہیں جنہوں نے معاذ اللہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم و محبوبان ایزدی کی شان میں

۱ مولانا محمود احمد قادری استاذ مدرسہ احسن المدارس قدیم کانپور لکھتے ہیں: (مولانا نعیم الدین مراد آبادی) منشی شوکت علی رامپوری، سید حبیب ایڈیٹر سیاست لاہور کو لے کر مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور میں مولانا خلیل احمد ''مصنف براہین قاطعہ'' کے پاس پہنچے، ہر چند سمجھایا، آخرت کی دردناک پکڑ سے ڈرایا، بار بار توبہ کا مطالبہ کیا۔ آخر میں مجبور ہو کر مولوی خلیل احمد نے کہا: ''آپ مجھے کافر نہیں اکفر کہیے مگر میرے پاس جواب نہیں''۔ (تذکرہ علمائے اہل سنت صفحہ نمبر ۲۵۳ طبع علیمیہ پریس بار دوم ۱۹۹۲ء)

صریح گستاخیاں کیں اور باوجود تنبیہ شدید کے انہوں نے اپنی گستاخیوں سے توبہ نہ کی۔ نیز وہ لوگ جو ان گستاخیوں کو حق سمجھتے ہیں۔ اور گستاخیاں کرنے والوں کو مومن اہل حق اور اپنا مقتداء اور پیشوا مانتے ہیں اور بس ان کے علاوہ ہم نے کسی مدعی اسلام کی تکفیر نہیں کی۔ ایسے لوگ جن کی ہم نے تکفیر کی ہے اگر ان کو ٹٹولا جائے تو وہ بہت قلیل اور محدود افراد ہوں گے۔ ان کے علاوہ نہ کوئی دیوبند کے رہنے والا کافر ہے نہ بریلی کا نہ لیگی اور نہ ندوی ہم سب کو مسلمان سمجھتے ہیں۔ (الحق المبین صفحہ نمبر ۲۸)

نیز ایک حدیث میں ہے کہ اہل قبلہ کو کافر نہ کہو تو اس کا جواب یہ ہے کہ اصطلاح ائمہ میں اہل قبلہ وہ ہیں جو تمام ضروریات دین پر اعتقاد و ایمان رکھتے ہوں اگر ضروریات دین میں سے کسی ایک چیز کے بھی منکر ہوں تو وہ بالیقین اور بالاجماع کافر و مرتد ہوں گے۔

الزام

علمائے اہل سنت نے ''تنویر الحجہ لمن یجوز التواحجہ'' جیسی کتاب لکھ کر مسلمان کو حج جیسی سعادت حاصل کرنے سے منع کیا۔ (خلاصہ) (انوار اہلسنت والجماعت صفحہ نمبر ۷)

جواب

یہ مفتی اعظم ہند مولانا محمد مصطفےٰ رضا خاں علیہ الرحمۃ کی تصنیف ہے۔ مگر موصوف کے ذمہ وہ بات لگائی جو ان کے فتویٰ اور ان کی تصنیف میں موجود ہی نہیں۔ ہم تنویر الحجہ سے پہلے وہ استفتاء (سوال نامہ) نقل کرتے ہیں جس پر قبلہ مفتی اعظم علیہ الرحمۃ نے فتویٰ دیا اور پھر آپ کے فتویٰ کے الفاظ نقل کر کے ماسٹر صاحب کی فریب کاریوں کا پردہ چاک کرتے ہیں۔

استفتاء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم حامداً و مصلیاً و مسلماً

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ مندرجہ مصدقہ و مثبتہ امور ذیل کا لحاظ کرتے ہوئے مسلم اہل حل و عقد نے امسال التوائے حج کو اصلاح حالات حجاز و

دفع مظالم اہل نجد و دفاع سطیرۂ ظالمین و مفسدین کیلئے ضروری سمجھا ہے ایسی حالت میں شریعت اسلامیہ میں امسال حج ملتوی کیا جا سکتا ہے یا فوری ادا کرنا ضروری ہے۔

(۱)۔ ابن سعود اور نجدیوں کا اپنے سوا تمام دیگر فرق اسلامیہ کو مشرک سمجھنا اور اس لئے ان کی جان و مال کی حفاظت کی فکر نہ کرنا بلکہ جاہل نجدیوں کا حاجیوں کی جان و مال کو اپنی بے توجہی سے خطرے میں ڈالنا اور طائف کے مسلمانوں کو قتل کر کے ان کے مال میں سے اسی طرح پانچواں حصہ لینا جس طرح مال غنیمت سے کافر سے حاصل کیا جاتا ہے۔ بے گناہ مسلمانوں کا قتل عورتوں سے بدسلوکی مکانات کی تاراجی اسباب و زیورات کی لوٹ مار عام حجاج کو قصداً تکالیف پہنچانا اور غلاف کعبہ لانے والوں کو یا محمد کے نشان بنے ہوئے پر مشرک سمجھنا اور ان پر سنگ باری اور حملہ کرنا

(۲)۔ اعمال حج میں دست اندازی کرنا اور حجر اسود کے بوسہ دینے پر اور سعی کرنے میں حاجیوں کو بید سے مار کر دست اندازی کرنا اور خود ابن سعود اور اس کے والد کے طواف کرنے کے وقت دوسرے حاجیوں کو مطاف سے نکال دینا اور ان پر جبروت کا بیت اللہ میں اظہار کرنا عرفات میں خطبہ نہ پڑھنا وغیرہ عام طور سے حاجیوں پر تین دن پانی بند کر کے تکلیف دینا خاص کر زمزم کے استعمال مسنونہ سے روکنا۔

(۳)۔ بزرگانِ دین پیشوایانِ مذہب علمائے کرام و صوفیائے عظام اور عام اہل اسلام (جو نجدی عقائد کے نہ ہوں) کی تذلیل و اہانت اور آزار رسانی اور ان کے ضرب اور بعض صورتوں میں قتل پر آمادہ ہو جانا اور ان کو امن و امان نہ ہونا۔

(۴)۔ حاجیوں پر اونٹوں کے کرایہ کا اضافہ اور بھاری محصولات کا عائد کرنا جن میں بعض ایسے محصولات بھی ہیں جن کا پہلے سے کوئی اعلان نہیں کیا گیا اور فوری حکم کی وجہ سے ان کی ادائیگی کیلئے بعض غریب اور متوسط حاجیوں کو دست سوال دوسروں کے سامنے دراز کرنا پڑا۔

(۵)۔ زیارتِ مقابر سے مانع ہونا اور عامہ اہل اسلام کو اپنے عقیدہ کے مطابق زیارات و اعمال حج سے روکنا۔

(۶)۔ ابن سعود اور اس کے ساتھیوں کے وہ اہانت آمیز افعال جو یقینی طور پر آثار متبرکہ و مقابر

ومشاہد مقدسہ اور بعض مساجد اور خاص کر جنۃ البقیع اور مزار حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ اور مزار حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ کیئے گئے۔

المستفتی فقیر محمد قطب الدین عبدالوالی عفا اللہ عنہ فرنگی محل لکھنؤ۔ یہ ہے استفتاء مذکورہ بالا سوالات کی روشنی میں اس وقت کے حالات نجدیوں کی شدید دشمنی قتل وغارت گری لوٹ مار مسلمانانِ اہل سنت اور علماء اہل سنت کے قتل عام کے پیش نظر سیدنا حضور مفتی اعظم مولانا شاہ مصطفےٰ رضا خاں بریلوی قدس سرہٗ اور اس وقت کے لاتعداد بے شمار علماء اہل سنت نے حج مؤخر کرنے کا فتویٰ دیا تھا۔ حج کی فرضیت ختم ہونے کا فتویٰ نہیں دیا تھا۔ ۱۳۴۵ھ میں جب یہ کتاب تنویر الحجہ چھپ کر شائع ہوئی ترازو کے پلڑے میں تل کر علم کی بھاری ڈگری لینے والے دیوبندی مولوی اشرف علی تھانوی، مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی، محمود الحسن دیوبندی، مولوی خلیل احمد انبیٹھوی، دیوبندی مولوی انور شاہ کشمیری، دیوبندی کفایت اللہ دہلوی، مفتی عزیز الرحمٰن دیوبندی جیسے اکابر دیوبند زندہ تھے انہوں نے اس رسالہ تنویر الحجہ کا جواب کیوں نہ دیا اور اس فتویٰ کو رد کیوں نہ کیا؟ کیا یہ سب جاہل مطلق تھے۔ تنویر الحجہ کا یہ فتویٰ حج مؤخر وملتوی کرنے کا اس وقت کے ان حالات پر تھا یہ فتویٰ حج کی فرضیت ختم ہونے کا نہ تھا اور جب وہ لوٹ مار قتل وغارت گری دہشت گردی کے حالات نہ رہے تو نہ صرف دیگر جلیل القدر اکابر علماء اہل سنت بلکہ اس فتویٰ کی تصدیق کرنے والے حضرات سیدنا امام حجۃ الاسلام مولانا شاہ حامد رضا خاں بریلوی، سیدنا حضور صدر الشریعۃ مولانا محمد امجد علی اعظمی، صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی، محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد قادری، شیر بیشہ اہل سنت مولانا محمد حشمت علی لکھنوی، حضرت علامہ مفتی محمد مظہر اللہ دہلوی، مفتی پاکستان علامہ ابوالبرکات سید احمد قادری، علامہ ابوالحسنات قادری قدست اسرارہم بلکہ خود حضرت شیخ العلماء مفتی اعظم ہند مولانا شاہ مصطفےٰ رضا خاں قدس سرہٗ نے بھی تین بار شرف حج وزیارت حاصل کیا اور حرمین طیبین کی حاضری دی۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ اس وقت یہ حالات تھے یا نہیں جو سوالنامہ میں مذکور ہیں تو ممکن ہے ماسٹر صاحب علامہ ابن عابدین شامی اور درمختار کی مانے یا نہ مانے۔ اسے ہم مولوی خلیل احمد انبیٹھوی دیوبندی کی مستند ترین کتاب المہند یعنی عقائد علماء دیوبند جو مشہور اکابرین دیوبند مولوی

محمود الحسن دیوبندی، مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی، مولوی محمد احمد مہتمم مدرسہ دیوبند، مولوی حبیب الرحمٰن نائب مہتمم مدرسہ دیوبند، مولوی عاشق الٰہی میرٹھی سوانح نگار مولوی رشید احمد گنگوہی، مفتی کفایت اللہ دہلوی صدر جمعیت علماء ہند کی تصدیق و تائید شدہ ہے کا ایک اقتباس پیش کر کے ماسٹر صاحب کے منہ پر اس کے اکابر سے تھکواتے ہیں ملاحظہ ہو لکھا ہے:

''ہمارے نزدیک اس (محمد بن عبدالوہاب اور اس کی ذریت) کا حکم وہی ہے جو صاحب درمختار (علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے فرمایا ہے، خوارج ایک جماعت ہے شوکت والی جنہوں نے امام (یعنی حرم کعبہ) پر چڑھائی کی تھی...... ان کا عقیدہ یہ تھا کہ بس وہی مسلمان ہیں اور جو ان کے عقیدہ کے خلاف ہو وہ مشرک ہے اسی بنا پر انہوں نے اہل سنت اور علماء اہل سنت کا قتل مباح سمجھ رکھا تھا...... یہ (نجدی سعودی) جماعت قتال کو واجب کرتی ہے۔ (المہند صفحہ ۲۲، ۲۳)

- مولوی حسین احمد ٹانڈوی لکھتے ہیں:

صاحبو! محمد بن عبدالوہاب نجدی ابتداء تیرہویں صدی میں نجد عرب سے ظاہر ہوا اور چونکہ یہ خیالات باطلہ اور عقائد فاسدہ رکھتا تھا اس لئے اس نے اہل سنت و جماعت سے قتل و قتال کیا۔ ان کو بالجبر اپنے خیالات کی تکلیف دیتا رہا ان کے اموال کو غنیمت کا مال اور حلال سمجھا گیا ان کے قتل کرنے کو باعث ثواب و رحمت شمار کرتا رہا اہل حرمین کو خصوصاً اور اہل حجاز کو عموماً اس نے تکالیف شاقہ پہنچائیں سلف الصالحین اور اتباع کی شان میں نہایت گستاخی اور بے ادبی کے الفاظ استعمال کئے بہت سے لوگوں کو بوجہ اس کی تکالیف شدیدہ کے مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ چھوڑنا پڑا اور ہزاروں آدمی اسکے اور اس کی فوج کے ہاتھوں شہید ہو گئے الحاصل وہ ایک ظالم و باغی خونخوار فاسق شخص تھا اسی وجہ سے اہل عرب کو خصوصاً اس کے اور اس کے اتباع سے دلی بغض تھا اور ہے اور اس قدر ہے کہ اتنا قوم یہود سے ہے نہ نصاریٰ سے نہ مجوس سے۔ الخ۔ (الشہاب الثاقب صفحہ نمبر ۴۲)

ماسٹر صاحب! کچھ ایسے حالات تھے جن کی وجوہ کے باعث حج مؤخر کا فتویٰ دیا گیا حج کی فرضیت ختم ہونے کا فتویٰ نہیں دیا تھا۔ (کوئی ہوش کی بات کر)

دامن کو ذرا دیکھ

■ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر بہتان

مولوی حسین علی واں بھچروی شاگرد مولوی رشید احمد گنگوہی لکھتا ہے اور قبل الدخول طلاق دو تو اس عورت پر عدت لازم نہ ہوگی جیسا کہ زینب کو طلاق قبل الدخول دی گئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے بلا عدت نکاح کر لیا۔ (بلغۃ الحیر ان صفحہ نمبر ۲۶۷ طبع لاہور) جبکہ مسلم شریف جلد اوّل میں صراحۃً مذکور ہے جب حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی عدت پوری ہوگئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید سے فرمایا کہ تم زینب کو میری طرف سے نکاح کا پیغام دو

نیز مولوی حسین علی واں بھچروی کا یہ کہنا کہ اس حدیث میں کلام کرتے ہیں انتہائی جہالت ہے۔

■ حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن کی توہین

مرثیہ گنگوہی میں ہے۔

قبولیت اسے کہتے ہیں مقبول ایسے ہوتے ہیں
عبید سود کا ان کے لقب ہے یوسف ثانی

(مرثیہ گنگوہی صفحہ نمبر ۱۱ طبع دیوبند)

یعنی مولوی رشید احمد گنگوہی کے چھوٹے کالے مرید بھی حسن کے اعتبار سے یوسف ثانی ہیں اس مصرعہ میں سراسر حضرت یوسف علیہ السلام کی سخت توہین ہے۔[1]

---

[1] مولوی محمود الحسن صدر مدرس مدرسہ دیوبند لکھتے ہیں۔

مردوں کو زندہ کیا زندوں کو مرنے نہ دیا — اس مسیحائی کو دیکھیں ذری ابن مریم

(مرثیہ گنگوہی صفحہ نمبر ۳۲ طبع دیوبند)

اس شعر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گنگوہی جی کی مسیحائی دکھائی گئی کہ تم نے صرف ایک کام کیا کہ مردے زندہ کئے اور ہمارے رشید احمد نے دو کام کئے ایک تو مردوں کو زندہ کیا اور دوسرا زندوں کو مرنے نہیں دیا اس شعر کے اندر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کھلی توہین ہے۔ (ابو الجلیل فیضی غفرلہ)

■ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخی

کور کورانہ مرد در کربلا

تانیفتی چوں حسین اندر بلا

(بلغۃ الحیران صفحہ نمبر ۳۹۹ طبع لاہور)

■ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما پر مشابہ کفر کا فتویٰ

یعنی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا پاؤں سن ہو گیا تو کسی نے کہا جو آپ کو سب سے پیارا ہو اس کو یاد کرو تو آپ نے فرمایا: یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) (الادب المفرد از امام بخاری)
مولوی رشید احمد گنگوہی لکھتا ہے: (یا رسول اللہ کہنا کلمہ مشابہ کفر ہے (بلغۃ الحیران صفحہ نمبر ۲)

■ سر سید احمد خاں پر مولوی انور شاہ کشمیری کا فتویٰ

سر سید ھور جل زندیق ملحد او جاھل۔

"یعنی سر سید (احمد خان) وہ بے دین ہے ملحد ہے، جاہل و گمراہ ہے"۔ (تیمیۃ البیان المشکلات القرآن صفحہ نمبر ۳۲۰)

■ قائداعظم پر فتویٰ کفر

نوائے وقت کے کالم نگار اور شاعر جناب وقار انبالوی لکھتے ہیں:

علمائے دیوبند کی اکثریت بلکہ غالب اکثریت حضرت قائداعظم سے سوئے ظن رکھتی تھی علامہ شبیر احمد عثمانی اور ان کے ہمنوا (چند) علماء کے سوا سبھی مخالفت کا اظہار کرتے تھے۔ سبھی مسلم لیگ اور قائداعظم کا نام لے کر جلی کٹی سناتے تھے۔ جو کسی غیر مسلم کے منہ بھی زیب نہ دیتی۔ مثال کے طور پر قائداعظم کو انہی (دیوبندی) بزرگوں نے کافر اعظم کہا...... الخ۔ (روزنامہ نوائے وقت لاہور ۱۹ر جنوری ۱۹۷۹ء)

■ مسلم لیگی سور اور سور کھانے والے ہیں

مولوی ظفر علی اپنے مجموعہ منظومات میں لکھتے ہیں:

احرار کی شریعت کے امیر عطاء اللہ بخاری نے امروہہ میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ جو لوگ مسلم لیگ کو ووٹ دیں گے وہ سور اور سور کھانے والے ہیں۔ (چمنستان صفحہ نمبر ۱۶۵)

■ قائداعظم، مولانا شوکت علی اور مولانا ظفر علی کی تنقیص

میرٹھ میں مولوی حبیب الرحمٰن لدھیانوی صدر مجلس احرار اس قدر جوش میں آئے کہ دانت پیستے جاتے تھے اور فرماتے جاتے تھے کہ دس ہزار جنا اور شوکت اور ظفر جواہر لال نہرو کی جوتی کی نوک پر قربان کیے جاسکتے ہیں۔ (چمنستان صفحہ نمبر ۱۶۵)

اس پر میں نے یاروں کی فرمائش یوں پوری کی۔

کیا کہوں آپ سے ہیں کیا احرار
کوئی چا ہے اور کوئی لقہ

■ مولوی شبیر احمد عثمانی پر ابوجہل کا فتوی

(مولوی شبیر احمد عثمانی فرماتے ہیں)

دارالعلوم دیوبند کے طلباء نے جو گندی گالیاں اور فحش اشتہارات اور کارٹون ہمارے متعلق چسپاں لئے جن میں ہم کو ابوجہل تک کہا گیا ہے اور ہمارا جنازہ نکالا گیا۔ (مکالمۃ الصدرین صفحہ نمبر ۳۳)

■ مولانا شبلی پر فتویٰ

مفتی کفایت اللہ نے ۱۹۳۲ء میں علامہ شبلی پر فتویٰ دیا اور یہ فتویٰ تحفہ ہندیہ پریس دہلی میں چھپا جس میں لکھا ہے: شبلی اہلسنت سے خارج اور معتزلہ اور مولوی انور شاہ کشمیری دیوبندی لکھتے ہیں: اور ملاحدہ کے ہمنوا بلکہ چودھویں صدی میں انکی یادگار ہیں۔ (بحوالہ تواریخ مجددین حزب الوہابیہ صفحہ نمبر ۲۳)

یعنی میں شبلی نعمانی کی یہ بدعقیدگی اور بدمذہبی لوگوں پر اس لئے ظاہر کرتا ہوں کہ دین اسلام میں کافر کے کفر کو چھپانا جائز نہیں۔(مقدمہ مشکلات القرآن از انور شاہ کشمیری)

لمحہ فکریہ

مولانا احمد رضا خاں نے مولانا انور شاہ کشمیری کی خط کشیدہ عبارت کے اصول کے مطابق دیوبندیوں کی کفری عبارت کو ظاہر کیا ہے۔ پھر ان پر طعن و تشنیع کیوں؟

■ علامہ اقبال، مولوی غلام اللہ دیوبندی کے فتویٰ کی زد میں

علامہ اقبال مرحوم فرماتے ہیں:

نور چشم رحمۃ للعالمین ٭ آں امام اولین و آخرین

بانوے آں تاجدار ہل اتے ٭ مرتضی مشکل کشا شیر خدا

رموز بے خودی

مولوی غلام اللہ دیوبندی لکھتا ہے:

کوئی کسی کیلئے حاجت روا مشکل کشا کس طرح ہو سکتا ہے ایسے عقائد (مشکل کشا ماننے) والے لوگ بالکل پکے کافر ہیں۔الخ (جواہر القرآن صفحہ نمبر ۲۷)

(ف) جس قدر اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کو مشکل حل کرنے کی قوت و طاقت عطا فرمائی اس پر ایمان لانا ضروری اور اس کا انکار گمراہی و بے دینی ہے۔

● حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جس نے کسی سے دنیا کی سختیوں میں سے کوئی سختی دور کی تو اللہ تعالیٰ قیامت کی سختیوں میں سے کوئی سختی دور کرے گا۔(ترمذی ابواب البر والصلہ)

تھانوی جی لکھتے ہیں:

دور کر دل سے حجاب جہل و غفلت میرے اب

کھول دے دل میں در علم حقیقت میرے اب

ہادیٔ عالم علی مشکل کشا کے واسطے

(شجرہ چشتیہ صابریہ امدادیہ صفحہ نمبر ۶ طبع دہلی)

تبصرے کا حق ہم محفوظ رکھتے ہیں (ابو الجلیل فیضی غفرلہ)

- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کسی مسلمان کی حاجت روائی کرے وہ ایسا ہے جیسے اس نے تمام عمر حق تعالیٰ کی عبادت کی۔ (کیمیائے سعادت از امام غزالی م ۵۰۵ھ / ۲۴۸ء)

- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص سات دن میں سے ایک ساعت کسی مسلمان کی حاجت روائی کو جائے اگر چہ حاجت پوری ہو یا نہ ہو لیکن اس کا یہ فعل مسجد میں دو مہینہ اعتکاف کرنے سے زیادہ بہتر ہے۔ الخ (کیمیائے سعادت صفحہ نمبر ۲۴۸)

- حضرت علی المعروف حضرت داتا گنج بخش لاہوری (متوفی ۴۶۵ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

لیکن جو اولیاء اللہ مشکلات کو حل کرنے والے اور حل شدہ کو بند کرنے والے بارگاہ حق تعالیٰ کے لشکر ہیں وہ تین سو افراد ہیں ان کو اخیار کہتے ہیں چالیس اور ہیں جن کو ابدال کہتے ہیں اور سات اور ہیں ان کو ابرار کہتے ہیں اور چار اور ہیں ان کو اوتاد کہتے ہیں اور تین اور ہیں ان کو نقباء کہتے ہیں ایک اور وہ ہوتا ہے جسے قطب اور غوث کہتے ہیں۔ یہ سب وہ ہیں جنہیں ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں اور معاملات و امور میں ایک دوسرے کی اجازت کے محتاج ہیں۔ اس پر مروی صحیح احادیث ناطق ہیں اور اہل سنت و جماعت کا ان کی صحت پر اجماع ہے۔ (کشف المحجوب صفحہ نمبر ۲۰۶ طبع لاہور مترجم)

سہیل دیوبندی علامہ محمد اقبال کے متعلق لکھتا ہے۔

نظر نہ بو دن و با دیدہ در افتادن
دو گونہ شیوہ بو جہلی است و بولہبی است

(علی گڑھ میگزین اقبال نمبر اپریل ۱۹۳۸ء صفحہ نمبر ۱۷۴)

مولانا احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ العزیز

اور

مولانا ظفر الملک، مولانا عبد الباری، مولانا شوکت علی، مولانا محمد علی جوہر

......لیڈران تحریک عدم تعاون و تحریک خلافت......

صاحبِ تذکرہ علمائے فرنگی محلی لکھتے ہیں:

یہ ذرا بھی مبالغہ نہیں ہے کہ جمعیت العلماء خدام کعبہ کے بانی اور مدرس حضرت استاذ مولانا عبدالباری ہی تھے اور مجلس خلافت کو ہندوستان کے تمام اہل اسلام کی عام تحریک و اشاعت کرنے میں مولانا ہی کا قدم سب سے آگے تھا...... بہر حال ان تمام تحریکات میں مولانا نے دامے درمے سخنے جو کوششیں کی ہیں وہ اخبار میں حضرات خوب جانتے ہیں۔ جس قدر ذاتی روپیہ مولانا نے ان تحریکات پر صرف کیا اس کی مجموعی مقدار کسی طرح چالیس پچاس ہزار روپیہ سے کم نہیں۔ علماء میں سے پہلے ہندو مسلم اتحاد کی عملی کوشش مولانا ہی کی جانب سے ہوئی۔ اور اس حد تک ترقی کی کہ بارہا گاندھی جی اور ان کے دیگر غیر مسلم شرکاء "محل سرا" میں مولانا ہی کے مہمان رہے اور کئی مرتبہ "محل سرا" میں تمام غیر مسلم لیڈروں کی فیاضانہ مہمان داری کی گئی۔ (تذکرہ علمائے فرنگی محل از مولانا عنایت اللہ فرنگی محلی متوفی ۱۹۴۱ء، صفحہ نمبر ۱۱۱)

......تحریک عدم تعاون و خلافت کے لیڈروں کے گاندھی جی کے متعلق......

تاثرات

- **مولانا ظفر الملک** (ایڈیٹر رسالہ الناظر)

اگر نبوت ختم نہ ہوگئی ہوتی تو مہاتما گاندھی نبی ہوتے۔ (پیسہ اخبار لاہور ۸/ نومبر ۱۹۲۷ء، بحوالہ تحقیقاتِ قادریہ صفحہ نمبر ۲۹)

- **مولانا شوکت علی صاحب**

زبانی جے پکارنے سے کچھ نہیں ہوگا اگر تم ہندو بھائیوں کو راضی کرو گے تو خدا راضی ہوگا۔ (مدینہ اخبار بجنور ۲۱/ جنوری ۱۹۲۱ء، بحوالہ تحقیقاتِ قادریہ صفحہ نمبر ۱۷، انوار رضا صفحہ نمبر ۴۸۸ طبع لاہور ۱۳۹۷ھ)

- پیر طریقت مولانا عبدالباری صاحب

ان (گاندھی) کو اپنا راہنما بنالیا ہے جو وہ کہتے ہیں وہی مانتا ہوں اور میرا حال تو سردست اس شعر کے موافق ہے۔

عمرے کہ بآیات و احادیث گزشت
رفتی و نثار بت پرست کردی

(مہاتما گاندھی کا فیصلہ مصنفہ خواجہ حسن نظامی صفحہ نمبر ۱۶ بحوالہ تحقیقات قادریہ صفحہ نمبر ۱۸، ۱۹، انوار رضا صفحہ نمبر ۲۸۸ طبع لاہور ۱۳۹۷ھ)

- مولوی محمد علی جوہر صاحب

میں اپنے لئے بعد رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم گاندھی جی ہی کے احکام کی متابعت ضروری سمجھتا ہوں۔ (محمد علی ذاتی ڈائری صفحہ نمبر ۱۰۷، انوار رضا صفحہ نمبر ۲۸۸ طبع لاہور ۱۳۹۷ھ)

علاوہ ازیں جامع مسجد دہلی کے منبر پر شردھانند سے تقریریں کرائی گئیں۔ ایک ڈولی میں قرآن کریم اور گیتا کو رکھ کر جلوس نکالے گئے، مسلمانوں نے قشقے لگائے، گاندھی کی تصویروں اور بتوں کو گھر میں آویزاں کیا گیا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کرشن کا خطاب دیا گیا۔ گائے کی قربانی کی ممانعت کے فتاوے اونٹوں کی پشت پر سے تقسیم کیے گئے۔ (مسلمانوں کا ایثار اور جنگ آزادی صفحہ نمبر ۱۴۲، ۱۴۳، انوار رضا طبع لاہور ۱۳۹۷ھ)

چنانچہ مولانا احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ العزیز نے جہاں ذاتی طور پر اپنے قلم سے ان کے غیر اسلامی کلمات کی تردید کی وہاں بریلی میں کل ہند مرکزی جماعت رضائے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم قائم کی جس نے اس سلسلہ میں قابل قدر خدمات انجام دیں۔ علاوہ ازیں ''الطاری الداری'' رسالہ تصنیف فرمایا۔

تحریک عدم تعاون وخلافت کے لیڈروں میں صرف حضرت مولانا عبدالباری صاحب کی ذات گرامی ہی ایسی تھی جو اسلامی دنیا میں مسلمہ حیثیت (بطور ایک ماہر اسلامیات اور مذہبی رہنما) رکھتی تھی۔ دوسرے رہنماؤں مثلاً مولانا شوکت علی، مولانا محمد علی اور ظفر الملک وغیرہ کا شمار نہ

تو عالموں میں تھا اور نہ ہی وہ اسلامی فقہ پر عبور رکھتے تھے۔ اس لئے جب مولانا فرنگی محلی کے غیر محتاط خلافِ اسلام کلمات اور گاندھی پرستی نظر سے گزری تو مولانا احمد رضا خاں کا دل خون کے آنسو رونے لگا۔ آپ نے بذریعہ خط و کتابت متین اور سنجیدہ لہجہ میں افہام وتفہیم چاہی لیکن مولانا عبدالباری پر گاندھی کی عقیدت کا نشہ اس قدر طاری تھا کہ اعلیٰ حضرت کی یہ مساعی بارآور نہ ہوئیں تو پھر آپ نے مجبور ہو کر الطاری الداری لھفوات عبدالباری تصنیف فرمائی جس میں آپ نے ذرا سخت لہجے میں مولانا فرنگی محلی کو حضور پرنور محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام سنایا اور بدلائل قاہرہ آپ پر واضح کیا کہ آپ جس راہ پر چل رہے ہیں۔ یہ کوئے یار کی بجائے وادیٔ کفر کی طرف جاتی ہے۔ آپ نے واضح فرمایا کہ ''الکفر ملة واحدة'' ہے اور اس میں ہندو، سکھ، عیسائی کی کوئی تمیز نہیں سلطنت عثمانیہ، مقاماتِ مقدسہ اور خلیفة المسلمین کی حاکمیت اعلیٰ تسلیم کئے جانے کے مسائل پر اعلیٰ حضرت دوسرے لیڈروں سے متفق تھے۔ انہیں تو اس طرز عمل سے اختلاف تھا۔ جو اس سلسلہ میں اختیار کیا گیا تھا اور مسلمان رہنماؤں نے ایسی مذہبی اور سیاسی غلطیوں کا ارتکاب کیا جس کی تلافی مدتوں تک نہ ہو سکی بلکہ ہم پاکستانی ابھی تک ان غلطیوں کا خمیازہ بھگت رہے ہیں۔ الطاری الداری میں اعلیٰ حضرت نے مولانا عبدالباری کو غیرت دلائی اور ثابت کیا کہ آپ اپنے اسلاف کے علی الرغم غلط راہ پر پڑ گئے ہیں اور مسلمان قوم کی تباہی کا بار بحیثیت ایک روحانی پیشوا ہونے کے آپ پر پڑے گا اس تالیف کے مطالعہ سے مولانا عبدالباری موصوف کے سینہ میں دینی حمیت کی جو چنگاری دبی ہوئی تھی وہ بھڑک اٹھی اور آپ پر صراطِ مستقیم واضح ہو گئی۔ آپ (مولانا فرنگی محلی) نے مولانا نعیم الدین مراد آبادی اور مولانا امجد علی (صاحب بہار شریعت) کے سامنے اپنی غلطیوں کا اعتراف کیا اور روزنامہ ہمدم میں اپنا توبہ نامہ بدیں الفاظ شائع فرمایا۔ ''اے اللہ! میں نے بہت سے گناہ دانستہ اور نادانستہ کئے ہیں سب کی میں توبہ کرتا ہوں، اے اللہ! میں نے امور قولاً و فعلاً تحریراً و تقریراً بھی کئے ہیں ان سب اور ان کے مانند امور سے محض مولوی صاحب (مولانا احمد رضا خاں) موصوف پر اعتماد کر کے توبہ کرتا ہوں۔ اے اللہ میری توبہ قبول کر اور مجھے توفیق دے کہ تیری معصیت کا ارتکاب نہ کروں''۔ (روزنامہ ہمدم ۲۰ رمئی ۱۹۲۱ء، بحوالہ حیاتِ صدر الافاضل طبع لاہور ۱۹۷۱ء)

اس طرح یہ قابل قدر تالیف ایک بڑے عالم دین کو راہ راست پر لے آئی [1] اسی طرح بعد میں مولانا محمد علی جوہر اور مولانا شوکت علی نے اعلیٰ حضرت کے جلیل القدر خلیفہ اور رفیق کار مولانا نعیم الدین مرادآبادی کے سامنے گاندھی گردی، سلسلہ ہندونوازی اور احکام اسلامی سے انحراف وغیرہ سے توبہ کرلی۔ مولانا محمد علی جوہر نے مولانا موصوف سے فرمایا: آپ گواہ رہیں میں آئندہ کبھی ہندو اور غیر مسلموں سے اتحاد وداد نہ رکھوں گا۔ (ترک موالات، مدینہ پریس بجنور بحوالہ انوار رضا صفحہ نمبر ۴۹۰)

■ مولانا سید دیدار علی شاہ کا فتویٰ اور اس کی حقیقت

موصوف نے علامہ اقبال پر کوئی فتویٰ نہیں لگایا نہ ہی ماسٹر صاحب نے اصل فتویٰ کا عکس شائع کیا ہے نہ ہی شاہ صاحب کی کتاب کا حوالہ دیا ہے۔ نہ علمائے اہل سنت میں سے کسی کتاب سے یہ حوالہ نقل کیا۔ نہ ڈاکٹر صاحب کی کسی اپنی کتاب کا حوالہ دیا کہ مجھ پر یہ فتویٰ لگایا گیا ہے۔ مخالفین اہل سنت فقط زمیندر ۱۵ اکتوبر لکھ دیتے ہیں۔ روزنامہ زمیندار کے ایڈیٹر ایک مستقل مزاج آدمی نہ تھے۔ کبھی سعودیوں کی تعریف کرتے ہیں تو کبھی ان کے خلاف لکھتے ہیں۔ پہلے کانگرس کے ہمنوا تھے پھر لیگ کے حامی بن گئے۔ ہمارے نزدیک ایسے شخص کی بات قابل حجت نہیں۔

نیز مولانا احمد رضا بریلوی نے حرمین شریفین کے کسی عالم دین پر کسی فروعی مسئلہ میں اختلاف کی وجہ سے کوئی تکفیر نہیں کی یہ ماسٹر صاحب کی دروغگوئی ہے۔

■ مولانا احمد رضا بریلوی ملکی آزادی کے مخالف نہ تھے بلکہ ہندو مسلم اتحاد کے مخالف تھے

ہندو مسلم اتحاد کے مؤید اور ہمارے محترم بزرگ مولانا محمد علی جوہر اور مولانا شوکت علی

---

[1] حضرت مولانا عبدالباری فرنگی محلی نے جب توبہ کرلی تو فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے ''الطاری الداری'' کے تمام نسخے جلادینے کا حکم دے دیا۔ تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو۔ ''حیات صدرالافاضل صفحہ نمبر ۳۵''۔

جب فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی تحریک میں شمولیت کی دعوت دی تو آپ نے صاف صاف فرمایا:

مولانا میری اور آپ کی سیاست میں فرق ہے۔ آپ ہندو مسلم اتحاد کے حامی ہیں میں مخالف ہوں۔

اس جواب سے علی برادران کچھ ناراض ہو گئے تو فاضل بریلوی نے تالیف قلوب کیلئے مکرر ارشاد فرمایا:

مولانا میں ملکی آزادی کا مخالف نہیں ہوں، ہندو مسلم اتحاد کا مخالف ہوں۔ (فاضل بریلوی اور ترک موالات از ڈاکٹر محمد مسعود صفحہ نمبر ۴۵ طبع لاہور ۱۹۷۸ء)

اس طرح مولانا احمد رضا بریلوی ان کے زمانہ میں رونما ہونے والی تحریکوں کے مخالف نہ تھے بلکہ ان کی غیر اسلامی روش اور طریقہ کے مخالف تھے۔ مولانا محمود احمد کانپوری لکھتے ہیں:

۱۳۱۱ھ کے پیدا شدہ فتنہ ندوہ کا مقابلہ فرمایا۔ (اور اس کی اصلاح کیلئے "جلسہ اصلاح ندوۃ العلماء پٹنہ میں منعقد کیا جس میں اکابر علماء و مشائخ نے شمولیت کی)۔

فاضل بریلوی قدس سرہٗ کے علاوہ درج ذیل علماء کرام نے بھی فتنہ ندوہ کی اصلاح کیلئے کام کیا، (ماسٹر جی) ان کے متعلق بھی ذرا لب کشائی فرمائیں۔

- مولانا نذیر احمد خاں رامپوری علیہ الرحمۃ

ندوۃ العلماء کی ضلالت و گمراہی کے دور کرنے والوں میں ممتاز تھے۔ (تذکرہ علمائے اہلسنت صفحہ نمبر ۲۵۲)

- مولانا عبد الغفار خاں رامپوری علیہ الرحمۃ

۱۳۱۸ھ میں مجلس مفاسد ندوۃ العلماء کے اجلاس پٹنہ میں پورے جوش و خروش سے داخل ہوئے۔ (تذکرہ کاملانِ رامپور، دربار حق و ہدایت بحوالہ تذکرہ علمائے اہلسنت صفحہ نمبر ۱۳۹)

- مولانا احمد حسن کانپوری رحمۃ اللہ علیہ

۱۳۱۳ھ کے اجلاس ندوۃ العلماء بریلی میں شرکت کیلئے آپ بریلی پہنچے تو امام احمد رضا

بریلی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی دعوت کی۔ اور مفاسد ندوہ پر ایک مختصر گفتگو کی۔ جس سے آپ پر حق واضح ہوگیا۔ اس کے بعد آپ نے ناظم ندوۃ العلماء محمد علی کانپوری، مونگیری کو ان کی غلط روی اور فریب دہی پر غیظ آمیز خط لکھ کر بھیج دیا اور کانپور واپس چلے آئے۔ (تذکرہ علمائے اہلسنت صفحہ نمبر ۲۶)

- مولانا سید ابوسعید رحمانی (مرید و خلیفہ مولانا فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی) علیہ الرحمۃ ''قطع الحجۃ رد ندوۃ'' میں آپ کی مشہور کتاب ہے۔ (تذکرہ علمائے اہلسنت ۶۳)

نیز فتنۂ تفضیلیت کے انسداد میں سعی بلیغ فرمائی، قادیانیت کے بڑھتے ہوئے کفری اثرات کو روکا، تصوف کی غلط ترجمانی پر ضرب کاری لگائی، ترک تقلید کی وباء عام کا سد باب کیا دیوبندیت کی طاغوتی قوت کو پوری طاقت ایمانی سے روکا اور تحریک خلافت کی غیر اسلامی روش اور طریقہ پر تنقید فرمائی اور رسالے تالیف کیے...... آپ کی ذات عشق رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) میں پگھلتی ہوئی ایسی شمع فروزاں تھی جس سے نگر نگر میں عشق رسول کا اجالا پھیلا۔ (تذکرہ علمائے اہلسنت صفحہ نمبر ۴۵ بار دوم ۱۹۹۲ء)

علماء بدایون سے اختلافات اور اس کی حقیقت

علمائے بدایون سے آپ کا اختلاف ایک فروعی مسئلہ پر تھا کہ جمعہ کی اذان ثانی بیرون مسجد یا اندرون مسجد خطیب کے سامنے ہونی چاہیے۔ امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اذان ثانی بیرون مسجد دینے کے قائل تھے۔ اور اس طرح کے فروعی مسائل دور صحابہ رضی اللہ عنہم سے لے کر آج تک امت محمدیہ میں پیدا ہوتے رہے ہیں۔ واقعہ بنو قریظہ کی مثال ہمارے سامنے ہے اور ائمہ اربعہ کا اختلاف بھی فروعی اختلاف ہے۔ فروعی اختلاف کی وجہ سے کسی نے کسی پر کفر کا حکم نہیں لگایا اور نہ ہی کہیں منقول ہے کہ مولانا احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس فروعی مسئلہ کی وجہ سے کسی کی تکفیر کی ہو۔

مفتی غلام محمد خان ناگپوری لکھتے ہیں:

''سدالفرار'' کے مضامین اپنی جگہ بالکل درست ہیں اور ''سدالفرار'' کی رو سے مولانا عبدالمقتدر صاحب پر کفر لزومی یا کفر التزامی یا کسی کفر کا حکم عائد نہیں ہوتا۔ مولوی خلیل احمد صاحب اچھی طرح دماغ میں بٹھالیں کہ ''سدالفرار'' کی رو سے علماء بدایون پر کفر کا کوئی حکم نہیں لگتا۔
(عجائب انکشاف صفحہ نمبر ۲۲۸ طبع ثانی کراچی ۱۴۱۷ھ)

ہمارے دعویٰ پر درج ذیل واقعہ برہان ناطق ہے۔

''سدالفرار'' ابھی چھاپ خانہ ہی میں تھی کہ مولانا عبدالمقتدر بدایونی کی وفات ہوگئی اور آپ کی وفات پر حجۃ الاسلام حضرت مولانا حامد رضا خاں صاحب قدس سرہٗ جو اس کتاب کے لکھنے والے ذمہ دار ہیں اور آپ کے ساتھ مفتی اعظم ہند حضرت مولانا مصطفٰے رضا خاں بریلوی قدس سرہٗ جو دونوں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہٗ کے صاحبزادے ہیں حضرت مولانا عبدالمقتدر کے سوئم اور ان کی قبر پر تشریف لے گئے۔ (عجائب انکشاف صفحہ نمبر ۲۲۹)

مولوی خلیل احمد بدایونی چونکہ ایک فتنہ پرور انسان تھا اس نے علماء بریلی اور علماء بدایون کو آپس میں لڑانے کیلئے ایک حربہ استعمال کیا اور آپکے خاندان کے افراد اور عقیدت مندوں کو پکارتے ہوئے کہا:

اے مولانا عبدالمقتدر صاحب بدایونی کے خاندان والو اور ان سے محبت رکھنے والو! تم بھول تو نہیں گئے یاد کرو جب بریلی والوں نے تمہاری مسجد قادریہ کو مسجد خرما کہا تھا بریلی والے تمہارے پرانے دشمن ہیں۔ الخ (عجائب انکشاف صفحہ نمبر ۲۳۰)

مگر مولوی خلیل احمد کا یہ حربہ بھی ناکام رہا۔ اور علمائے بدایون اور علمائے بریلی آپ میں شیر و شکر بن کر رہے۔

ماسٹر جی! آئی سمجھ میں بات جس کو آپ نے غلط رنگ دے کر عوام کو دھوکہ دینے کی ناپاک کوشش کی ہے۔

سکون قلب کیلئے ذرا مولانا ظفر علی خان کے درج ذیل اشعار بھی پڑھ لیں۔

ہندوؤں سے نہ سکھوں سے نہ سرکار سے ہے
گلہ رسوائی اسلام کا احرار سے ہے
آج اسلام اگر ہند میں ہے ذلیل و خوار
سب یہ ذلت اس طبقہ غدار سے ہے

(چمنستان صفحہ نمبر۴)

اللہ کے قانون کی پہچان سے بیزار
اسلام اور ایمان احسان سے بیزار
ناموس پیغمبر کے نگہبان سے بیزار
کافر سے موالات مسلمان سے بیزار
اس پر ہے یہ دعویٰ کہ ہیں اسلام کے احرار
احرار کہاں کے یہ ہیں اسلام کے غدار
پنجاب کے احرار اسلام کے غدار

(نگارستان)

الزام

ماسٹر ضیاء الرحمٰن درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

''مولانا احمد رضا بریلوی کی عادت شریفہ''

ہم ان کی عادتِ شریفہ (تکفیرامت) کے بارے میں حضرت مولانا عبدالحیٔ صاحب لکھنوی نوراللہ مرقدہٗ کی شہادت پیش کئے دیتے ہیں۔ (انوار اہلسنت والجماعت صفحہ نمبر۸)

حضرت تحریر فرماتے ہیں کہ:

احمد رضا فقہی اور کلامی مسائل میں بہت متشدد تھے۔ بہت جلد کفر کا فتویٰ لگادیتے۔ تکفیر کا پرچم اٹھا کر مسلمانوں کو کافر قرار دینے کی ذمہ داری انہوں نے خوب نبھائی بہت سے ان کے ساتھی بھی پیدا ہوگئے جو اس سلسلہ میں ان کا ساتھ دیتے رہے۔ جناب احمد رضا ہر اصلاحی تحریک کے مخالف رہے، بہت سے رسالے بھی ان کی تکفیر کو ثابت کرنے کیلئے تحریر کیے۔ (نزہۃ الخواطر صفحہ نمبر ۳۹ جلد نمبر ۸)

جواب نمبر ا

معلوم ہوتا ہے کہ ماسٹر ضیاء الرحمٰن ایک آنکھ سے اعمیٰ ہیں یا ان کی ایک آنکھ میں موتیا اتر

آیا ہے جس کی وجہ سے ظاہری بصارت سے محروم ہیں بہتر تھا کہ کسی ڈاکٹر سے اپریشن کروا کر ''براہین اہلسنت'' کا جواب لکھتے۔ ماسٹر صاحب نے جرح کے الفاظ تو نقل کر دیئے مگر تعدیل کے الفاظ شیر مادر سمجھ کر ہڑپ کر گئے۔ معلوم ہوتا ہے بصارت اور بصیرت دونوں سے محروم ہیں۔

صاحب نزہۃ الخواطر نے جو تعریفی کلمات لکھے ہیں وہ قارئین ملاحظہ فرمائیں۔

(۱)۔ الشیخ العالم المفتی احمد رضا بن نقی علی الخ (نزہۃ الخواطر صفحہ نمبر ۳۸ جلد ۸)

(۲)۔ اسناد الحدیث عن السید احمد زینی دحلان الشافعی المکی والشیخ عبدالرحمٰن سراج مفتی الاحناف بمکہ والشیخ حسین بن صالح جمل اللیل۔ (نزہۃ الخواطر صفحہ نمبر ۳۸ جلد ۸)

(۳)۔ ثم رجع الہند وصنف ودرس مدۃ۔ (نزہۃ الخواطر صفحہ نمبر ۳۸ جلد ۸)

(۴)۔ وکان قد اخذ الطریقۃ عن السید آل رسول الحسین المارہروی وقال الاجازۃ منہ (نزہۃ الخواطر صفحہ نمبر ۳۹ جلد ۸)

(۵)۔ کان علما متبحراً، کثیر المطالعۃ واسع الاطلاع۔ (نزہۃ الخواطر صفحہ نمبر ۴۰ جلد ۸)

جواب نمبر ۲

مولانا عبدالحئی الحسنی کی تصنیف نزہۃ الخواطر ۸ ویں جلد میں بہ عنوان ''المفتی احمد رضا بریلوی'' کے حالات قلمبند کئے گئے ہیں اصولاً یہ کتاب مولانا موصوف کی تصنیف ہے لیکن اس کی از سر نو ترتیب و تکمیل میں ان کے نامور فرزند مولانا ابوالحسن ندوی کا بہت بڑا کارنامہ ہے خاص طور پر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے تذکرہ میں ان کے والد گرامی کا حصہ بہت کم ہے اور چند ابتدائی

ل احرار کی شریعت کے امیر عطاء اللہ بخاری کا اعتراف: مولانا احمد رضا خان صاحب قادری کا دماغ عشق رسول سے معطر تھا اور وہ اس قدر غیور آدمی تھے کہ ذرہ برابر بھی توہین الوہیت ورسالت کو برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ پس جب انہوں نے ہمارے علماء دیوبند کی کتابیں دیکھیں تو ان کی نگاہ علماء دیوبند کی بعض ایسی عبارات پر پڑی کہ جن میں سے انہیں توہین رسول کی بو آئی اب انہوں نے محض عشق رسول کی بناء پر ہمارے ان دیوبندی علماء کو کافر کہہ دیا اور وہ یقیناً اس میں حق بجانب ہیں۔ اللہ کی ان پر رحمتیں ہوں آپ بھی سب مل کر کہیں مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ۔ (ماخوذ از ماہنامہ السعید ملتان نومبر ۲۰۰۵ء صفحہ نمبر ۷۹، ۸۰) (ابوالجلیل فیضی غفرلہ)

سطروں میں محدود ہے اس کے بعد بریکٹ میں متعدد صفحات پر مشتمل سارا مضمون مولانا علی میاں کے نتائج فکر کا نتیجہ ہے۔ اس معاملہ میں اپنے ہمنوا ایک مخصوص فرقہ کی طرف داری کرتے ہوئے مولانا احمد رضا بریلوی کی سیرت و کردار پر نہایت ہی شدید حملے کیے ہیں لیکن ان کی وجوہ بیان کرنے سے قاصر رہے ہیں اور بغض رضا میں گرفتار ہو کر بہت سی تاریخی اغلاط کا بھی ارتکاب کیا ہے۔ اس سے ان کی تنگ نظری تنگ ظرفی اور متعصبانہ رویہ اظہر من الشمس ہے۔

غلطی نمبر ۱...... ۱۲۸۶ھ میں اپنے والد کے ساتھ سفر حج اختیار کیا۔ (نزہۃ الخواطر)

حالانکہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے پہلا سفر حج ۱۲۹۵ھ/۱۸۷۸ء میں کیا۔

غلطی نمبر ۲...... ۱۲۹۵ھ میں دوسرا حج کیا۔ (نزہۃ الخواطر)

حالانکہ ۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء میں دوسرا حج کیا۔

غلطی نمبر ۳...... علماء حجاز سے اسناد و اجازت پہلے سفر حج کے موقع پر حاصل کی گئیں تھی۔

لیکن نہایت ہی بے پرواہی سے ان واقعات کو دوسرے سفر حج میں شامل کر دیا گیا۔

جواب نمبر ۳

مولانا عبدالحئی لکھنوی کی فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ پر یہ سراسر بہتان تراشی ہے کہ وہ مسئلہ تکفیر میں بہت جلد بازی کرتے تھے، جن علمائے دیوبند نے اپنی کتابوں میں ایسی عبارات تحریر کی تھیں جو صریح کفر پر مبنی تھیں، مولانا احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ کی کمال احتیاط کو ملاحظہ فرمایئے ان سے رجوع کا مطالبہ کیا اور بار بار اس دینی ضرورت کی طرف توجہ دلائی پھر بھی ان لوگوں نے اس طرف کوئی توجہ نہ دی اور لگ بھگ بیس سال تک یہ مسئلہ چلتا رہا، موصوف جدوجہد کرتے رہے خط و کتابت ہوتی رہی جب انہوں نے اپنی کفری عبارات سے رجوع نہ کیا تو آخری جدوجہد کی اور ایک خط بذریعہ رجسٹری لکھا۔ جس کی تحریر ملاحظہ ہو۔

''یہ اخیر دعوت ہے اس پر بھی آپ سامنے نہ آئے تو الحمدللہ! میں فرض ہدایت ادا کر چکا آئندہ کسی غوغے پر التفات نہ ہوگا، منوا دینا میرا کام نہیں اللہ عزوجل کی قدرت میں ہے''۔ (دافع

الفساد عن مراد آباد بحوالہ انوار رضا صفحہ نمبر ۱۵، ۱۳۹۷ھ طبع لاہور)

جب اس آخری دعوت پر بھی بالکل خاموشی برتی گئی تو امام موصوف نے عامۃ المسلمین کو گمراہیوں سے بچانے اور اپنے فرض منصبی سے عہدہ برآ ہونے کیلئے ۱۳۲۰ھ میں مذکورہ عبارتوں پر ہر زاویہ سے بحث کر لینے کے بعد ان لوگوں پر حکم تکفیر عائد کیا۔ (انوار رضا صفحہ نمبر ۵۱۹ تلخیص)

مولانا محمود احمد کانپوری استاذ مدرسہ احسن المدارس قدیم کانپور لکھتے ہیں:

مولانا نعیم الدین مراد آبادی، منشی شوکت علی رامپوری اور سید حبیب صاحب ایڈیٹر سیاست لاہور کو لے کر مدرسہ مظاہر العلوم سہانپور میں مولانا خلیل احمد مصنف ''براہین قاطعہ'' کے پاس پہنچے، ہر چند سمجھایا، آخرت کی دردناک پکڑ سے ڈرایا، بار بار توبہ کا مطالبہ کیا۔ آخر میں مجبور ہو کر مولوی خلیل احمد نے کہا: ''آپ مجھے کافر نہیں اکفر کہیئے مگر میرے پاس جواب نہیں''۔ (تذکرہ علمائے اہلسنت صفحہ نمبر ۲۵۳ طبع علمیہ پریس باردوم ۱۹۹۲ء ناشر سنی دارالاشاعت فیصل آباد)

فاضل بریلوی قدس سرہٗ تو مسئلہ تکفیر میں اس قدر محتاط تھے کہ مولوی اسماعیل دہلوی کے بکثرت اقوال کفریہ نقل کرنے کے باوجود لزوم کفر اور التزام کفر کے فرق کو ملحوظ رکھتے یا امام الطائفہ اسماعیل دہلوی کی توبہ مشہور ہونے کے باعث ازراہ احتیاط مولوی اسماعیل صاحب کی تکفیر سے کف لسان فرمایا۔ اگرچہ وہ شہرت اس درجہ کی نہ تھی کہ کف لسان کا موجب ہو سکے لیکن اعلیٰ حضرت نے احتیاط کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ (الکوکبۃ الشہابیہ)

ان شواہد کے ہوتے ہوئے مولوی عبدالحیٔ ندوی اور اسکے اعمیٰ مقلد کا یہ کہنا کہ مولانا احمد رضا بریلوی نوراللہ مرقدہ بہت جلد کفر کا فتویٰ دیتے تھے انتہائی ظلم اور بہتان تراشی کے سوا کچھ نہیں۔

جواب نمبر ۴

مولانا عبدالحیٔ لکھنوی کا تعلق فرقہ وہابیہ نجدیہ سے تھا اور مولوی نذیر حسین دہلوی (غیر مقلد) کا شاگرد تھا۔ نزہۃ الخواطر صفحہ نمبر ۵۰۵ جلد نمبر ۸)

اس لئے ہمارے لئے اس کی بات حجت نہیں۔

حضرت مولانا معین الدین اجمیری علیہ الرحمۃ کا فتاویٰ

حسام الحرمین سے متفق ہونا

فی الواقع موصوف پہلے گستاخانِ رسول (دیوبندی علماء اشرف علی تھانوی، قاسم نانوتوی، خلیل احمد انبیٹھوی اور رشید احمد گنگوہی) کی تکفیر کے قائل نہ تھے۔ پھر مولانا حامد رضا خاں بریلوی سے ان کی مسئلہ تکفیر پر پہلے خط و کتاب ہوئی پھر ملاقات اور گفتگو ہوئی مولانا حامد رضا خاں بریلوی سے گفتگو کے نتیجہ میں وہ اکابر دیوبند کی تکفیر کے قائل اور حسام الحرمین کے ہمنوا ہو گئے۔

اس لئے کسی عالم دین کے کسی عقیدہ سے رجوع کر لینے کے بعد بار بار اس کے پہلے عقیدہ کی تشہیر کرنا دجل، فریب، مکاری اور کذب بیانی کے سوا کچھ نہیں۔

- حضرت مولانا معین الدین مدرس اجمیری کی اپنی تحریریں ملاحظہ ہوں:

مولانا معین الدین لکھتے ہیں: علیکم السلام! جواباً عرض ہے کہ آپ اسلامی حسن ظن کو پیش نظر رکھ کر خانہ فقیر پر تشریف لائیے ملاقات کا موقع دیجیے ...... رہے عقائد دیوبند سوان کا مجھ کو بالکل علم نہیں کہ کیا ہیں وجہ یہ ہے کہ ان کی کتابیں دیکھنے کا آج تک نہ موقع ملا نہ اس کا شوق، نہ کتاب حسام الحرمین نظر سے گزری۔ فقیر معین الدین کان اللہ لہ

۱۲ ربیع الثانی ۱۳۲۷ھ

■ حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں بریلوی کا جواب

جناب مولوی صاحب وسع اللہ مناقبہ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں ان شاء اللہ کل بعد نماز جمعہ آسکوں گا۔ مزید علم کیلئے بعض کتب مثل حسام الحرمین وغیرہ صبح کسی کے ہاتھ بھیج دی جائیں گی۔ تاکہ آپ اطمینان حاصل کر سکیں......"۔

الفقیر محمد حامد رضا قادری غفرلہ

۱۲ ربیع الثانی ۲۷ھ

(نوادرات محدث اعظم پاکستان صفحہ نمبر ۳۳ جلد نمبر ۲)

حضرت مولانا حامد رضا خاں صاحب اکابر دیوبند کی کچھ گستاخانہ کتابیں اور رسالہ جلیلہ حسام الحرمین مولانا اجمیری صاحب کو بھیج دیا اور انہوں نے ملاقات سے قبل ہی فوراً تحریر فرما دیا۔

۷۸۶

جناب محترم مولانا زاد مجدہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

براہین قاطعہ کے قولِ شیطانی کو (جس میں معاذ اللہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم اکمل کے مقابلے میں اپنے شیخ شیخ نجد (یعنی شیطان کے علم کو وسیع کہا ہے) دیکھ کر فقیر کا یہی فیصلہ ہے کہ یہ کلمات قطعاً کلمات کفر ہیں اور ان کا قائل کافر، باقی ہفوات اہل دیوبند کو بعد صحت کے انشاء اللہ تعالیٰ دیکھ کر کروں گا۔ آپ اگر بعد جمعہ حسب وعدہ تشریف لے آؤ تو اس وقت اس کے متعلق بسط سے گفتگو ہو سکتی ہے۔

والسلام

فقیر معین الدین غفرلہٗ

۱۴ ربیع الثانی ۳۷ھ

الحمد للہ! حضرت مولانا حامد رضا خاں بریلوی کی مولانا معین الدین سے ملاقات کے بعد اور اکابر دیوبند کی گستاخانہ کتب کی کفریہ عبارات دیکھ کر مولانا اجمیری کا تردد ختم ہو گیا اور یہ تکفیر کے قائل ہو گئے تھے۔ (طرفین کے اصل خطوط مولانا ابوالفضل محمد سردار احمد قادری فیصل آبادی کے کتب خانہ میں موجود ہیں) آخری خط کا عکس ملاحظہ فرمائیں۔ (محدث اعظم پاکستان صفحہ نمبر ۱۰۹،۱۱۰ نوادرات محدث اعظم پاکستان صفحہ نمبر ۱۸۲ جلد نمبر ۲ طبع لاہور)

■ مولوی خلیل احمد برکاتی مختصر تعارف

مولوی موصوف کی زندگی کے نشیب و فراز کے متعلق ہم نے ''براہین اہلسنت'' میں سیر حاصل بحث کر دی تھی۔ ماسٹر صاحب کو جب ''اہل سنت و جماعت'' کے خلاف کچھ مواد نہ ملا تو فقط کتاب کا حجم بڑھانے کیلئے دوبارہ مولوی خلیل احمد کا قصہ چھیڑ دیا۔ اور دو تین ورق سیاہ کر ڈالے۔

معلوم ہوتا ہے کہ بغض رضا کی وجہ سے عقل وشعور مفلوج ہو چکے ہیں، نسیان کی بیماری کا غلبہ ہے، آپ کی یادداشت کیلئے ہم دوبارہ مولوی مذکور کا مختصر تعارف کراتے ہیں۔

مولوی بجنور کے رہنے والے ہیں اور تقریباً ۴۵ سال سے بدایون میں ہیں اگرچہ آپ نے اپنی بدایوں کی زندگی میں اپنے علم وفضل کی دھاک بٹھانے میں عجیب وغریب طریقے اختیار کئے ہوئے تھے عوام الناس کو دھوکہ اور مغالطہ دینے کیلئے مارہرہ شریف ایک بزرگ حضرت مولانا سید اولادرسول المعروف بہ محمد میاں صاحب مارہروی (انڈیا) کا مرید بھی ہوگیا۔ پیری مریدی کا سلسلہ بھی شروع کردیا اور اپنے آپ کو ایک کٹر سنی ثابت کیا بہت سے سادہ لوح لوگوں نے ان سے بیعت بھی کرلی۔ مگر جب ''انکشاف حق'' ان کی تصنیف چھپ کر منظر عام پر آئی تو ان کی دیوبندیت کھل کر سامنے آگئی۔ ۱۴۰۱ھ میں علمائے اہل سنت سے مناظرہ ہوا اور دیوبندیوں کی کفری عبارات کی باطل تاویلیں کرنے پر پورا زور صرف کردیا مگر نتیجہ یہ ہوا کہ مناظرہ سمیت ان کی ساری تدبیریں خاک میں مل گئیں۔ اہل سنت آپ کے پھندے میں نہ آسکے اور سنی جن پر اس نے خاص طور پر ڈورے ڈال رکھے تھے ان میں آپ سے شدید نفرت وحقارت پھیل گئی مناظرہ کے بعد ان کے مریدوں نے ان کی بیعت بھی توڑدی۔

سید العلماء سید آل مصطفےٰ مارہروی کی پیش گوئی

صاحب عجائب انکشاف فرماتے ہیں کہ سید العلماء سید آل مصطفےٰ مارہروی نے آپ سے ایک ملاقات کے بعد فرمایا تھا کہ مولوی خلیل احمد صاحب چھپے ہوئے دیوبندی وہابی ہیں یا عنقریب دیوبندی بن جائیں گے اور آپ کی پیش گوئی صحیح ثابت ہوئی۔ (عجائب انکشاف صفحہ نمبر ۲۰ طبع کراچی)

مولوی خلیل احمد کے پیرومرشد اولادِ رسول محمد میاں القادری البرکاتی

اور حسام الحرمین

الجواب اللّٰھم ھدایۃ الحق والصواب۔

بے شک فتاویٰ مبارکہ ''حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین'' حق وصحیح ہے۔ اور مرزا غلام احمد قادیانی اور رشید احمد گنگوہی اور خلیل احمد انبیٹھوی اور اشرف علی تھانوی اور قاسم نانوتوی اپنے ان کفریات واضحہ صریحہ ناقابل توجیہہ وتاویل کی بنا پر جن کا حوالہ اس استفتاء اور مجموعہ فتاویٰ مبارکہ حسام الحرمین میں ہے ضرور کفار مرتدین ملعونین ہیں ایسے کہ ان کے ان کفریات پر مطلع ہو کر بھی ان کے کفر میں شک کرے اور انہیں کافر نہ جانے وہ خود کافر۔ مسلمان پر احکام ''حسام الحرمین'' کا ماننا فرض قطعی ضروری اور ان کے مطابق عمل کرنا حکم شرعی لازم حتمی واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہٗ جل مجدہ اتم واحکم۔

کتبہ الفقیر اولاد رسول محمد میاں القادری البرکاتی عفی عنہ

خانقاہ برکاتیہ مارہرہ، ۸ر جمادی الآخر ۱۳۴۵ھ

نتیجہ یہ نکلا کہ مولوی خلیل احمد اپنے شیخ کی خلاف ورزی کر کے مردودِ طریقت بھی ہو گیا اور اس کی بیعت بھی فسخ ہو گئی۔

الزام

ماسٹر صاحب مردودِ طریقت مولوی خلیل احمد کی ''تالیف انکشاف حق'' کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

مولوی احمد رضا بریلوی نے علماء بدایون پر خصوصاً مولانا عبد المقتدر صاحب علیہ الرحمۃ پر ۶۳۵ وجوہ بیان کرنے کے ساتھ صریح حکم کفر لگایا۔ (انوار اہلسنت والجماعت صفحہ نمبر ۱۰)

جواب نمبر ۱

یہ مولوی خلیل احمد دیوبندی اور اس کے اندھے مقلد ماسٹر صاحب کا فاضل بریلوی پر سراسر بہتان عظیم ہے۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔[1]

جواب نمبر ۲

[1] ماسٹر جی سوالاکھ مرتبہ پڑھ کر سینے پہ دم کریں تاکہ شیخ نجدی دور ہو۔ (ابو الجلیل فیضی غفرلہ)

مولانا عبدالمقتدر بدایونی وہ جید عالم دین ہیں جنہوں نے سب سے پہلے مولانا احمد رضا بریلوی نوراللہ مرقدہٗ کی ''مجددیت'' کو تسلیم کیا۔

مولانا محمود احمد کانپوری لکھتے ہیں:

حفاظت وصیانت دین کی انہیں مساعی جمیلہ کے پیش نظر ۱۳۱۸ھ کے جلسہ اصلاح ندوۃ العلماء پٹنہ میں اکابر و مشائخ کی موجودگی میں حضرت مطیع الرسول شاہ عبدالمقتدر بدایونی علیہ الرحمۃ نے اپنی تقریر کے دوران آپ کو مجدد مائۃ حاضرہ کے لقب سے یاد کیا اور موجودہ وغیر موجودہ اکابر نے اس پر اتفاق کیا۔ (تذکرہ علمائے اہلسنت صفحہ نمبر ۴۶)

''انکشاف حق'' کے ردّ میں لکھی گئی کتاب ''عجائب انکشاف کی

فہرست کے چند عنوانات

(۱)۔ مولوی خلیل احمد بدایونی کے بدلتے ہوئے حالات اور ان کے مختلف رنگ۔

(۲)۔ حدیث شریف پیش کر کے دھوکہ دہی۔

(۳)۔ ''انکشاف'' ایک یادگار عجائب خانہ۔

(۴)۔ علامہ کف اللسان خلیل احمد کی فتنہ انگیز طبیعت۔

(۵)۔ مولوی خلیل احمد کی جہالت کا تماشا۔

(۶)۔ مولوی خلیل احمد بدایونی کا علامہ خیر آبادی اور محققین پر جھوٹا الزام اور اس کا مفصل ردّ۔

(۷)۔ مولوی خلیل احمد کی انتہائی بددینی، ارتکاب کفر اور انبیاء کرام کی توہین کی کھلی چھوٹ۔

(۸)۔ علامہ (خلیل احمد بدایونی) کا سفید جھوٹ اور علمائے اہل سنت پر افتراء۔

(۹)۔ مولوی خلیل احمد بدایونی کی نجاست طبع جو انتہا کو پہنچی ہوئی تھی۔

فاضل بریلوی پر ایک الزام اور اس کی حقیقت

ماسٹر صاحب لکھتے ہیں:

اس کے علاوہ حدائق بخشش جلد سوم میں امّ المؤمنین سیدتنا عائشہ صدیقہ جیسی مطہرہ

شخصیت کی توہین کا ارتکاب کیا۔ (انوار اہلسنت والجماعت صفحہ نمبر ۸)

جواب

ماسٹر صاحب نے فاضل بریلوی پر یہ کوئی نیا الزام نہیں لگایا، عرصہ دراز سے دیوبندی حضرات یہ الزام لگاتے چلے آرہے ہیں جس کا بارہا تقریراً وتحریراً جواب دیا جا چکا ہے۔ ماسٹر موصوف نے اندھے مقلد کا کردار ادا کرتے ہوئے پھر اسی بات کو دہرایا ہے تاکہ میری کتاب کا حجم بڑھ جائے۔

قارئین کرام!

ان اشعار کے متعلق بارہا تحریری وتقریری مکمل صفائی دی جا چکی ہے مگر بدباطنی کا برا ہو کہ مخالفین اب تک خاموش نہیں ہوئے تفصیل کیلئے:

(۱)۔ فیصلہ مقدسہ شرعیہ قرآنیہ (۱۳۷۵ھ)

(۲)۔ دارالافتاء دہلی کا ''قرآنی فیصلہ'' کا مطالعہ کریں۔

درحقیقت ماسٹر صاحب کو علم ہی نہیں کہ حدائق بخشش حصہ سوم امام احمد رضا کی تصنیف و ترتیب نہیں اور نہ ہی ان کی زندگی میں یہ حصہ شائع ہوا۔ یہ حصہ مولانا محبوب علی خاں لکھنوی نے ترتیب دیا۔ اور امام احمد رضا بریلوی کے وصال کے دو سال بعد شائع ہوا۔

مولانا محبوب علی خاں صاحب سے تیسرے حصہ کی ترتیب و اشاعت میں واضح طور پر چند فروگزاشتیں ہوئی ہیں۔

(۱)۔ انہوں نے اس حصہ کا نام ''حدائق بخشش'' حصہ سوم رکھا۔ صرف یہی نہیں بلکہ ٹائیٹل پر ۱۳۲۵ھ بھی درج کر دیا۔ حالانکہ ''حدائق بخشش'' پہلے اصلی دو حصوں کا تاریخی نام تھا جو ۱۳۲۵ھ میں شائع ہوئے۔ تیسرا حصہ ۱۳۴۲ھ بلکہ اس کے بعد شائع ہوا۔

(۲)۔ انہوں نے مسودہ نابعہ سٹیم پریس، نابعہ کے سپرد کر دیا۔ پریس والوں نے خود ہی کتابت کروائی اور خود ہی چھاپ دیا۔ مولانا نے اس کے پروف بھی نہ پڑھے۔ کاتب نے دانستہ یا نادانستہ یا کم علم ہونے کی وجہ سے چند اشعار جو بالکل الگ تھے، ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ

رضی اللہ عنہا کی شان میں کہے گئے اشعار کے ساتھ ملا کر لکھ دیئے۔

یہ اشعار حضرت امّ المؤمنین رضی اللہ عنہا کے بارے میں نہیں

قطع نظر اس کے کہ یہ غلط ترتیب سے چھپے ہیں یا جس ترتیب سے چھپے ہیں وہی اس پر نص قاطع ہے کہ یہ امّ المؤمنین کے بارے میں نہیں ہیں۔ ان تینوں اشعار کے اوپر جلی قلم سے لکھا ہوا ہے "علیحدہ" یہ اسی لئے لکھا گیا تھا کہ آنکھ والا اسے دیکھ و سمجھ لے کہ اس کے بعد والے اشعار کا تعلق اوپر والے اشعار سے بالکل نہیں اور اوپر والے اشعار حضرت امّ المؤمنین رضی اللہ عنہا کی مدح میں نہیں...... مگر! نابینائی خواہ ظاہری ہو یا باطنی انسان کو ٹھوکر لگا ہی دیتی ہے۔

حدائق بخشش حصہ سوم کے متعلق مفتی اعظم ہند مولانا مصطفےٰ رضا خاں کا ارشاد گرامی

برس ہا برس کے بعد اب جب مولانا محبوب علی خاں صاحب نے اسے پنجاب میں چھپوایا تو خبر ملی کہ یونہیں بے ترتیب چھاپ دیا ہے اور یہ بھی کہا گیا کہ بعض کلام اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کا معلوم نہیں ہوتا کسی اور صاحب متخلص بہ رضا کا کلام ہے۔ مولانا یا وہ شخص جس نے اس مجموعے میں وہ قصیدہ درج کیا اس کلام کو بھی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کا کلام سمجھا۔ اس لئے مجھے ناگوار ہوا کہ یونہی اور ہم لوگوں میں سے کسی کو بے دکھائے چھاپ دیا۔ بارہا لوگوں کے سامنے میں نے اس پر اظہار ناراضگی کیا۔ الخ (فیصلہ مقدسہ شرعیہ قرآنیہ صفحہ نمبر ۳۳ طبع لاہور)

حضرت قبلہ مفتی محمد مظہر اللہ خطیب مسجد فتح پوری دہلی کا ارشاد گرامی

بلکہ مجھ کو مصنف علیہ الرحمۃ کے یہ اشعار ہی نہیں معلوم ہوتے۔ خدا جانے اس میں کسی کی اور کیا سازش ہے۔ میرے ساتھ بھی کئی مرتبہ ایسی چالیں چلی گئی ہیں۔ (فتاویٰ مظہری صفحہ نمبر ۳۸۷ طبع کراچی) (قرآنی فیصلہ صفحہ نمبر ۱۳)

یہی رائے حضرت موصوف کے صاحبزادگان مولانا مفتی شرف احمد اور مولانا مفتی محمد

احمد صاحبان کی ہے۔اور مولانا مفتی زاہد القادری سابق مفتی ''آستانہ دہلی'' بھی اسی سے متفق ہیں تفصیل کیلئے دیکھیے دارالافتاء دہلی کا ''قرآنی فیصلہ''۔

■ مولانا ابوالکلام آزاد کا بیان

جب بمبئی میں مخالفین نے ان اشعار کے متعلق فتنہ برپا کیا تو ان کا ایک وفد مولانا ابوالکلام کے پاس آیا اور یہ قصہ پیش کیا انہوں نے برجستہ کہا:

''مولانا احمد رضا خاں ایک سچے عاشق رسول گزرے ہیں۔ میں تو سوچ بھی نہیں سکتا کہ ان سے توہین نبوت ہو''۔ (تحقیقات صفحہ نمبر ۱۲۵ از مولانا شریف الحق امجدی طبع انڈیا ۱۹۷۶ء)

■ مولانا محبوب علی خاں لکھنوی کا توبہ نامہ

خطیب مشرق مولانا مشتاق احمد نظامی نے بمبئی کے ایک ہفت روزہ میں ایک مراسلہ شائع کروایا اور مولانا محبوب علی خاں کو ''حدائق بخشش حصہ سوم'' کی غلطی کی طرف متوجہ کیا۔ دوسری طرف دیوبندی مکتب فکر کی طرف سے شور و زور کے ساتھ مہم چلائی گئی کہ مولانا محبوب علی خاں نے حضرت ام المؤمنین کی شان میں گستاخی کی ہے اس لئے انہیں بمبئی کی جامع مسجد سے برطرف کیا جائے۔

ادھر مولانا محبوب علی خاں کی صاف دلی اور پاک نفسی دیکھیے کہ جو کچھ ہوا اس میں ان کا قصد و ارادہ کا کوئی دخل نہ تھا۔ تمام تر غلطی کاتب اور پریس والوں کی تھی اس کے باوجود رسالہ ''سنی'' لکھنؤ اور روزنامہ ''انقلاب'' میں اپنا توبہ نامہ چھپوایا اور بار بار زبانی توبہ کی۔

اعلان توبہ

حدائق بخشش حصہ سوم صفحہ نمبر ۳۷، ۳۸ میں بے ترتیبی سے اشعار شائع ہو گئے تھے اس غلطی سے بارہا فقیر اپنی توبہ شائع کر چکا ہے۔ خدا اور رسول (جل جلالہ، صلی اللہ علیہ وسلم) میری توبہ قبول فرمائیں۔ آمین ثم آمین۔ سنی مسلمان بھائی خدا اور رسول کیلئے معاف فرمائیں۔ (جل جلالہ،

صلی اللہ علیہ وسلم)۔(فیصلہ مقدسہ شرعیہ قرآنیہ صفحہ نمبر ۲۴، طبع لاہور)

کتاب وسنت میں توبہ کی اہمیت

- ان اللہ یحب التوابین ویحب المتطہرین۔(القرآن المجید)

''بے شک اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں اور ستھرا رہنے والوں کو دوست رکھتا ہے''۔

- ومن یعمل سوءاًاو یظلم نفسہ ثم یستغفر اللہ یجد اللہ غفوراًرحیما۔(القرآن المجید)

''جو برے عمل کرے یا اپنی جان پر ظلم کرے پھر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ لے تو اللہ تعالیٰ کو ضرور بخشنے والا مہربان پائے گا''۔

- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''بے شک اللہ تعالیٰ بندے کی توبہ کو قبول کرتا ہے۔جب تک اس کی روح گلے تک نہ پہنچے''(یعنی حضورِ موت کے وقت توبہ قبول نہیں ہوتی)۔(مشکوٰۃ)

- حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''تم میں سے بہتر شخص وہ ہے جس سے اگر گناہ صادر ہو تو بعد میں فوراً توبہ کرلے''۔(منہاج العابدین)

- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا''گناہ سے توبہ کرنے والا اس شخص کی مثل ہے جسکا کوئی گناہ نہیں ہے''۔(مشکوٰۃ،ابن ماجہ)

- مولوی رشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں:

توبہ جب خالص دل سے کرے گا قبول ہوگی خواہ کتنی ہی بار ٹوٹی ہو۔(فتاویٰ رشیدیہ صفحہ نمبر ۲۲۴)

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قدر واضح ارشادات کے ہوتے ہوئے مولانا محبوب علی خاں لکھنوی اور اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی پر لعن کرنا اور مذہب حقہ اہل سنت وجماعت کے خلاف منافرت پھیلانا جہالت وحماقت ہے۔

- ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی شان اقدس میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی کے اشعار:

بنت صدیق آرام جان نبی
اس حریم برأت پہ لاکھوں سلام

- یعنی ہے سورۂ نور جن کی گواہ
ان کی پر نور صورت پہ لاکھوں سلام
جن میں روح القدس بے اجازت نہ جائیں
اس سرادق کی عصمت پہ لاکھوں سلام

(حدائق بخشش صفحہ نمبر ۲۱۵، ۲۱۶ طبع لاہور)

اعتراض

فانی صاحب نے بلا تحقیق مفتی خلیل احمد کو علمائے دیوبند میں شامل کر دیا۔ حالانکہ وہ علمائے بدایون میں سے تے۔ (انوار اہلسنت والجماعت صفحہ نمبر ۱۳)

جواب

عقائد کے لحاظ سے ان کو علمائے دیوبند میں شامل کیا ہے گو وہ بدایوں کے رہنے والے تھے۔

اعتراض

ماسٹر صاحب لکھتے ہیں: مولانا احمد رضا خاں بریلوی کے ایک معتقد قاری احمد پیلی بھیتی صاحب سوانح اعلیٰ حضرت صفحہ نمبر ۸ پر لکھتے ہیں: ۱۲۹۷ھ میں مولانا احمد رضا خاں صاحب (المتوفی ۱۳۴۰ھ) نے قلم اٹھایا کثرت سے کتابیں لکھیں، فتوے صادر کیے۔ حرمین شریفین کے سفر میں مشاہیر علمائے حرمین سے علماء دیوبند کی تحریروں کے خلاف تصدیقات حاصل کیں جن کو حسام

الحرمین کے نام سے کتابی صورت میں شائع کیا گیا۔ مولانا احمد رضا خاں صاحب پچاس سال تک مسلسل اسی جدوجہد میں منہمک رہے۔ یہاں تک کہ دو مستقل مکتبہ فکر قائم ہوگئے۔ بریلوی اور دیوبندی دونوں جماعتوں کے علماء اور عوام کے درمیان تخالف وتصادم کا یہ سلسلہ آج بھی بند نہیں ہوا ہے۔ (انوار اہلسنت والجماعت صفحہ نمبر ۱۵)

جواب

سوانح اعلیٰ حضرت کو قاری احمد پیلی بھیتی کی تصنیف یا تالیف بتانا کذب بیانی ہے۔ قاری موصوف نے اس نام کی کوئی کتاب نہیں لکھی۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

دوسرا دجل وفریب ماسٹر جی نے یہ کیا کہ صفحہ نمبر ۸ بھی لکھ دیا۔ ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین۔

اعتراض

ماسٹر صاحب انکشاف حق از مولوی خلیل احمد بدایونی (دیوبندی) کے حوالہ سے لکھتے ہیں: جن علمائے ہندوستان کو مضامین واحکام حسام الحرمین سے اتفاق نہیں ہے ان میں مولانا ارشاد حسین مرحوم، مولانا سلامت اللہ مرحوم، مولانا عبدالغفار خان مرحوم، مولانا کرامت اللہ مرحوم رامپوری، مولانا نذیر احمد خان اور مولانا محمد علی مونگیری بھی ہیں، (خلاصہ) (انوار اہلسنت والجماعت صفحہ نمبر ۱۴)

جواب

مولانا ارشاد حسین رامپوری علیہ الرحمۃ کا وصال ۱۳۱۱ھ میں ہوا جبکہ فتاویٰ حسام الحرمین ۱۳۲۵ھ میں شائع ہوا۔ تو اب یہ کہنا کہ مولانا ارشاد حسین رامپوری علیہ الرحمۃ حسام الحرمین کے فتاویٰ سے متفق نہیں تھے سراسر جہالت ہے۔ نیز آپ کے فرزندان کے زمانہ میں فتاویٰ حسام الحرمین جب شائع ہوا تھا انہوں نے اس کی تائید وتوثیق کی۔

مولانا محمد معوان حسین ابن مولانا ارشاد حسین رامپوری رحمۃ اللہ علیہما کا ارشاد گرامی

حسام الحرمین نے جن لوگوں کے عقائد پر حکم کیا ہے وہ حکم نقل کیا ہوا کتب فقیہ حقہ حنفیہ کا ہے۔ جس کا ماننا ایک مقلد مذہب حنفی کیلئے لازم ولابدی ہے پس حسام الحرمین کے احکام حسب نقول صحیحہ معتبرہ لازم الاتباع ہیں۔ (واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم)

العبد..... محمد معوان حسین العمری المجد دی الرامپوری مدرسہ ارشاد العلوم (الصوارم الہندیہ صفحہ نمبر ۱۴۲)

الجواب صحیح..... محمد شجاعت علی عفی عنہ مدرس ارشاد العلوم

الجواب حق وصواب..... العبد عبد اللہ البہاری عفاعنہ الباری مدرس ارشاد العلوم

مولانا محمد ریحان حسین ابن مولانا ارشاد حسین رامپوری کا ارشاد گرامی

فتاوی حسام الحرمین یقیناً قابل عمل ہے اور صحیح ہے۔

محمد ریحان حسین العمری المجد دی مدرس مدرسہ ارشاد العلوم۔ (الصوارم الہندیہ صفحہ نمبر ۱۱۸)

مولانا عبد الغفار رامپوری علیہ الرحمۃ کا ارشاد گرامی

(حسام الحرمین میں جن عقائد کا ذکر کیا گیا ہے) یہ اقوال موجب کفر ہیں۔

العبد..... عبد الغفار خاں عفی عنہ (الصوارم الہندیہ صفحہ نمبر ۱۴۳)

مولانا نذیر احمد خاں رامپوری علیہ الرحمۃ

آپ کا ۱۳۲۳ھ میں انتقال ہوا جبکہ فتاوی حسام الحرمین کا شرعی حکم ۱۳۲۵ھ میں شائع ہوا تو حسام الحرمین کی تصدیق کس طرح ہوتی۔

ماسٹر جی! یہ وہی مولانا نذیر احمد صاحب ہیں جنہوں نے مولوی رشید احمد گنگوہی کی کفری عبارات پر سب سے پہلے ۱۳۰۹ھ میں فتویٰ کفر صادر فرمایا تھا۔ یہ فتویٰ خیر المطابع میرٹھ میں طبع ہوا تھا۔ (تذکرہ کاملانِ رامپور بحوالہ تذکرہ علمائے اہلسنت صفحہ نمبر ۲۵۲ طبع باردوم)

نیز مولانا سلامت اللہ، مولانا کرامت اللہ وغیرہ کی عدم تکفیر کو اپنی برأت کی دلیل بنانا درست نہیں، ممکن ہے کہ انہوں نے تکفیر فرمائی ہو اور وہ منقول نہ ہوئی ہو، کیونکہ یہ ضروری نہیں کہ کسی کی کہی ہوئی بات منقول ہو جائے۔

لہٰذا تکفیر کے باوجود عدم نقل کے احتمال نے ماسٹر صاحب کے اس آخری سہارا کو بھی ختم کر دیا۔

الزام

علمائے دیو بند ادام اللہ برکاتہم کی جانب وہ عقائد منسوب کیے ہیں جن سے وہ بالکل بری الذمہ ہیں۔ ثابت یہ ہوا کہ مولانا احمد رضا خاں کی تصنیف ضعیف ''حسام الحرمین'' پلندہ تکذیب کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔ (انوار اہلسنت والجماعت صفحہ نمبر ۱۵)

جواب

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نور اللہ مرقدہٗ پر یہ الزام قطعاً بے بنیاد ہے کہ انہوں نے دیو بندیوں کی عبارتوں میں ردو بدل کیا ہے یا غلط عقائد ان کی طرف منسوب کیے ہیں۔ بلکہ واقعہ یہ ہے کہ حسام الحرمین شائع ہونے کے بعد دیو بندی حضرات نے اپنی جان بچانے کیلئے اپنی عبارتوں میں خود قطع برید کی اور اپنے اصل عقائد کو چھپا کر (جن کو امام احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ نے علماء حرمین شریف کو دکھا کر فتویٰ طلب کیا تھا) علمائے عرب وعجم کے سامنے اہل سنت کے عقیدے ظاہر کیے جن پر علمائے دین نے تصدیق فرمائی۔ طوالت کے پیش نظر ہم اپنے دعویٰ پر دو دلیلیں پیش کرتے ہیں۔

حرمین شریفین میں علمائے دیو بند کی دوغلی پالیسی

جب علمائے حرمین شریفین نے دیو بندیوں سے سوال کیا کہ بتاؤ محمد بن عبدالوہاب

نجدی کے متعلق کیا اعتقاد ہے وہ کیسا آدمی تھا تو حیلہ سازی سے کام لیتے ہوئے اپنا اصل مذہب چھپالیا اور لکھ دیا کہ ہم اسے خارجی اور باغی سمجھتے ہیں۔

مثال نمبر۱

- مولوی خلیل احمد انبیٹھوی لکھتے ہیں:

ہمارے نزدیک ان کا حکم وہی ہے جو صاحب درمختار نے فرمایا ہے اس کے چند سطر بعد لکھا ہے علامہ شامی نے اس کے حاشیہ میں فرمایا ہے جیسا کہ ہمارے زمانہ میں محمد بن عبدالوہاب کے تابعین سے سرزد ہوا کہ نجد سے نکل کر حرمین شریفین پر متغلب ہوئے اپنے آپ کو حنبلی بتاتے تھے مگر ان کا عقیدہ یہ تھا کہ بس وہی مسلمان ہیں اور جو ان کے عقیدے کے خلاف ہو وہ مشرک ہے اسی بنا پر انہوں نے اہل سنت اور علمائے اہل سنت کا قتل مباح سمجھ رکھا تھا۔ الخ (المہند علی المفند صفحہ نمبر ۴۸،۴۹)

مولوی رشید احمد گنگوہی کا فتویٰ

محمد بن عبدالوہاب کے مقتدیوں کو نجدی کہتے ہیں ان کے عقائد عمدہ تھے۔ (فتاویٰ رشیدیہ صفحہ نمبر ۱۱ جلد اوّل)

تبصرہ: دیکھیے یہاں اپنے مذہب کو چھپایا اور فتاویٰ رشیدیہ کی عبارت کو صاف ہضم کر گئے۔

مثال نمبر۲

ہمارا اور ہمارے مشائخ کا عقیدہ یہ ہے کہ ہمارے سردار آقا اور پیارے شفیع محمد رسول اللہ خاتم النبیین ہیں آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے محمد اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں اور یہی ثابت ہے بکثرت حدیثوں سے جو معناً حدِ تواتر تک پہنچ گئیں اور نیز اجماع امت سے سو حاشا کہ ہم میں سے کوئی اس کے خلاف کہے کیونکہ جو اس کا منکر ہے وہ ہمارے نزدیک کافر ہے۔ اس لئے کہ منکر ہے نص صریح قطعی کا۔ الخ (المہند علی المفند

صفحہ نمبر ۵۲،۵۳)

یہاں تو صاف صاف اعلان ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آخر الانبیاء ہیں کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں اور یہ آیت اور احادیث متواترۃ المعنی اور اجماع سے ثابت بتایا اور نص قرآنی کو اس معنی میں صریح و قطعی مانا اور اپنے آپکو خالص سنی ظاہر کیا اور ہندوستان میں اپنا عقیدہ کچھ ظاہر کیا۔

جیسا کہ مولوی محمد قاسم بانی دار العلوم دیو بند لکھتے ہیں:

بعد حمد وصلوٰۃ کے قبل عرض جواب یہ گزارش ہے کہ اوّل معنی خاتم النبیین معلوم کرنے چاہئیں تا کہ فہم جواب میں کچھ دقت نہ ہو سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلعم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے بعد ہے اور آپ سب سے آخری نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔ (تحذیر الناس صفحہ نمبر ۳)

یہ تو دو مثالیں تھیں تمام کتاب کا یہی حال ہے کہ جان بچانے کیلئے اپنے مذہب پر پردہ ڈال دیا اپنی کفری عبارت کو بھی چھپایا۔ اب قارئین کرام خود فیصلہ کر سکتے ہیں کہ خیانت کرنے والا کون ہے؟

اعتراض

ماسٹر صاحب درج ذیل عنوان کے تحت مولانا ظفر علی خاں کی ایک نظم لکھتے ہیں:

''مولانا حامد رضا بریلوی کی لاہور آمد پر''

مولانا احمد رضا خان بریلوی کے بیٹے حامد رضا خان کی لاہور میں آمد پر یہ نظم روزنامہ زمیندار کے ایڈیٹر حضرت مولانا ظفر علی خان رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرما کر شائع کی یہ نظم کئی ایک امور کی وضاحت کرتی ہے۔ قارئین کرام کی خدمت میں پیش ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

اوڑھ کر حامد رضا خان آئے بدعت کا لحاف

ذات ان کی ہے مجدد بات ان کی لام کاف

(انوار اہلسنت والجماعت صفحہ نمبر ۱۶)

جواب

پہلے ہی شعر میں شاعر نے کذب بیانی سے کام لیا ہے اور مولانا حامد رضا خان کے متعلق لکھتے ہیں۔

ذات ان کی ہے مجدد بات ان کی لام کاف

اہل سنت و جماعت مولانا احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ کو چودھویں صدی کا مجدد مانتے ہیں۔ مولانا حامد رضا خاں علیہ الرحمۃ کو کسی نے مجدد نہیں کہا۔ ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین۔

ماسٹر جی! کیا یہ کذب بیانی نہیں، بہتان تراشی نہیں اگر نہیں تو کیا ہے؟

اسی طرح باقی اشعار میں بھی کذب بیانی اور الزام تراشی سے کام لیا گیا ہے۔

مولانا ظفر علی خان کے درج ذیل اشعار بھی ملاحظہ ہوں۔ (کانگرسی دولہا اور احرار دلہن)

باوا تھے مسلمان تو بیٹے تھے مجوسی — پوتے جو ہیں احرار وہ کہلائے فلوسی
مل جائے جہاں چندہ وہی ہے وطن ان کا — ہندی ہیں نہ مصری ہیں نہ چینی ہیں نہ روسی
جو بوند مرے خون کی مہاجن سے بچی تھی — پنجاب کے احرار ستم پیشہ نے چوسی
نہرو جو ہے دولہا تو دلہن مجلس احرار — ہو پیر بخاری کو مبارک یہ عروسی

(احرار اور مسجد شہید گنج) (امروہہ ۳ دسمبر ۱۹۳۷ء، چمنستان صفحہ نمبر ۱۵۹)

نرالی وضع کا مومن ہے طبقہ احرار — کہ سر جھکا ہوا مشرک کے آستاں پر ہے
اس آرزو میں کہ نہرو کسی طرح خوش ہو — نگاہ خشم سکندر حیات خاں پر ہے
خدا کے گھر کی تباہی میں حصہ دار ہوئے — یہ ظلم انہوں نے کیا آپ اپنی جان پر ہے
اشارہ پا کے ادھر سے شہید گنج کا شور — کئی دنوں سے ان اشرار کی زباں پر ہے

(لاہور ۲۳ دسمبر ۱۹۳۷ء، چمنستان صفحہ نمبر ۱۶۸)

بت خانہ احرار

سرکار مدینہ سے ملا مجھ کو بھی کمل — سکھوں نے بخاری کو جو بخشا ہے دوشالا

(بٹالہ ۲۰ دسمبر ۱۹۳۶ء، چمنستان صفحہ نمبر ۹۴)

(اسلام کی رسوائی احرار کے ہاتھوں)

ہندوؤں سے ہے نہ سکھوں سے نہ سرکار سے ہے — گلہ رسوائی اسلام کا احرار سے ہے
حرف پنجاب میں ناموس نبی پر آیا — قائم اس ظلم کی بنیاد ان اشرار سے ہے
آج اسلام اگر ہند میں ہے خوار و ذلیل — تو یہ سب ذلت اسی طبقہ غدار سے ہے

(۷رجولائی ۱۹۳۶ء، چمنستان صفحہ نمبر۴)

امیر شریعت احرار

اک طفل پری رو کی شریعت فگنی نے — کل رات نکالا مرے تقویٰ کا دوالا
میں دین کا پتلا ہوں وہ دنیا کی ہے مورت — اس شوخ کے نخرے میں مرا گرم مسالہ

(لاہور ۲۶ردسمبر ۱۹۳۶ء، چمنستان صفحہ نمبر ۹۶)

(احرار کا جنازہ)

اللہ کے قانون کی پہچان سے بیزار — اسلام اور ایمان احسان سے بیزار
ناموس پیغمبر کے نگہبان سے بیزار — کافر سے موالات مسلمان سے بیزار
اسی پر ہے یہ دعویٰ کہ ہیں اسلام کے احرار — احرار کہاں کے یہ ہیں اسلام کے غدار

پنجاب کے احرار اسلام کے غدار

جا کر کہے ان سے کوئی اللہ کا بندہ — جب دین کی حرمت کا گلے میں نہیں پھندا
اور شرح کی تذلیل ہے احرار کا دھندہ — پھر کیوں ہیں مسلمان سے چندے کے طلبگار

پنجاب کے احرار اسلام کے غدار

اللہ کے گھر کو کوئی ڈھادے تو یہ خوش ہیں — مسجد کا نشاں کوئی مٹادے تو یہ خوش ہیں
مسلم کا کوئی خون بہادے تو یہ خوش ہیں — لاہور میں آثار قیامت ہیں نمودار

پنجاب کے احرار اسلام کے غدار

(نگارستان صفحہ نمبر ۲۳۱ تا ۲۳۲، از مولوی ظفر علی خاں ایڈیٹر زمیندار لاہور)

ماسٹر صاحب! مولوی ظفر علی خاں کے درج ذیل اشعار بھی ملاحظہ ہوں جو انہوں

نے حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں بریلوی کے شاگرد رشید مولانا عبدالغفور ہزاروی نور اللہ مرقدہٗ کی شان میں تحریر کیے ہیں:

حج کو جب جانے والے ہیں عبدالغفور
آسماں برسا رہا تھا ان پہ نور

(چمنستان صفحہ نمبر ۲۰۹)

ہوں آج سے مرید میں عبدالغفور کا
چشمہ ابل رہا ہے محمد کے نور کا

بند اس کے سامنے ہے بخاری کا ناطقہ
ہو اس سے کیا مقابلہ اس بے شعور کا

وقت آپہنچا کہ ''یا گاندھی'' پکارے کانگرس   نعرۂ مسلم لیگ کا ''یاحی یا قیوم'' ہو
(چمنستان صفحہ نمبر ۱۵۲)

مولانا پیر محمد کرم شاہ صاحب الازہری کی عبارت کا جواب

ماسٹر صاحب تفسیر ضیاء القرآن کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

''اس باہمی اور داخلی انتشار کے سبب سے المناک پہلو اہلسنت والجماعت کا آپس میں اختلاف ہے جس نے انہیں دوگروہوں میں بانٹ دیا ہے دین کے اصولی مسائل میں دونوں متفق ہیں ۔ اللہ تعالیٰ کی توحید ذاتی اور صفاتی، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور ختم نبوت قرآن، قیامت اور دیگر ضروریات دین میں کلی موافقت ہے ۔ (انوار اہلسنت والجماعت صفحہ نمبر ۱۵)

الجواب..... اس کے بعد پیر صاحب نے دیوبندیوں کی تحریروں میں بے احتیاطی اور انداز تقریروں میں بے اعتدالی کا نہایت ہی ادیبانہ رنگ میں رد کیا ہے جس کو ماسٹر صاحب شیر مادر سمجھ

کر ہڑپ کر گئے ہیں۔ منقولہ عبارت کے بعد پیر صاحب لکھتے ہیں:

لیکن بسا اوقات طرز تحریر میں بے احتیاطی (جیسا کہ حفظ الایمان، براہین قاطعہ وغیرہ میں ہوئی ہے) اور تقریر میں بے اعتدالی کے باعث غلط فہمیاں پیدا ہوئی ہیں اور باہمی سوئے ظن ان غلط فہمیوں کو ایک بھیانک شکل دے دیتا ہے اگر تقریر و تحریر میں احتیاط و اعتدال کا مسلک اختیار کیا جائے اور اس بدظنی کا قلع قمع کیا جائے (یعنی ایسی غیر اسلامی عبارات سے توبہ کرلی جائے) تو اکثر و بیشتر مسائل میں اختلاف ختم ہو جائے۔ الخ (تفسیر ضیاء القرآن جلد اول بار اول طبع لاہور)

اسی لئے پیر صاحب اکابر دیوبند کی بے اعتدالی و بے احتیاطی پر منحصر (غیر اسلامی) عبارات سے اظہار نفرت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

قرآن کریم کی آیات طیبات اور احادیث صحیحہ کے بعد ہم کسی سے اپنے مومن ہونے کا سرٹیفکیٹ لینے کیلئے یہ ماننے یا زبان پر لانے کیلئے بھی تیار نہیں ہیں کہ شیطان کا علم فخر عالم کے علم سے زیادہ یا ایسا علم تو گاؤ خر اور ہر سفیہ کو بھی حاصل ہے۔ (العیاذ باللہ) (تفسیر ضیاء القرآن صفحہ نمبر ۶۸۴ جلد نمبر ۲ طبع لاہور بار اول)

ثابت ہوا پیر صاحب کے نزدیک بھی براہین قاطعہ اور حفظ الایمان کی عبارات قرآن وحدیث کی تعلیمات کے خلاف ہیں اور قرآن وحدیث کے خلاف جو عبارت ہو وہ غیر اسلامی ہوتی ہے۔

برصغیر میں مذہبی باطل فرقوں کا ظہور

برصغیر پاک و ہند پر حکومت انگریز کا تسلط ہونے سے قبل یہاں پر مسلمانوں کے فقط دو فرقے مشہور و معروف تھے۔ (۱) اہل سنت و جماعت۔ (۲) شیعہ۔

مگر حکومت انگلشیہ کے دور میں حکومت کی پشت پناہی پر گمراہی اور باطل مذہبی فرقوں نے جنم لیا جس سے مسلمانوں میں افتراق و انتشار کی آگ بھڑک گئی ملک میں بدامنی پھیل گئی اس سے انگریزی حکومت کو قوت و تقویت حاصل ہوئی۔

مولوی ثناء اللہ امرتسری غیر مقلد لکھتے ہیں:

امرتسر میں مسلم آبادی ہندو سکھ وغیرہ کے مساوی ہے۔ ۸۰ سال قبل قریباً سب مسلمان اسی خیال کے تھے جن کو آج کل حنفی بریلوی خیال کیا جاتا ہے۔ (شمع توحید صفحہ نمبر ۴۰ طبع سرگودھا)

مولوی ثناء اللہ نے ۱۹۳۷ء میں یہ بات لکھی اس سے ۸۰ سال پہلے ۱۸۵۷ء تھا جبکہ انگریزوں نے ہندوستان پر غداری سے کامل تسلط حاصل کیا۔

انگریزی دور میں پیدا ہونے والے

(۱)۔ فرقہ اسماعیلیہ

اس فرقہ کے بانی مولوی اسماعیل دہلوی تھے جنہوں نے تقویۃ الایمان جیسی کتاب لکھ کر مسلمانوں میں انتشار پیدا کیا اور انگریزی حکومت کو مضبوط کیا، اور مسلمانوں کو مشرک اور بدعتی بنایا۔

(۲)۔ فرقہ وہابیہ

مفتی عزیز الرحمٰن لکھتے ہیں: ۱۸۵۷ء کے بعد آزاد روشی (غیر مقلدیت) کی وبا نجد سے چل کر ہندوستان میں بھی آگئی جس نے ایک خاص طبقہ کو جنم دیا۔ (امام اعظم ابو حنیفہ صفحہ نمبر ۲۰۰ طبع لاہور ۱۹۷۹ء)

(۳)۔ فرقہ دیوبندیہ وہابیہ اسماعیلیہ (مقلد)

یہ فرقہ ۱۸۵۷ء کے بعد ہندوستان میں معرض وجود میں آیا۔ فروعی مسائل میں امام اعظم ابو حنیفہ تابعی (المتوفی ۱۵۰ھ) کی پیروی کرتا ہے اور عقائد کے لحاظ سے فرقہ وہابیہ اسماعیلیہ کا پیروکار ہے۔

مولانا حسن جان سرہندی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

ہندوستان میں اس گروہ کا امام اول مولوی اسمٰعیل دہلوی ہے جس نے ۱۲۰۰ھ

بھگ خروج کیا اور محمد بن عبدالوہاب نجدی کی کتاب التوحید کا اردو فارسی میں ترجمہ کر کے اس کو بنام ''تقویۃ الایمان'' شائع کیا...... پھر اس کے چیلوں مثلاً عبداللہ غزنوی نذیر حسین دہلوی صدیق حسن خاں بھوپالی، رشید احمد گنگوہی اور دیوبند کے مولویوں نے اس تحریک کو آگے بڑھایا...... اس فرقہ کے متاخرین دو راہوں میں چلے ایک گروں نے کھلے عام اہلحدیث کہلوا کر تقلید شخصی کا انکار کیا اور امت مرحومہ کے اکابر علماء وصلحاء اور اولیاء کو مشرکین اور مبتدعین (بدعتی) قرار دیا۔ دوسرے گروہ (یعنی رشید احمد گنگوہی اور علمائے دیوبند) نے حنفیت کا لبادہ اوڑھ کر خود کو حنفی ظاہر کیا حالانکہ یہ گروہ عقیدہ میں پہلے گروہ کے ہم نفس، ہم قفس ہے ان کا حنفیت کا پردہ اس لئے ہے کہ سادہ لوح حنفی لوح مسلمانوں کو بہکا کر راہ راست سے بھٹکا سکیں۔ (الاصول الاربعہ صفحہ نمبر ۷ اطبع لاہور ۲۰۰۳ء)

- مولوی سید انظر شاہ صاحب استاذ تفسیر دار العلوم دیوبند لکھتے ہیں:

مسلک دیوبند چودھویں صدی کی پیداوار ہے محمد قاسم نانوتوی اور رشید احمد گنگوہی سے پہلے کسی مسلمہ شخصیت سے ان کا تعلق نہیں۔ (تلخیص) (ماہنامہ البلاغ کراچی ذی الحجہ ۱۳۸۸ھ)

- علامہ محمد اقبال فرماتے ہیں:

قادیان اور دیوبند اگرچہ ایک دوسرے کی ضد ہیں لیکن دونوں کا سرچشمہ ایک ہے دونوں اس تحریک کی پیداوار ہیں جسے عرف عام میں ''وہابیت'' کہا جاتا ہے۔ (سید نذیر نیازی، اقبال کے حضور مطبوعہ اقبال اکادمی کراچی صفحہ نمبر ۲۶۲)

اس لئے پیر صاحب کا یہ لکھنا: ''اس باہمی اور داخلی انتشار سب سے المناک پہلو اہل سنت والجماعت کا آپس میں اختلاف ہے جس نے انہیں دو گروہوں میں بانٹ دیا''۔ حقیقت سے دور ہے اور انہیں (یعنی دیوبندیوں، کو اہل سنت و جماعت میں داخل کرنا سہو عظیم پر محمول ہے)

■ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کی شرح

ماسٹر صاحب لکھتے ہیں:

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ قیامت کے دن جن کے چہرے روشن ہوں گے وہ اہلسنت والجماعت ہوں گے۔ حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ ابن کثیر رحمۃ اللہ نے جلد اوّل صفحہ نمبر ۳۹۰ پر یوم تبیض وجوہ وتسود وجوہ کی تفسیر میں فرمایا ہے..... یعنی قیامت کے دن جن کے چہرے روشن ہوں گے وہ اہلسنت والجماعت کے ہوں گے اور جن چہرے مسخ ہوں گے وہ اہل بدعت اور فرقہ ضالہ ہوں گے۔ (انوار اہلسنت والجماعت صفحہ نمبر ۱۷)

جواب

حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہما نے فرمایا، علامۃ اہل السنۃ کثرۃ الصلوٰۃ علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود شریف پڑھنا اہل سنت کی نشانی ہے۔ (القول البدیع از امام سخاوی صفحہ نمبر ۵۲)

آپ کے ہم مسلک علماء نے تبلیغی نصاب سے درود شریف والا حصہ نکال کر خارجیت کا ثبوت دیا ہے[1]۔ انشاء اللہ تعالیٰ: خدا تعالیٰ کی توحید اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لانے والوں، صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین، ائمہ مجتہدین، اولیائے کرام سے عقیدت رکھنے والے اہل سنت کے چہرے دنیا میں بھی روشن ہیں آخرت میں بھی روشن ہوں گے، خارجیوں کے چہرے دنیا میں بھی مسخ ہیں آخرت میں بھی مسخ ہوں گے۔

دیوبندی بدعتی ہیں

نبوت ورسالت میں ذاتی وعرضی کی تفریق باطل ہے۔ (تحذیر الناس میں) نبوت کو بالذات اور بالعرض میں تقسیم کرنا نانوتوی صاحب کی اتنی بڑی جرأت ہے جو چودہ سو برس کے

[1] مولوی محمد عابد مدرس جامعہ خیر المدارس ملتان مولوی محمد اقبال دیوبندی کے حالات میں لکھتے ہیں کہ آپ کا جماعت سے تعلق خوب بڑھا بار ہا تین چلّے دیئے حتیٰ کہ آپ کا شمار جماعت کی صف اول کے لوگوں میں ہونے لگا مگر افسوس کہ حضرت شیخ کی اخیر حیات میں بعض اکابر تبلیغ کی ذکر اللہ کی لائن کی مخالفت (یعنی خانقاہوں کی مخالفت) اور پھر وصال کے بعد تبلیغی نصاب سے فضائل درود شریف کے اخراج کے قضیہ نامرضیہ کے نتیجہ میں آپ کا اور آپ کے ساتھیوں کا یہ تعلق تعطل کا شکار ہو گیا۔ (حقیقت العلم صفحہ نمبر ۱۴۱ مکتبہ مجیدیہ ملتان ۱۹۹۲ء) (ابو الجلیل فیضی غفرلہ)

عرصہ میں کسی مسلمان نے نہیں کی اور یہ عقیدہ بدعت ضلالہ ہے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ پرستاران تحذیر الناس بدعتی ہیں۔ ۱۳۰۶ھ میں مولانا غلام دستگیر رحمۃ اللہ علیہ اور مولوی خلیل احمد دیو بندی کا بہاولپور میں براہین قاطعہ کی بعض عبارات پر مناظرہ ہوا تھا جس کے منصف حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ تھے مناظرہ کے اختتام پر خواجہ صاحب اور ان کے ساتھی علماء نے متفقہ طور پر مولوی خلیل احمد کو اہل سنت و جماعت سے خارج قرار دیا تھا اور اہل سنت سے خارج کو بدعتی کہتے ہیں (تقدیس الوکیل طبع لاہور) اور بقول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما قیامت کے روز ان کے چہرے مسخ ہوں گے

ماسٹر جی! ذرا اپنی تحریر کردہ خط کشیدہ سطر کو بار بار پڑھیں اور اپنی قابلیت کا ماتم کریں

عبارت اس طرح چاہیے تھی۔

ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر ابن کثیر جلد اوّل صفحہ نمبر ۳۹۰ پر یوم تبیض وجوہ وتسود وجوہ کی تفسیر میں فرمایا ہے۔

ماسٹر صاحب کا چیلنج اور اس کی حقیقت

ماسٹر صاحب لکھتے ہیں:

قارئین کرام! گزشتہ صفحہ پر حسام الحرمین عربی اردو کے صفحہ نمبر ۲۰ کا عکس دیا گیا ہے جس میں حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی نور اللہ مرقدہٗ کی جانب مسلسل عبارت منسوب کی گئی ہے۔ فانی صاحب سے گزارش ہے کہ وہ اس مسلسل عبارت کو حضرت نانوتوی نور اللہ مرقدہٗ کے رسالہ تحذیر الناس سے من وعن عکس کے ساتھ شائع کریں اور اپنے اہل حق ہونے کا ثبوت دیں۔ الخ

(انوار اہلسنت والجماعت صفحہ نمبر ۲۱)

جواب

تحذیر الناس کی تینوں عبارتیں پورے اور مکمل جملے ہیں اور اپنے اپنے مقام پر غیر اسلامی کفریہ عبارتیں ہیں۔ ترتیب سے لکھیں یا بے ترتیب وہ کفریہ ہی رہیں گی ایسا ہرگز نہیں کہ تینوں عبارتوں کو ترتیب سے ملایا جائے یا بے ترتیب ملایا جائے تو پھر وہ کفر بن جاتا ہے۔

لہٰذا اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے مولوی قاسم نانوتوی کی کتاب تحذیر الناس کی اردو عبارت کا جو مطلب بیان فرمایا ہے وہ بالکل صحیح و درست ہے انہوں نے تحذیر الناس کی ہر سہ عبارت کے مطالب و معانی کو نقل کیا ہے الفاظ و کلمات کو نقل کا حسام الحرمین میں کسی جگہ دعویٰ نہیں کیا اگر کوئی شخص حسام الحرمین میں نقل و الفاظ کے دعویٰ کا مدعی ہے تو وہ اس پر دلیل لائے۔ ہم وثوق سے کہتے ہیں کہ وہ نقل الفاظ و کلمات کا دعویٰ ثابت نہ کر سکے گا۔ اور اہل علم سے مخفی نہیں کہ نقل بالمعنی کیلئے الفاظ و کلمات کو بعینہٖ نقل کرنا ضروری نہیں''۔

نیز مولوی خلیل احمد نے بھی المہند علی المفند میں تحذیر الناس کی تینوں عبارتوں کا خلاصہ بیان کیا ہے مکمل تینوں عبارتیں نہیں لکھیں۔ موصوف لکھتے ہیں:

ہمارے شیخ و مولانا نے اپنی دقت نظر سے عجیب دقیق مضمون بیان فرما کر آپ کی خاتمیت کو کامل و تام ظاہر فرمایا ہے جو کچھ مولانا نے اپنے رسالہ تحذیر الناس میں بیان فرمایا ہے اس کا حاصل یہ ہے الخ (المہند علی المفند صفحہ نمبر ۵۳)

......﴿ماھو اجوابکم فھو جوابنا﴾......

اگر ماسٹر صاحب ''المہند'' میں تحذیر الناس کی تینوں کفریہ عبارتوں کی بالترتیب الفاظ و کلمات سے دکھا دیں تو انعام حاصل کریں ورنہ وہی کلمات نازیبا مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کیلئے استعمال کریں جو مولانا احمد رضا بریلوی کیلئے استعمال کئے ہیں اور اپنی حق پرستی کا ثبوت دیں۔

(نوٹ): انوار اہلسنت والجماعت صفحہ نمبر ۲۱ تا ۲۴ پر کیے گئے اعتراضات کا جواب ہم اوراق گزشتہ میں تفصیلاً تحریر کر آئے ہیں۔ دوبارہ دہرانے کی ضرورت محسوس نہیں کرتے۔

■ اپنے آپ میاں مٹھو

ماسٹر صاحب درج ذیل عنوان کے تحت لکھتے ہیں:

تحذیر الناس کیا ہے:

قارئین کرام! تحذیر الناس کے بارے میں ڈھول کی آواز کے مصنف شیخ کامل الدین رتو کالوی نور اللہ مرقدہٗ سے پوچھتے ہیں۔ الخ۔ (انوار اہلسنت والجماعت صفحہ نمبر ۲۴)

جواب نمبرا

مولوی کامل الدین رتو کالوی کا دیوبندی مکتبہ فکر سے تعلق ہے اور اس کی کتاب ''ڈھول کی آواز'' جھوٹ وفریب اور دغابازی کا مجموعہ ہے جس میں مولوی مذکور نے علماء اہل سنت کی طرف بعض غلط عقائد منسوب کر کے عوام اہل سنت کو دھوکہ دینے کی ناپاک کوشش کی ہے ''تحذیر الناس'' کے متعلق مولوی کامل الدین کے کلماتِ تحسین آپ کے ... لئے حجت نہیں۔

ڈھول کا پول کھول نہ فانی دم بھر لیے
خود ہی جل جائیں گے سب آگ لگانے والے

پیر محمد کرم شاہ الازہری کی عبارت کا جواب

ماسٹر صاحب لکھتے ہیں: طالبان حق کیلئے بقول پیر کرم شاہ: مولانا (محمد قاسم نانوتوی) قدس سرہٗ کی یہ نادر تحقیق (تحذیر الناس) کئی شپرہ چشموں کیلئے سرمہ بصیرت کا کام دے سکتی ہے۔ (انوار اہلسنت والجماعت صفحہ نمبر ۲۵)

جواب نمبرا

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
انی خاتم النبیین لا نبی بعدی۔ (رواہ احمد والطبرانی)
''میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا''۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ معنی صحابہ کرام کو تعلیم فرمائے اور صحابہ نے تابعین کرام کو علی ہذا القیاس تمام محدثین، مفسرین، ائمہ مجتہدین کل علمائے راسخین نے خاتم النبیین کے معنی صرف آخر النبیین سمجھے ہیں اور اسی پر ایمان لائے اور صاحب تحذیر الناس نے اس کے معنی کو عوام اور کم فہم لوگوں کا خیال قرار دیا ہے۔ عبارت ملاحظہ ہو۔

بعد حمد وصلوٰۃ کے قبل عرض جواب یہ گزارش ہے کہ اول معنی خاتم النبیین معلوم کرنے

چاہئیں تا کہ فہم جواب میں کچھ دقت نہ ہو سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلعم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے بعد ہے اور آپ سب سے آخری نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔ (تحذیر الناس صفحہ نمبر ۳)

اور امام ابو حنیفہ (المتوفی ۱۵۰ھ) رضی اللہ عنہ کا مشہور قول ہے کہ:

اگر میرے قول کے خلاف حدیث رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) مل جائے تو میرا قول ترک کر دو"۔

اس لئے ہم حدیث رسول کے مقابلہ میں پیر کرم شاہ صاحب کے اس قول کو ماننے کیلئے ہرگز تیار نہیں۔

جواب نمبر۲

مولوی کامل الدین رتو کالوی کی تالیف ڈھول کی آواز سے "تحذیر الناس" کی مدح تو نقل کر دی مگر پیر کرم شاہ صاحب کا اس کے بعد کا بھی بیان ملاحظہ ہو جس نے پہلے بیان کو منسوخ کر دیا ہے:

(۱)۔ مجھے افسوس ہے کہ پہلی بار تحذیر الناس کے خطرناک نتائج کی طرف توجہ مبذول نہ ہوئی

(۲)۔ تحذیر الناس کا پہلا پیرا ہی مسلمانوں کو جھنجھوڑ کر رکھ دیتا ہے۔

(۳)۔ اس عبارت سے ختم نبوت کے اجماعی مفہوم کی اہمیت ختم ہو جاتی ہے۔ تحذیر الناس کی عبارات ختم نبوت کے بارے میں تذبذب میں مبتلا کر دیتی ہیں۔

(۴)۔ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت کی شدید گرفت پر علماء دیوبند کو ان کا شکریہ ادا کرنا چاہیئے تھا مگر اتنا زور قلم مرزائیوں پر صرف نہیں کیا گیا جتنا اعلیٰ حضرت امام اہل سنت کے خلاف استعمال کیا گیا۔ (تلخیص) (ماہنامہ ضیائے حرم لاہور، اکتوبر ۱۹۸۶ء) (ماہنامہ رضائے مصطفےٰ "صلی اللہ علیہ وسلم" شمارہ نومبر ۱۹۸۶ء)

پیر محمد کرم شاہ صاحب کے ایک خطاب سے چند اقتباسات

(۱)۔ ''یوم رضا'' کے ایک موقع پر پیر محمد کرم شاہ الازہری نے خطاب کرتے ہوئے یوں ارشاد فرمایا:

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم: جس عالم ربانی اور فاضل المعی کی یاد منانے کیلئے یہ جلسہ منعقد ہو رہا ہے اس کی تاریخ ولادت ۱۰ر شوال ۱۲۷۲ھ رمطابق ۱۴ر جون ۱۸۵۶ء اور تاریخ وصال ۲۵ر صفر ۱۳۴۰ھ رمطابق ۱۹۲۱ء ہے۔

(۲)۔ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام اہل سنت مولانا احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کی ذات ستودہ صفات کو سمجھنے کیلئے آپ کیلئے آپ کے عہد کے مزاج کو سمجھنا اور ان تاریخی عوامل کا جائزہ لینا از حد اہم ہے جو اس وقت کارفرما تھے۔

(۳)۔ (آپ کے زمانہ میں) ایک ایسی تحریک (نے جنم لیا) جس نے مسلمانوں کے دل سے حضور نبی مکرم و معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی عظمت کے نقوش کو دھندلا دینے کے بعد محبت حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کے چشمہ فیاض کو گدلا کرنے کی مساعی کو دین کی خدمت سمجھ رکھا تھا۔

(۴)۔ ان حالات میں بریلی کے ایک معزز خاندان میں ایک روح ارجمند تشریف فرما ہوئی جس کے مقدر میں ان تمام داخلی اور مذہبی فتنوں سے نبرد آزما ہونا رقم تھا۔ اور پیکر حسن و جمال مصور جود و نوال منبع فضل و کمال اور مرکز عشق و محبت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملت کا رشتہ عقیدت و نیازمندی استوار کرنا تھا۔

(۵)۔ یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ آپ کے مکتبہ فکر سے وابستہ جتنے علماء و مشائخ، اساتذہ وطلباء، مدارس اور خانقاہیں تھیں سب نے بلا استثناء اپنی کوششیں پاکستان کیلئے وقف کر دیں کسی بڑی سے بڑی قربانی سے دریغ نہیں کیا۔ (انوار رضا صفحہ نمبر ۲۶۳ تا ۲۶۷ طبع لاہور ۱۳۹۷ھ)

■ صرف عقیدہ اور اس کے دلائل لکھ دینا ہی کافی نہیں

ماسٹر صاحب نے انوار اہلسنت والجماعت صفحہ نمبر ۲۷ تا ۲۹ پر نانوتوی صاحب کا ختم

زمانی کے متعلق عقیدہ اوراس کے دلائل کا ذکر کیا ہے۔

جواباً عرض ہے کہ فقط نانوتوی صاحب کا ختم زمانی کے متعلق اس کے عقائد لکھ دینا کافی نہیں جب تک کہ اس کے خلاف لکھے ہوئے غیر اسلامی عقیدہ سے توبہ نہ کریں۔ دیکھیئے مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعویٰ بھی کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے کا اقرار بھی اپنی تحریروں میں کیا ہے لیکن چونکہ وہ اپنے دعویٰ نبوت سے تائب نہیں ہوا اس لئے اس کی تحریروں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آخرالنبیین ہونے کے اقرار سے اسے کچھ فائدہ نہ ہوگا۔

■ مرزا قادیانی کا ختم نبوت کے عقیدہ کا اقرار اوراس کا انکار

دیکھیئے مرزا غلام احمد قادیانی نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آخری نبی ہونے کا اقرار بھی اپنی تحریروں میں کیا لیکن اس کے باوجود اس نے خود دعویٰ نبوت کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے کا انکار بھی کر دیا۔

آیئے مرزا غلام احمد قادیانی کی تحریریں ملاحظہ فرمایئے

(۱)۔ اس عاجز نے سنا ہے کہ اس شہر (دہلی) کے بعض اکابر علماء میری نسبت یہ الزام مشہور کرتے ہیں کہ یہ شخص نبوت کا مدعی ہے، ملائکہ کا منکر، بہشت ودوزخ کا انکاری اور ایسا ہی وجود جبرئیل اور لیلۃ القدر اور معراج نبوی سے بالکل منکر ہے۔

لہٰذا میں اظہار الحق عام وخاص اور تمام بزرگوں کی خدمت میں گزارش کرتا ہوں کہ یہ الزام سراسر افتراء ہے میں نہ نبوت کا مدعی ہوں اور نہ معجزات اور ملائکہ اور لیلۃ القدر وغیرہ سے منکر ہوں بلکہ میں ان تمام امور کا قائل ہوں جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں۔

اور جیسا کہ اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے ان سب باتوں کو مانتا ہوں جو قرآن و حدیث کی رو سے مسلم الثبوت ہیں۔ سیدنا ومولانا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔ میرا یقین ہے کہ وحیٔ رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوگئی اس میری تحریر پر بھی ہر شخص گواہ ہے اور خداوند علیم وسمیع اول الشاہدین ہیں کہ میں ان تمام عقائد کو مانتا

ہوں جن کے ماننے کے بعد ایک کافر بھی مسلمان تسلیم کیا جاتا ہے اور جن پر ایمان لانے سے ایک غیر مذہب کا آدمی بھی معاً مسلمان کہلانے لگتا ہے۔ (اعلان مورخہ ۲؍اکتوبر ۱۸۹۱ء (منقول از کتاب مجدد اعظم)

(۲)۔ مرزا غلام احمد قادیانی کی دوسری عبارت ملاحظہ ہو۔

میں سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کافر جانتا ہوں۔ (اشتہار ۲؍اکتوبر ۱۸۹۱ء (منقول از مجدد اعظم صفحہ نمبر ۲۵۰)

(۳)۔ مرزا صاحب کی تیسری عبارت ملاحظہ فرمایئے۔

جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو اس کو بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں اھ (تقریر واجب الاعلام بمقام دہلی)

(۴)۔ مرزا غلام احمد قادیانی کی چوتھی عبارت ملاحظہ فرمایئے۔

مجھے کب جائز ہے کہ نبوت کا دعویٰ کر کے اسلام سے خارج ہوں اور کافروں کی جماعت سے جاملوں اھ (حمامۃ البشریٰ صفحہ نمبر ۷۹، منقول از مجدد اعظم صفحہ نمبر ۲۸۵)

(۵)۔ مسئلہ ختم نبوت میں مرزا قادیانی کا ایک شعر۔

ہست او خیر الرسل خیر الانام

نبوت رابر و شد اختتام

(منقول از مجدد اعظم صفحہ نمبر ۴۵۹)

ان عبارات کے علاوہ بکثرت عبارات مرزا غلام احمد قادیانی کی ایسی ہیں جس میں اس نے صاف اور واضح طور پر ختم نبوت کا عقیدہ ظاہر کیا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مدعی نبوت کو کاذب اور کافر کہا ہے۔ کیا آپ ان عبارات کی بناء پر مرزا کو ختم نبوت کا قائل معتقد و مقر مان لیں گے؟ جبکہ دوسرے مقامات پر اس کا دعویٰ نبوت و ختم نبوت کا انکار موجود ہے۔ دنیا جانتی ہے کہ مرزا قادیانی نے ختم نبوت کے عقیدے سے انکار اور اپنے دعویٰ نبوت سے توبہ نہیں کی۔

لہٰذا اس کی یہ تمام عبارات ناقابل قبول ہیں جن میں وہ ختم نبوت کا اقرار اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مدعی نبوت کو کاذب و کافر قرار دیتا ہے۔

بنابریں آپ نانوتوی صاحب کی لکھوں عبارتیں بھی ایسی دکھائیں جس میں ختم زمانی کو اپنا عقیدہ قرار دیتے ہیں سب نا قابل قبول ہیں جب تک کہ آپ ان کی عبارت سے توبہ ثابت نہ کریں جن میں انہوں نے ختم زمانی کا انکار کیا ہے جس کی تفصیل گزشتہ صفحات میں ہم نے کردی ہے۔ (مقالات کاظمی حصہ ۳ تلخیص)

رہا آپ کا یہ کہنا کہ لفظ خاتم ذاتی اور زمانی اعتبار سے مطلق بولا جاتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ زیر بحث آیت کریمہ ''خاتم النبیین'' میں لفظ خاتم فقط اور فقط آخری النبیین کے معنی میں استعمال ہوا ہے اس کے علاوہ اس جگہ کسی دوسرے معنی کو بھی لینا اور پہلے معنی تاخر زمانی کو عوام کا خیال بتانا جو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین اور جمہور علماء امت سے ثابت ہے سراسر غیر اسلامی عقیدہ ہے

قاضی عیاض اندلسی مالکی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں: اس لئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا اور اللہ کی طرف سے خبر دی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں اور اسی پر امت کا اجماع ہے۔ کہ یہ کلام بالکل اپنے ظاہری معنوں پر محمول ہے اور جو اس کا مفہوم ظاہری الفاظ میں سمجھ میں آتا ہے وہی بغیر کسی تاویل یا تخصیص کے مراد ہے پس ان لوگوں کے کفر میں کسی کو شبہ نہیں جو اس کا انکار کریں اور یہ قطعی اور اجماعی عقیدہ ہے۔ (شفاء جلد نمبر ۲)

آپ کی شانِ ختم مرتبی کیلئے قرآن کریم کی بے شمار آیات اور احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہیں۔

تحذیر الناس میں نانوتوی صاحب کی ایک شدید غلطی

جس نے مسلمانوں کے ایک طبقہ کو کافر بنا دیا

نانوتوی صاحب لکھتے ہیں: گو الفاظ مذکور بسند تواتر منقول نہ ہوں سو یہ عدم تواتر الفاظ باوجود تواتر معنوی یہاں ایسا ہی ہوگا:

جیسا تواتر اعداد رکعات فرائض و وتر وغیرہ باوجو دیکہ الفاظ احادیث مشعر تعداد رکعات متواتر نہیں۔ جیسا اس کا (یعنی تعداد رکعات کا) منکر کافر ہے ایسا ہی اس کا (ختم نبوت کا) منکر بھی کافر ہوگا۔ (تحذیر الناس صفحہ نمبر ۱۲، ۱۳)۔ (انوار اہلسنت والجماعت صفحہ نمبر ۲۸)

جواب

نانوتوی صاحب کے نزدیک رکعات وتر بھی متواتر ہیں

نانوتوی صاحب نے اس عبارت میں اعداد رکعات فرائض کے تواتر میں وتر کو بھی شامل کرلیا ہے جیسا کہ خط کشیدہ عبارت سے واضح ہے۔ ہر مسلمان جانتا ہے کہ اعداد رکعات فرائض کا منکر اسی لئے کافر ہے کہ یہ اعداد تواتر سے ثابت ہیں اور تواتر شرعی کا منکر کافر ہوتا ہے جب نانوتوی صاحب نے اس تواتر میں وتر کو بھی شامل کرلیا ہے تو نانوتوی صاحب کے نزدیک وتر کی تعداد رکعات کا منکر بھی کافر قرار پائے گا اور کافر بھی ایسا جیسا کہ ختم نبوت کا منکر کافر ہوتا ہے۔ لیکن ہر مسلمان جانتا ہے کہ فرائض کی طرح وتر تواتر میں شامل نہیں۔ آج تک فرضوں کی رکعتوں میں اختلاف نہیں پایا گیا، کسی مسلمان نے یہ نہیں کہا کہ مثلاً ظہر کے تین فرض جائز ہیں یا مغرب کے فرضوں کی دو رکعتیں پڑھ لی جائیں تو نماز ہو جائے گی بخلاف وتر کے سلف الصالحین سے لے کر آج تک وتر کی رکعتوں میں اختلاف چلا آرہا ہے۔ [1] دیکھیئے بخاری شریف میں ہے: قال القاسم ورائینا اناسا منذ ادرکنا یوترون بثلاث وان کلا لواسع وارجوان لایکون بشئ منہ باس انتہی۔ (رواہ البخاری)

تعداد رکعات وتر میں اختلاف ہے

یعنی سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پوتے حضرت قاسم بن محمد رضی اللہ عنہما فرماتے

---

[1] حضرت ابی ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وتر حق ہے ہر مسلمان پر پس جو شخص وتر پانچ رکعت پڑھنا چاہے۔ پس چاہیئے کہ پڑھے (پانچ رکعت) اور جو کوئی وتر تین رکعت پڑھنا چاہے پس چاہیئے کہ پڑھے (تین رکعت) اور جو کوئی وتر ایک رکعت پڑھنا چاہے پس چاہیئے کہ پڑھے ایک رکعت۔ (ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ)

ہیں ہم نے جب سے لوگوں کو پایا انہیں تین رکعات وتر پڑھتے دیکھا اور گنجائش سب میں ہے۔ مجھے امید ہے کہ کسی شئے میں کچھ مضائقہ نہ ہو۔ (بخاری جلد اوّل صفحہ نمبر ۴۰۵، عربی اردو)

حافظ ابن حجر عسقلانی فتح الباری میں اس کے تحت فرماتے ہیں یعنی علامہ کرمانی نے فرمایا کہ حضرت قاسم بن محمد کے قول ''ان کلا'' کے معنی یہ ہیں کہ وتر ایک رکعت تین رکعت اور پانچ رکعت اور سات وغیرہ سب جائز ہیں۔ (فتح الباری صفحہ نمبر ۳۸۹ جلد نمبر ۲)

یہ مسئلہ امت مسلمہ کے نزدیک قطعی اجماعی ہے۔ وتر کی رکعات کی تعداد تواتر سے ثابت نہیں لہٰذا اس کا منکر کافر نہ ہوگا۔ مگر نانوتوی صاحب نے دونوں کو تواتر میں شامل کر کے تعداد رکعات وتر کے منکر کو بھی کافر قرار دے دیا۔ بنابریں نانوتوی صاحب کے نزدیک معاذ اللہ، وہ تمام اسلاف کرام اور ائمہ دین کافر قرار پائیں گے جنہوں نے تعداد رکعات میں اختلاف کیا ہے اگر آپ نانوتوی صاحب کے خلاف امت مسلمہ کے مسلک کو حق سمجھتے ہیں تو ان پر اجماع قطعی کے انکار کا حکم لگانا پڑے گا اور ساتھ ہی یہ تسلیم کرنا ہوگا کہ ان کی عبارت منقولہ بالا کے مفہوم میں صریح تضاد ہے کہ اعداد رکعات فرائض کے منکر کی طرح ختم نبوت کا منکر کافر ہے اور اعداد رکعات وتر کے منکر کی طرح وہ کافر نہیں متضاد عبارت کسی دعویٰ کی دلیل نہیں بن سکتی۔ لہٰذا تحذیر الناس کی اس عبارت سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ منکر ختم نبوت ان کے نزدیک کافر ہے۔ (مقالات کاظمی صفحہ نمبر ۴۸۸ جلد نمبر ۳)

اعتراض

ماسٹر ضیاء الرحمٰن درج ذیل سرخی کے تحت لکھتے ہیں:

''مرکز فیضان مدینہ کی علمی بددیانتی''

مرکز فیضان مدینہ کراچی نے تمہید الایمان مع حسام الحرمین کو شائع کیا ہے اور تحریف پسندی کا ثبوت دیا ہے.......... مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی علیہ الرحمۃ کی عبارت میں لفظی تحریف کی ہے۔ پبلشر صاحب نے حضرت نانوتوی نور اللہ مرقدہ کی عبارت کے ایک معنی خیز لفظ (بدیں معنی کو بے ایمانی) بنا کر تحریر کیا ہے جو ان کی علمی بددیانتی کی واضح دلیل ہے۔ ...

اہلسنت والجماعت صفحہ نمبر ۳۰)

اس کے بعد ماسٹر صاحب نے اس پر اپنا جاہلانہ تبصرہ کیا ہے اور اس معاملے میں اپنے صنم اکبر حضرت نانڈوی کو بھی پیچھے چھوڑ گئے۔ الزام تراشی، بد خلقی، طعن و تشنیع اور دروغگوئی سے خوب کام لیا ہے۔

جواب

کاتب کی کوتاہی سے کسی لفظ کا غلط لکھا جانا ایک امر واقعہ ہے جس کو بد دیانتی پر محمول کرنا اپنی جہالت کا ثبوت دینا ہے۔

دیکھیے مولانا عبدالحلیم چشتی فاضل دارالعلوم دیوبند نے حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''عجالہ نافعہ'' کی شرح درج ذیل نام سے لکھی ہے۔

''فوائد جامعہ بر عجالہ نافعہ''

جو کہ نور محمد، کارخانہ تجارت کتب آرام باغ کراچی سے ۱۳۸۳ھ/۱۹۶۴ء میں شائع ہوئی تھی۔ جس کے صفحہ نمبر ۵۴۴ کے بعد ۳۲ صفحات کا صحت نامہ لگا ہوا ہے۔

اگر تمہید الایمان مع حسام الحرمین میں کاتب کی غلطی سے ایک لفظ غلط لکھا گیا ہے تو آپ نے آسمان سر پر اٹھا لیا ہے اور اس کو بد دیانتی پر محمول کر رہے ہیں۔ تو ان ۳۲ صفحات کی اغلاط کو آپ کیا کہیں گے، انصاف کا تقاضا ہے کہ ذرا اپنی توپ کا رخ دارالعلوم دیوبند کی طرف موڑ کر ایسا ہی تبصرہ کریں جیسا کہ آپ نے کاتب کی ایک غلطی کی وجہ سے کیا ہے۔ چند ایک اغلاط ملاحظہ ہوں۔

فوائد جامعہ بر عجالہ نافعہ		غلط	صحیح
صفحہ نمبر ۴۲	سطر نمبر ۱۳	ابوسامال	ابوساسان
صفحہ نمبر ۴۲	سطر نمبر ۱۳	جومزیر کوفی	جوضریر کوفی
صفحہ نمبر ۵۴	سطر نمبر ۲۳	عزیز الدین	عز الدین
صفحہ نمبر ۶۴	سطر نمبر ۴	فان اللہ	فان للہ

صفحہ نمبر ۱۰۹	سطر نمبر ۲۴	ابن عیینہ	ابن عیینہ
صفحہ نمبر ۱۱۲	سطر نمبر ۷	لیلن عیش	لیکن عیش
صفحہ نمبر ۱۳۹	سطر نمبر ۱۸	سہل بن موسیٰ	موسیٰ بن سہل
صفحہ نمبر ۱۵۱	سطر نمبر ۱۸	مظہر الجائب	مظہر العجائب
صفحہ نمبر ۱۵۹	سطر نمبر ۷	اکسی طرح	اسی طرح
صفحہ نمبر ۱۶۴	سطر نمبر ۱۷	قوالی	توالی
صفحہ نمبر ۱۷۰	سطر نمبر ۶	العقار	العقارب
صفحہ نمبر ۱۹۴	سطر نمبر ۱۳	نجح	نجح
صفحہ نمبر ۱۹۵	سطر نمبر ۲۱	خطابی محقق	خطابی متقن
صفحہ نمبر ۱۹۶	سطر نمبر ۱۳	شعر	شعراً
صفحہ نمبر ۱۹۹	سطر نمبر ۱۷	معنا علیہ	معانا علیہ

- ماسٹر صاحب ذرا اپنے رسالہ کشف حقیقت کا صفحہ نمبر ۳ ملاحظہ فرمائیں اور اپنی چارپائی کے نیچے بھی جھانکیں۔

مولانا خرم علی بہلوی جبکہ خط کشیدہ الفاظ بلہوری ہے۔

- تبلیغی نصاب کی ایک عبارت میں تحریف

(۱)۔ لیکن نماز کا معظم حصہ ذکر ہے قرأت قرآن ہے یہ چیزیں اگر غفلت کی حالت میں ہوں تو مناجات یا کلام نہیں ہیں ایسی ہی ہیں جیسے بخار حالت میں ہذیان اور بکواس ہوتی ہے کہ جو چیز دل میں ہوتی ہے وہ زبان پر ایسے اوقات میں جاری ہوجاتی ہے۔ الخ (فضائل اعمال صفحہ نمبر ۹۵ ناشر جہانگیر بک ڈپو لاہور از مولوی محمد زکریا سہارنپوری)

تحریف شدہ عبارت

لیکن نماز کا معظم حصہ ذکر ہے، قرأت قرآن ہے یہ چیزیں اگر غفلت کی حالت میں ہوں تو مناجات یا کلام نہیں ہیں ایسی ہی ہیں جیسے کہ بخار کی حالت میں ہذیان ہوتی ہے کہ جو

چیزوں میں ہوتی وہ زبان پر ایسے اوقات میں جاری ہو جاتی ہے۔الخ (فضائل اعمال صفحہ نمبر ۳۸۳ زمزم پبلشرز کراچی مارچ ۲۰۰۱ء)

دیکھیئے! کس چالاکی سے لفظ ہذیان کے آگے سے ''اور بکواس'' اڑا دیا۔ ماسٹر جی کیا یہ بددیانتی نہیں؟

نانوتوی صاحب کے عقیدہ ختم نبوت کی حقیقت

مولوی قاسم نانوتوی لکھتے ہیں:

ومیدانی کہ بعد ارتفاع کلام ربانی ازیں جہانِ فانی آمدن قیامت تقدیر یافتہ ورنہ بشرط بقائے عالم آں وقت اگر نبی دیگری آید مضائقہ نبود، اھ (قاسم العلوم) (مکتوبات نانوتوی صاحب ،مکتوب اوّل بنام مولوی محمد فاضل صفحہ نمبر ۵۶)

جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اس جہانِ فانی سے کلام ربانی (قرآن مجید کے اٹھ جانے کے بعد قیامت کا آنا مقدر ہو چکا ہے ورنہ بشرط بقائے عالم اس وقت اگر دوسرا نبی آجائے تو مضائقہ نہ ہوگا یعنی قرآن مجید کے اٹھ جانے کے بعد کچھ عرصہ قیامت نہ آئے اور عالم باقی رہے تو اس وقت دوسرے نبی کے آنے میں کوئی حرج نہیں۔

قارئین کرام! اس عبارت میں نانوتوی صاحب نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مطلقاً آخری نبی ہونے کا انکار کیا ہے اور قرآن مجید کے اس فانی جہان سے اٹھ جانے تک حضور کو خاتم النبیین مانا ہے اور صاف کہا ہے کہ قرآن پاک اٹھ جانے کے بعد قیامت کا آنا مقدر ہو چکا ہے ورنہ قرآن مجید اٹھ جانے کے بعد قیامت سے پہلے اگر عالم باقی رہے تو دوسرے نبی کے آنے میں مضائقہ نہیں۔ اگر نانوتوی صاحب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علی الاطلاق خاتم النبیین مانتے تو یوں کہتے کہ قرآن مجید اٹھ جانے کے بعد اگر عالم باقی رہا تو پھر بھی کوئی دوسرا نبی نہیں آسکتا۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم علی الاطلاق خاتم النبیین ہیں

اس کے بعد ہم بتانا چاہتے ہیں کہ اس جہان فانی سے قرآن مجید اٹھ جانے کے بعد بھی قیامت سے پہلے عالم باقی رہے گا اور بقائے عالم کی شرط پائی جائے گی جس کے ساتھ نانوتوی

صاحب کسی دوسرے نبی کے آنے کو مشروط قرار دے رہے ہیں۔ دیکھیئے تھانوی صاحب بہشتی زیور میں لکھتے ہیں:

جب سب مسلمان مرجائیں گے اس وقت کافر حبشیوں کا ساری دنیا میں عمل دخل ہو جائے گا اور قرآن کریم دلوں اور کاغذوں سے اٹھ جائے گا اور خدا کا خوف اور خلقت کی شرم سب اٹھ جائے گی اور کوئی اللہ اللہ کہنے والا نہ رہے گا اس وقت ملک شام میں بڑی ارزانی ہوگی لوگ اونٹوں پر اور سواریوں پر، پیدل ادھر جھک پڑیں گے اور جورہ جائیں گے ایک آگ پیدا ہوگی اور سب کو ہانکتی ہوئی شام میں پہنچادے گی اور حکمت اس میں یہ ہے کہ قیامت کے روز سب مخلوق اس ملک میں جمع ہوگی پھر وہ آگ غائب ہو جائے گی اور اس وقت دنیا کو بھی ترقی ہوگی تین چار سال اسی حال سے گزریں گے کہ دفعۃً جمعہ کے دن محرم کی دسویں تاریخ کے وقت سب لوگ اپنے اپنے کام میں لگے ہوں گے کہ صور پھونک دیا جائے گا انتہی (مقبول بہشتی زیور حصہ ہفتم) اس عبارت سے ثابت ہوا کہ قرآن مجید اٹھ جانے کے بعد کئی واقعات رونما ہوں گے اس وقت دنیا کو بڑی ترقی ہوگی تین چار سال اسی حال میں گزریں گے پھر قیامت آئے گی۔

قرآن مجید کے اٹھ جانے کے بعد قیامت سے پہلے کم از کم تین چار سال تک بقائے عالم کی تصریح تھانوی صاحب کے اس کلام میں موجود ہے۔ اب دیکھیئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دوسرے نبی کی شرط (بقاء عالم) جو نانوتوی صاحب نے لگائی وہ پائی گئی۔ نتیجہ واضح ہے کہ اس تین چار سال کے عرصہ میں اگر کوئی دوسرا نبی آجائے تو نانوتوی صاحب کے نزدیک کوئی مضائقہ نہیں۔ اب کہاں گیا وہ عقیدہ تاخر زمانی اور ختم نبوت؟ (مقالات کاظمی حصہ ۳)

تحذیر الناس پر تصدیقات کا جواب

- ماسٹر صاحب درج ذیل عنوان کے تحت لکھتے ہیں:

''تحذیر الناس پر تصدیقات''

جس کا خلاصہ یہ ہے کہ تحذیر الناس (مطبوعہ دار الاشاعت کراچی) کے صفحہ نمبر ۵۰ پر لئے چلتے ہیں جو حضرت نانوتوی نور اللہ مرقدہٗ کے فتویٰ مبارک کے جواب کے درست اور حق

ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ صفحہ مذکورہ پر جواب از لکھنؤ تحریر ہے اور اس کے صفحہ نمبر ۵۲ پر مولانا عبدالحیٔ لکھنوی نور اللہ مرقدہٗ ابوالحسنات محمد مہدی نور اللہ مرقدہٗ اور ابوالحیاء محمد نعیم نور اللہ مرقدہٗ کی تصدیقات موجود ہیں۔ اس کے علاوہ علماء دیوبند، سہارنپور، الہ آباد، گنگوہ اور سورت نے اتفاق کیا ہے۔ (انوار اہلسنت والجماعت صفحہ نمبر ۳۱)

جواب نمبر ا

دیوبندیوں کے حکیم الامت تھانوی صاحب لکھتے ہیں:

''جس وقت سے مولانا (قاسم نانوتوی) نے تحذیر الناس لکھی کسی (عالم) نے ہندوستان بھر میں مولانا (قاسم نانوتوی) کے ساتھ موافقت نہیں کی بجز مولانا عبدالحیٔ صاحب کے''[1]۔ (الافاضات الیومیہ جلد ۵ صفحہ نمبر ۲۹۶ طبع ملتان)

ممکن ہے کہ تقریظ لکھتے وقت ان کی توجہ تحذیر الناس کی غیر اسلامی عبارات کی طرف نہ گئی ہو اور مشہور قاعدہ ہے اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال۔

(نوٹ): مولوی محمد مہدی اور مولوی محمد نعیم صاحبان کی تقاریظ کا بھی یہی جواب ہے۔

علاوہ ازیں علمائے دیوبند، سہارنپور، گنگوہ، الہ آباد، آگرہ اور سورت کے جن علماء نے تحذیر الناس سے اتفاق کیا ہے ان کا تعلق دیوبندی عقائد ونظریات سے ہے جو ہمارے لئے حجت نہیں اور ان کے نام بھی کافی دیر کے بعد لکھے گئے ہیں۔ اور اس وقت کے علماء میں سے بقول تھانوی صاحب صرف عبدالحیٔ صاحب نے موافقت کی تھی۔ (یعنی باقی تمام اکابر علماء اس کے خلاف تھے)۔

---

[1] تھانوی جی لکھتے ہیں تحذیر الناس کی اشاعت پر مولانا پر کفر کا فتویٰ دیا گیا مولانا نے سن کر پڑھا کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لو بھائی اب تو مسلمان ہوں (الافاضات الیومیہ صفحہ نمبر ۲۳۸ جلد ۸ طبع ملتان) ثابت ہوا نانوتوی جی کے نزدیک تحذیر الناس کی عبارات کفریہ تھیں ورنہ کلمہ پڑھنے کے بعد یوں نہ کہتے لو بھائی اب تو مسلمان ہوں۔ اب اگر کوئی دیوبندی یہ کہے کہ نانوتوی جی تو مسلمان ہو گئے تھے تم انہیں کافر کہتے ہو تو اس کا جواب صفحہ نمبر ۱۴۴ پر لکھا گیا ہے وہاں ملاحظہ فرمائیں۔ (ابوالجلیل فیضی غفرلہ)

جواب نمبر۲

مولانا احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ پر یہ سراسر الزام ہے کہ انہوں نے تحذیر الناس کا ردلکھ کر مسلمانوں میں انتشار پھیلایا ہے۔

جس زمانے میں تحذیر الناس لکھی گئی اور مسلمانوں کے اجتماعی مسئلہ ختم نبوت پر بمباری کی، جھوٹی نبوت کیلئے راہ ہموار کی، جن علمائے کرام نے اس دور میں تحذیر الناس کا رد فرمایا اس کا تذکرہ پروفیسر ایوب قادری نے اپنی کتاب ''محمد احسن نانوتوی'' میں فرمایا ہے۔ اس کتاب کا تعارف مفتی محمد شفیع دیوبندی مہتمم دارالعلوم کراچی نے تحریر کیا ہے جو کہ اس کتاب کے معتبر اور مستند ہونے کی سند ہے۔ اختصار کے طور پر بعض کا ذکر کیا جاتا ہے۔

(۱)۔ قول الفصیح: مولانا فصیح الدین بدایونی کی کتاب ہے جو تحذیر الناس کے رد میں لکھی گئی۔ مطبع ماہتاب چند میرٹھ میں چھپی۔

(۲)۔ ابطال اغلاط قاسمیہ: مولانا عبید اللہ امام جامع مسجد بمبئی کے ایما پر مولانا عبد الغفار نے تحریر فرمائی۔

(۳)۔ مناظرہ دہلی: تحذیر الناس کے مضامین پر مولوی قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دارالعلوم دیوبند اور مولانا شاہ محمد پنجابی (المتوفی ۱۳۰۵ھ) کے درمیان دہلی میں مناظرہ ہوا اور دونوں کے اقوال پر استفتاء مرتب کر کے محب رسول مولانا الشاہ عبد القادر بدایونی، مولانا محب احمد بدایونی، مولانا فصیح الدین، مولانا عبید اللہ امام مسجد بمبئی جیسے جلیل القدر اکابر علماء کرام کے تصدیقی دستخطوں سے شائع ہوئی۔

(۴)۔ کشف الالتباس فی اثر ابن عباس: تحذیر الناس کے رد میں ہے۔

(۵)۔ قسطاس فی موازنۃ اثر ابن عباس: تفصیل کیلئے دیکھیے (محمد احسن نانوتوی از پروفیسر ایوب قادری) ص ۹۲ تا ۹۴ (تلخیص) طبع کراچی ۱۹۶۶ء

حاصل کلام یہ ہے کہ امام احمد رضا بریلوی سے قبل بہت سے جلیل القدر اکابر علماء نے تحذیر الناس کا رد کیا، مناظرے کیے، کتابیں شائع کیں۔

یہ تھی وہ کتاب تحذیر الناس جس نے تقویۃ الایمان کی طرح مسلمانوں میں افتراق و انتشار پیدا کیا اور مرزائیت کیلیے راہ ہموار کی۔

مولوی کامل الدین کی تصنیف ڈھول کی آواز پر

تصدیقات کی حقیقت حال

(انوار اہلسنت والجماعت صفحہ نمبر ۳۲)

"مولوی کامل الدین رتو کالوی دیوبندی نے نہایت چالاکی اور جعلسازی سے تحذیر الناس کی عبارات کے متعلق ایک فرضی استفسار تحریر کیا۔ اس لئے ماسٹر صاحب نے مولوی کامل الدین رتو کالوی کا وہ استفسار تحریر نہیں کیا تا کہ کہیں میری بے ایمانی کا راز فاش نہ ہو جائے۔ استفسار جو کہ عدم تکفیر پر منحصر تھا اس کو لے کر خواجہ قمر الدین سیالوی علیہ الرحمۃ اور دوسرے علماء و مشائخ کے پاس گئے انہوں نے قرطاس پر لکھی ہوئی عبارت کے مطابق عدم تکفیر کا فتویٰ دے دیا۔ جب شیخ الاسلام حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی علیہ الرحمۃ کو اصل کتاب دکھائی گئی تو انہوں نے ''تحذیر الناس'' کے متعلق درج ذیل فتویٰ دیا۔

شیخ الاسلام خوجہ محمد قمر الدین سیالوی علیہ الرحمۃ کا فتویٰ

اس فقیر نے ضروری خیال کیا اس صورت واقعیہ اور اس فرضی استفسار میں فرق کی بنا پر

1. نانوتوی جی ایک بار ریاست رامپور تشریف لے گئے اپنے کو ایک ملازم کی حیثیت سے ظاہر کیا اس لئے کہ خفیہ پہنچیں جب رامپور پہنچے تو حضرت نے اپنا نام خورشید حسن بتایا اور لکھا دیا اور ایک نہایت ہی غیر معروف سرائے میں مقیم ہوئے اس میں بھی ایک کمرہ چھت پر لیا یہ وہ زمانہ تھا کہ تحذیر الناس کے خلاف اہل بدعات میں ایک شور برپا تھا مولانا کی تکفیر تک ہو رہی تھی حضرت کی غرض اس اخفاء سے یہی تھی کہ میرے علانیہ پہنچنے سے اس بارہ میں جھگڑے اور بحثیں نہ کھڑی ہو جائیں۔ (ارواح ثلاثہ صفحہ نمبر ۲۶۱) ماسٹر جی پورا ملک اہل بدعات کا تھا یا تحذیر الناس کے کفری مضمون کے خلاف کچھ کہنا دیوبندی مذہب میں بدعت ہے؟ تف ہے ایسی ذہنیت پر (ابوالجلیل فیضی غفرلہ)

رسالہ مذکورہ (تحذیر الناس) کی عبارت کے بارے میں اپنی ناقص رائے ظاہر کرے۔

(۱)۔ تحذیر الناس میں کہیں بھی خاتم النبیین کا معنی خاتم الانبیاء لا نبی بعدی صلی اللہ علیہ وسلم نہیں لیا گیا تا کہ درمیانی مانعۃ الجمع کی تاویل کی جا سکے بلکہ آخر الانبیاء کے معنی کو غیر صحیح ثابت کرنے کے الفاظ لائے بھی ہیں لہذا احادیث صحیح سے انکار اور اجماع صحابہ سے فرار اور باقی امت کے متفق عقیدہ و اجماع سے تضاد قطعی طور پر ثابت ہے۔

(۲)۔ مصنف رسالہ کے ذہن میں کلام ماقبل لکن و بعد لکن میں تناسب کی نفی بیٹھ گئی۔ اگر اپنے کیے ہوئے معنی پر نظر ڈالتا تو اس صورت میں بھی اس کو یونہی نظر آتا تھا یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن وہ اللہ کے رسول ہیں اور تمام انبیاء کو فیض رساں ہیں اب بتایئے کہ اس مستدرک منہ اور مستدرک میں لکن نے کیا کیا اور کیا مناسبت اس استدلال کی وجہ سے پیدا ہوئی۔

(۳)۔ اور معنی کے اعتبار سے بھی حرف لکن ثابت نہ ہو تو کیا ہوا واؤ عاطفہ یہ کام نہ کر سکتی تھی؟ استدراک کی ترکیب کیوں استعمال فرمائی گئی۔ اس نادان کو سمجھ ہوتی تو معنی لا نبی بعدی صلی اللہ علیہ وسلم کرنے سے مدح بالذات کیلئے اظہر من الشمس اور ابین من الامس وجود ہے احادیث صحیحہ کے انکار کی ضرورت پیش نہ آتی۔ شاذ عن الجماعۃ بھی نہ کرنا پڑتا۔ غور فرمایئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن تم مت یہ خیال کرو کہ باپ کی شفقت و رافت و رحمت سے تم محروم ہو کیونکہ وہ رحمۃ للعالمین کافۃ الناس کیلئے قیامت تک آخری رسول ہیں جن کی شفقت و رحمت باپ سے ہزاروں درجہ زیادہ ہے۔ جو ہمیشہ کیلئے تمہیں نصیب رہے گی۔ وہ تو عزیز علیہ ماعنتم حریص علیکم بالمؤمنین رؤف رحیم کا رتبہ رکھنے والے رسول ہیں۔ اب بتایئے موصوف بالذات و مقام مدح والا اشکال حل ہوا یا نہ؟ اور مستدرک منہ مستدرک کے مابین مناسبت سمجھ میں آئی یا نہ؟ اور مصنف کے دماغ سے حشو زوائد خارج ہوا یا نہ؟ مصنف ان چند علمی مصطلحات کا ذکر وہ بھی بالکل بے محل اور بے رابطہ کرتے ہوئے انہیں عامیانہ نظر و فکر پر پردہ ڈال سکا اور التزاماً منکر احادیث و

نصوص متواترہ قطعیہ ثابت ہونے کے علاوہ شاذ عن الجماعۃ وفارق اجماع ثابت ہوا۔ لہٰذا فقیر کا فتویٰ عدم تکفیر اس فرضی زید کے متعلق ہے نہ کہ مصنف تحذیر الناس کیلئے۔

والحق ماقد قیل فی حقہ من قبل العلماء الاسلام

فقیر محمد قمر الدین السیالوی

سجادہ نشین آستانہ عالیہ سیال شریف

(دعوت فکر صفحہ نمبر ۱۱۱،۱۱۰ طبع لاہور)

دیگر مشائخ کرام سے بھی خواجہ محمد قمر الدین سیالوی علیہ الرحمۃ کی مثل دھوکہ دے کر فرضی استفسار بنا کر عدم تکفیر کا فتویٰ لیا گیا جیسا کہ خواجہ قمر الدین سیالوی علیہ الرحم کے فتویٰ کی تحریر سے عیاں ہے ماسٹر جی! ذرا خواجہ صاحب کی اس عبارت کو بار بار پڑھیں اور مولوی کامل الدین رتو کالوی کی چالاکی اور دروغگوئی کا ماتم کریں۔ لہٰذا فقیر کا فتویٰ عدم تکفیر اس فرضی زید کے متعلق ہے نہ کہ مصنف تحذیر الناس کیلئے۔

گولڑہ شریف کے مفتی صاحب کا فتویٰ

۲۰ رصفر المظفر ۱۳۷۱ھ میں محمد دین ساکن اچھرہ لاہور نے دیوبندیوں کی کفریہ عبارات کے متعلق ایک سوال تحریر کیا اور علماء کرام اور مشائخ عظام کی خدمت میں پیش کیا تو مندرجہ ذیل علماء و مشائخ کرام نے جواب دیا۔

(سوال میں تحریر) واقعی یہ عقائد وہابیہ دیوبندیہ کے ہیں اور نماز اس قسم کے اشخاص کے پیچھے باطل محض ہے ان کو قصداً امام بنانا سخت کبیرہ اشد حرام ہے اور جو نماز ان کے پیچھے پڑھی جائے گی اسکا اعادہ فرض ہے انکے ساتھ سلام و کلام میل جول نشست و برخاست سب ناجائز و حرام ہے

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر ابوالبرکات سید احمد غفرلہ ناظم و مفتی

دار العلوم مرکزی انجمن حزب الاحناف لاہور

مہر دار الافتاء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہ وعلیٰ آلہ واصحابہ ومن تبعھم باحسان الیٰ یوم الدین - اما بعد ! کچھ عرصہ ہوا فقیر کے پاس ایک استفتاء پہنچا کہ زید یہ کہتا ہے کہ خاتم النبیین کے معنی صرف آخری نبی اگر نہ بھی لیا جائے بلکہ یہ معنی بھی کر لیا جائے کہ تمام انبیاء کرام حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کے انوار و فیوض سے مقتبس ہیں تو نہایت مناسب ہوگا کیا زید پر فتویٰ کفر لگایا جا سکتا ہے یا نہ ؟ جواب میں لکھا کہ اس قول پر زید کو کافر نہ کہا جائیگا بعد میں سنا گیا کہ بعض علماء اہل سنت نے فقیر کے اس فتویٰ کو اس وجہ سے ناپسند کیا ہے کہ مولوی قاسم نانوتوی کے رسالہ تحذیر الناس کی اس نوعیت کی عبارت پر علمائے اہل سنت نے کفر کا فتویٰ دیا ہے - چنانچہ رسالہ مذکورہ کا مطالعہ کیا تو تحذیر الناس کی عبارت اور اس استفتاء کی عبارت میں فرق بعید ثابت ہوا۔ کہ رسالہ مذکورہ کی تصدیق مندرجہ ذیل تصریحات پر مبنی ہے -

(۱) خاتم النبیین کا معنی لا نبی بعدہ صلے اللہ علیہ وسلم نہ لینے پر مُصر ہے - حالانکہ یہ معنی احادیث صحاح سے ثابت ہے - اس پر اجماع صحابہ ہے ومن بعدہم الی یومنا ھذا متواتر متوارث یہی معنی کیا جا رہا ہے -

(۲) رسالہ مذکورہ میں واضح طور پر لکھا ہے کہ خاتم النبیین کا معنی آخر الانبیاء کرنے سے کلام ما قبل لکن وما بعد لکن یعنی مستدرک منہ ومستدرک کے مابین کوئی تناسب نہیں رہتا -

(۳) رسالہ میں موجود ہے کہ یہ معنی کرنے سے کلام الٰہی میں حشو و زوائد کا قول کرنا پڑے گا یعنی لکن زائد حرف ماننا پڑے گا

(۴) کہتا ہے کہ یہ مقام مدح ہے اور آخر الانبیاء ماننے سے مدح ثابت نہیں ہوتی کہ عام انسانوں کے عام حالات ذکر کئے ہیں اور یہ معنی لینے میں کوئی فرق نہیں کہ غیرہ ذکر من النّاصِیَۃِ الفَضِیْلَۃِ الحُبُوْرِیْ اس فقیر نے ضروری خیال کیا کہ اس صورت واقعیہ اور اس فرضی استفتاء میں فرق کی بنا پر رسالہ مذکورہ کی عبارت کے بارے میں اپنی ناقص رائے ظاہر کرے -

(۱) تحذیر الناس میں کہیں بھی خاتم النبیین کا معنی خاتم الانبیاء لا نبی بعدہ صلے اللہ علیہ وسلم نہیں لیا گیا تاکہ دو معانی ما نعۃ الجمع کی تاویل کی جا سکے - بلکہ آخر الانبیاء کے معنی کو غیر صحیح ثابت کرنے کے الفاظ لائے گئے ہیں لہٰذا احادیث صحیحہ سے انکار اور اجماع صحابہ سے فرار اور باقی امت کے متفق عقیدہ و اجماع سے لفظاً و قطعی طور پر ثابت ہے

(۲) مصنف رسالہ کے ذہن میں کلام ما قبل لکنّ و ما بعد لکن میں تناسب کی نفی بیٹھ گئی ہے اگر اپنے کئے ہوئے معنی پر نظر ڈالتے تو اس صورت میں بھی اس کو یہی نظر آتا کہ۔ یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں لیکن وہ اللہ تعالیٰ کے رسول سید و سردار تمام انبیاء کو فیض رساں ہیں۔ اب بتائیے کہ اس مستدرک منہ اور مستدرک میں فرق کونسا کیا گیا۔ اور کیا مناسبت اس استدراک کی وجہ سے پیدا ہوئی ؟

(۳) اور معنی کے اعتبار سے بطور حرف لکن زائد ثابت نہ ہو تو کیا ہوا۔ واو عاطفہ یہ کام نہ کرسکتی تھی ؟ استدراک کی ترکیب کیوں استعمال فرمائی گئی ؟ اس کو ذکر نادر کو سمجھ ہوتی تو معنی لا نبی بعدی صلے اللہ علیہ وسلم کرنے سے مدح بالذات کھلا اظہر من الشمس اور ابین من الامس موجود ہے۔ اس موصوف بھی منزلت پیش نہ آتی۔ شذوذ عن الجماعۃ بھی ذکر کرنا پڑا تا۔ احادیث صحیحہ کے انکار کا خود فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ ۝
یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تم جیسے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن تم یہ خیال کرو کہ باپ کی سی شفقت و رأفت و رحمت سے تم محروم ہو کیونکہ وہ رحمۃ للعالمین کافۃ للناس کیلئے قیامت تک آخری رسول ہیں جن کی شفقت و رحمت باپ سے ہزاروں درجہ زیادہ ہے جو ہمیشہ کیلئے تمہیں نصیب رہے گی وہ تو عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ کا رتبہ رکھنے والے رسول ہیں۔ اب بتائیے موصوف بالذات و مقام مدح والا اشکال حل ہوا یا نہ ؟ اور مستدرک منہ مستدرک کے مابین مناسبت سمجھ میں آئی یا نہ ؟ اور مصنف کے دماغ سے حشو و زوائد خارج ہوا یا نہ ؟ مصنف تحذیر الناس ان چند علمی مصطلحات کا ذکر کرکے بھی بالکل بے محل اور بے ربط کرتے ہوئے اپنی عامیانہ نظر و فکر پر پردہ نہ ڈال سکا اور النزاع شاذ منکر احادیث صحیحہ و نصوص متواترہ قطعیہ ثابت ہونے کے علاوہ شاذ عن الجماعۃ مخالف اجماع ثابت ہوا۔ لہٰذا فقیر فتویٰ علماء تکفیر اس فرمینی ذریعہ کے متعلق ہے نہ کہ مصنف تحذیر الناس کیلئے۔ والحق ما قد قیل فی حقہ من قبل العلماء والاعلام

فقیر قمرالدین السیالوی سجادہ نشین آستانہ عالیہ سیال شریف

الجواب

دیوبندیوں کی عبارات ناقابل تاویل ہیں توہین وتنقیص رسالت کا کفر ہونا امت مسلمہ کا اجماعی عقیدہ ہے۔اس لئے توہین وتنقیص کرنے والے اور تنقیص شانِ رسالت پر مطع ہو کر حق ماننے والے یقیناً کافر ہیں الخ۔کافر کے پیچھے بنابریں ان لوگوں کی امامت قطعاً حرام ہے واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

فقیر سید احمد سعید کاظمی غفرلہ مہتمم

مدرسہ انوار العلوم ملتان

مہر

الجواب صحیح......ابوالشاہ محمد عبدالقادر غفرلہ احمد آبادی، جامعہ رضویہ لائلپور۔

الجواب صحیح......بشیر احمد خطیب حافظ آباد۔

الجواب صحیح......ابوالتسنیم محمد شفیع الدین خطیب جامع مسجد پنڈی گھیپ دربار عالیہ خواجہ نور محمد مہاروی چشتیاں شریف۔

الجواب صحیح......نذیر احمد علوی جامع مسجد سلانوالی۔

علماء کرام نے جو استفسار کا جواب دیا ہے بالکل صحیح ہے ایسے بدعقیدہ شخص کے پیچھے حنفی مسلمان کو نماز پڑھنا جائز نہیں۔محمود بخش مہاروی

مفتی گولڑہ شریف

فتاویٰ مشائخ عظام اور فقہائے اہلسنت والجماعت سے بندہ کا کلیتاً اتفاق ہے۔

عبد العاصی محب النبی مفتی آستانہ عالیہ گولڑہ شریف

۱۰ ربیع الثانی ۱۳۷۴ھ

(دیوبندی مذہب ۶۳۲ تا ۶۳۵ تلخیص)

- حضرت مولانا فیض الحسن فیض (المتوفی ۱۳۴۷ھ) جن کو حضرت گولڑوی علیہ الرحمۃ

سے بیعت طریقت کا شرف حاصل تھا۔ جب اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے بعض علماء دیوبند پر تکفیر کا فتویٰ دیا اور اسے حسام الحرمین میں شائع کیا اس فتویٰ پر مولانا کرم دین دبیر کے علاوہ کہ آپ کے دستخط بھی ثبت ہیں۔ (مہر انور صفحہ نمبر ۴۷)

الزام

ماسٹر صاحب نے ''انوار اہلسنت والجماعت'' کے صفحہ نمبر ۴۴ تا صفحہ نمبر ۵۴ میں سے صفحہ نمبر ۴۷ اور صفحہ نمبر ۵۳ پر ''حسام الحرمین'' کے صفحہ نمبر ۲۲ اور صفحہ نمبر ۲۸ کا عکس لگایا ہے۔ اور قارئین کو یہ تاثر دینے کی ناپاک کوشش کی ہے کہ مولانا احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ نے جو حسام الحرمین میں علمائے دیوبند کی جو عبارتیں نقل کی ہیں وہ عبارات ان کی اصل کتابوں سے مطابقت نہیں رکھتیں اس لئے اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز نے خیانت کی ہے۔

جواب

فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے حسام الحرمین ''حفظ الایمان'' اور ''براہین قاطعہ'' کی عبارات کے مطالب ومعانی کو عربی زبان میں نقل کیا، الفاظ وکلمات کی نقل کا حسام الحرمین میں کسی جگہ دعویٰ نہیں فرمایا اگر کوئی شخص حسام الحرمین میں نقل الفاظ کے دعویٰ کا مدعی ہے تو وہ اس پر دلیل لائے۔ (انشاء اللہ) ہم پورے وثوق سے کہتے ہیں کہ وہ نقل الفاظ وکلمات کے دعویٰ ثابت نہ کرسکیں گے۔ اور اہل علم سے مخفی نہیں کہ نقل بالمعنی کیلئے الفاظ وکلمات کو بعینہٖ نقل کرنا قطعاً ضروری نہیں اور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ پر خیانت کا الزام سراسر بہتان تراشی ہے۔

تھانوی صاحب کے دلائل اور ان کی حقیقت

(۱)۔ تو بلا قرینہ مخلوق پر علم غیب کا اطلاق موہم شرک ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے۔

(۲)۔ اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر عالم الغیب کا اطلاق جائز نہ ہوگا۔ الخ

جواب

اہل سنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم عطائی کی، اللہ تعالیٰ

کے ذاتی اور لامتناہی علم کے سامنے وہ حیثیت بھی نہیں جو ایک قطرے کو سمندر کے کروڑویں حصہ سے ہوتی ہے لیکن مخلوق کے مقابلہ میں آپ کا علم ایک بحرِ بے کنار ہے اور مخلوق کے علم کو آپ کے علم سے وہی نسبت ہے جو ایک قطرے کو سمندر سے ہوتی ہے۔ اس کے باوجود آپ کے علم عطائی کو علم غیب سے تعبیر کرنا اور آپ کو عالم الغیب کہنا اور تھانوی صاحب کا اس کو موہم شرک کہنا حقیقت شرک سے بے خبری کی دلیل ہے۔

حضرت خضر علیہ السلام کے علم عطائی پر مندرجہ ذیل علمائے راسخین اور مفسرین نے علم غیب کا اطلاق کیا ہے:

(۱)۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ (صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم)۔

(۲)۔ صاحب تفسیر ابن جریر۔

(۳)۔ صاحب تفسیر بیضاوی۔

(۴)۔ صاحب تفسیر روح البیان۔

(۵)۔ صاحب تفسیر جمل۔

(۶)۔ قطب عالم پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ۔

رہا آپ کو خالق یا رزاق کہنا کیونکہ علمائے اسلام نے یہ الفاظ آپ کی ذات مقدسہ کیلئے استعمال نہیں کئے اس لئے ہم بھی استعمال نہیں کرتے۔

علاوہ ازیں ان صفحات پر بعض باتیں تکرار کے ساتھ تحریر کی گئی ہیں جن کا تفصیلاً جواب ہم اوراق گزشتہ پر دے چکے ہیں اور جو نئے اعتراضات ہیں ان کا جواب دینے پر اکتفا کرتے ہیں

نعتیہ اشعار لکھنے سے کچھ نہیں ہوتا

ماسٹر صاحب نے ''انوار اہلسنت والجماعت'' کے صفحہ نمبر ۴۳ پر قصائد قاسمیہ از مولانا نانوتوی سے چند اشعار لکھے ہیں۔

جواب

نعت کے اشعار لکھنے سے کچھ نہیں بنتا، ایسے تو مرزا غلام احمد قادیانی اور کئی ہندو شعراء

نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور نعت کا نذرانہ پیش کیا ہے لیکن انہیں کچھ فائدہ نہ ہوگا جب تک مرزا صاحب مسلمانوں کے اجتماعی مسئلہ ختم نبوت کے دعویٰ سے توبہ نہ کریں اور ہنود کفر و شرک کو چھوڑ کر اسلام میں داخل نہ ہوں۔ اسی طرح نانوتوی صاحب تحذیر الناس کی غیر اسلامی عبارات سے توبہ نہیں کی نعتیہ اشعار لکھنے سے انہیں کچھ فائدہ نہ ہوگا۔

تبصرہ اور اس کا جواب

ماسٹر صاحب لکھتے ہیں کہ مذکورہ عبارات سے معلوم ہوا کہ رسالہ مذکور (حفظ الایمان) میں بحث محض اطلاق لفظ عالم الغیب کے جواز وعدم جواز کی ہے نہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم شریف کی مقدار (یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کتنا علم تھا) کے متعلق بات ہو رہی ہے۔ جہاں تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم شریف کی بات ہے اس کے متعلق حضرت تھانوی نور اللہ مرقدہ کا فیصلہ ملاحظہ فرمائیں۔

پس اس کا مقتضی صرف اس قدر ہے کہ نبوۃ کیلئے جو علوم لازم وضروری ہیں وہ آپ کو تمام علوم حاصل ہو گئے تھے۔ (انوار اہلسنت والجماعت صفحہ نمبر ۵۰،۵۱)

جواب

اگر یہی بات تھی جو کہ ماسٹر صاحب نے لکھی ہے تو مولوی حسین ٹانڈوی اور مولوی مرتضیٰ حسن در بھنگی آپس میں دست گریباں کیوں رہے۔

- مولوی مرتضیٰ حسن در بھنگی کا حفظ الایمان کی عبارت پر تبصرہ

واضح ہو کہ ایسا کا لفظ فقط مانند اور مثل کے معنی میں استعمال نہیں ہوتا بلکہ اس کے معنی اس قدر اور اتنے کے بھی آتے ہیں جو اس جگہ متعین ہیں۔ (توضیح البیان فی حفظ الایمان صفحہ نمبر ۸)

- مولوی حسین احمد ٹانڈوی کا حفظ الایمان کی عبارت پر تبصرہ

حضرت مولانا تھانوی صاحب عبارت میں ایسا فرما رہے ہیں لفظ اتنا تو نہیں فرما رہے

اگر لفظ اتنا ہوتا تو اس وقت البتہ یہ احتمال ہوتا کہ معاذ اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم کو اور چیزوں کے برابر کردیا۔ (الشہاب الثاقب صفحہ نمبر ۱۰۲)

نتیجہ یہ نکلا کہ مولوی مرتضی حسن دربھنگی کی توجیہہ اور تاویل کی بنا پر مولوی حسین احمد ٹانڈوی صاحب کافر ہو جاتے ہیں اور مولوی حسین احمد کی توجیہہ کے مطابق مولوی مرتضٰی حسن دربھنگی کافر ہوئے ہیں۔

اس لئے ماسٹر صاحب کا یہ کہنا کہ اس عبارت میں صرف لفظ عالم الغیب کے اطلاق کی گفتگو ہے حقیقت سے دور ہے۔

اگر ایک لمحہ کیلئے یہ بات مان بھی لی جائے تو عرض ہے کہ تھانوی صاحب نے لفظ عالم الغیب کے مخلوق پر اطلاق یا عدم اطلاق کی بحث کرتے ہوئے ایسی ٹھوکر کھائی ہے جس کی وجہ سے ''رسالہ حفظ الایمان'' میں ایک غیر اسلامی عبارت تحریر ہوگئی ہے جس پر ہم مولوی حسین احمد ٹانڈوی اور مولانا مرتضی حسن دربھنگی کا تبصرہ نقل کر چکے ہیں۔

دیوبندی حضرات اہل سنت کے مواخذہ سے تنگ آ کر یہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے وہی علوم مانتے ہیں جو نبوت ورسالت سے متعلق اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے لائق ہیں غیر ضروری علوم اور نجاستوں، غلاظتوں، مکروفریب، چوری دغا بازی، ضلالت و گمراہی کے طریقوں اوران تفصیلات کا برا اور مذموم علم اور شیطانی علوم کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ثابت کرنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں عیب ہے جس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک ہونا ضروری ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ علم کا مقابل جہل ہے اور جہل فی نفسہ نقص وعیب ہے تو لامحالہ علم فی نفسہ حسن وکمال ہوگا۔ دیکھیے حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر فتح العزیز میں ارقام فرماتے ہیں۔

دریں جا باید دانست کہ علم فی نفسہ مذموم نیست ہر چونکہ باشد۔ (تفسیر فتح العزیز جلد ۱ صفحہ نمبر ۴۴۵ مطبوعہ مطبع العلوم متعلقہ مدارس دہلی)

''یہاں جاننا چاہیئے کہ علم جیسا بھی ہو فی نفسہ برا نہیں ہوتا''۔

اس کے بعد شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ان اسباب کا تفصیلی بیان فرمایا ہے جن کی وجہ سے کسی علم میں برائی آسکتی ہے۔ جس کا خلاصہ حسب ذیل ہے۔

۱۔ توقع ضرر۔

۲۔ استعداد عالم کا قصور۔

۳۔ علوم شرعیہ میں بے جا غور کرنا۔

قارئین کرام! عقل و انصاف کی روشنی میں اتنی بات بخوبی سمجھ سکتے ہیں کہ حضرت شاہ صاحب کے بیان فرمودہ تینوں سببوں کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں پایا جانا ممکن نہیں کیونکہ عصمت الٰہیہ کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں ضرر کی توقع نہیں ہوسکتی۔ اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی استعداد مقدسہ میں قصور کا پایا جانا بھی محال ہے۔ علیٰ ہذا القیاس امور شرعیہ میں بے جا غور وفکر کرنا بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے قطعاً ناممکن ہے ورنہ علوم شرعیہ بھی معاذ اللہ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں مذموم ہو جائیں گے۔ معلوم ہوا کہ جن اسباب خارجہ کی وجہ سے کسی علم میں برائی پیدا ہوسکتی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں ان کا پایا جانا ممکن نہیں۔ لہٰذا ثابت ہو گیا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواہ وہ کیسا ہی علم کیوں نہ ہو وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں برا نہیں ہوسکتا۔ اور اگر ہم آنکھیں بند کر کے یہ تسلیم ہی کر لیں کہ بعض علوم فی نفسہ برے ہوتے ہیں تو میں عرض کروں گا جو چیز فی نفسہ بری اور مذموم ہو وہ عیب ہے اور عیب صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں محال نہیں بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے اللہ تعالیٰ کے حق میں محال ہے نہ صرف محال بلکہ محال عقلی اور ممتنع لذاتہ ہے۔ لہٰذا ایسے علم کو جو فی نفسہ برا ہو اور حضور کے حق میں اس کا ہونا عیب قرار پائے اسے اللہ تعالیٰ کیلئے بھی ثابت کرنا ناممکن ہوگا کیونکہ صفت ذمیمہ کا اثبات حقیقۃً عیب لگانا ہے جب اللہ تعالیٰ ہر عیب سے پاک ہے تو برے علم سے بھی پاک ہونا اس کیلئے یقیناً واجب ہوگا جو چیز (فی نفسہ) بندوں کے حق میں عیب ہو اللہ تعالیٰ کا اس سے منزہ ہونا ضروری ہے۔ دیکھیئے کذب، جہل، ظلم، سفہ وغیرہ امور فی نفسہا جس طرح بندوں کے

حق میں عیب ہیں، اسی طرح اللہ تعالیٰ کے حق میں بھی عیب ہیں اور اللہ تعالیٰ کا ان سے پاک ہونا ضروری ہے۔ اسی لئے مسامسرہ جز ثانی صفحہ نمبر ۶۰ مطبوعہ مصر میں علامہ کمال ابن ابی شریف ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے ارقام فرماتے ہیں۔

ہم کہیں گے کہ اشعری اور ان کے علاوہ (تمام اہل سنت) اس بات پر متفق ہیں کہ ہر وہ چیز جو (فی نفسہ) بندوں کے حق میں عیب اور نقص کی صفت ہو، اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے اور وہ صفت نقص اللہ تعالیٰ پر محال ہے۔

ایسی صورت میں حضرات علماء دیوبند سے مخلصانہ استفسار ہے کہ جب آپ اللہ تعالیٰ کو ہر عیب سے پاک سمجھتے ہیں تو کیا اس کی ذات مقدسہ سے ان تمام علوم کی نفی کریں گے جنہیں نجاست وغلاظت، مکر وفریب کا علم اور شیطانی علوم کہہ کر برا اور مذموم قرار دیا گیا ہے اگر نہیں تو کیا اللہ تعالیٰ کو آپ عیوب ونقائص سے مبرا نہیں مانتے؟ حیرت ہے کہ جن لوگوں کی عبارات توہین رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ملوث ہیں اس مسئلے میں انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قدر حد سے زائد محبت کس طرح ہوگئی کہ اللہ تعالیٰ کی تنزیہ سے بھی ان کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تقدیس زیادہ اہم اور ضروری قرار پاگئی۔ فیاللعجب۔ درحقیقت یہ بھی عداوت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک بین ثبوت ہے کیونکہ قاعدہ ہے کہ اگر کسی اچھی چیز سے کسی کو بربنائے عداوت محروم رکھنا ہو تو اس چیز کو برا اور مذموم کہہ دیا جاتا ہے تاکہ دوسروں پر یہ ظاہر کر دیا جائے کہ ہم اس شخص کی محبت اور خیر خواہی کی بنا پر اس بری چیز سے اسے محفوظ رکھنا چاہتے ہیں۔ لیکن حقیقتاً عداوت کی وجہ سے اس کو ایک اچھی اور مفید چیز سے محروم رکھنا مقصود ہوتا ہے بالکل یہی صورت حال یہاں ہے کہ بری چیزوں کے فی نفسہ علم کو (جو عین کمال ہے) نقص وعیب قرار دے دیا گیا تاکہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ثابت نہ ہو سکے۔ (الحق المبین صفحہ نمبر ۴۰، ۴۳)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کی وسعتیں اور تھانوی صاحب کی تنگ نظری

حضرت عبدالحق محدث دہلوی (المتوفی ۱۰۵۲ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات جامع الکلمات میں معجزات باہرہ آیات بینہ اور علوم و معارف کے خزانے جمع فرمائے ہیں۔ اور ان خصائص و خصائل اور اسوہ کامل سے مخصوص فرمایا ہے جو تمام مصالح دنیا و دین اور معرفت الٰہی پر مشتمل ہیں جنہیں احکام شرعیہ، اصول دینیہ، سیاست مدینہ اور مصالح عبادیہ کہا جاتا ہے۔ اور امم سابقہ اور قرون ماضیہ زمانہ آدم سے ایں دم احوال و اخبار اور ان کی شریعتوں، کتابوں، سیرتوں اور شخصی صنعتوں اور ان کے مذاہب واختلاف آراء اور ان کی معرفت اور طویل عمروں اور ان کے دانشوروں کی حکمت کی باتوں اور ہر امت کے کفار پر حجتوں اور اہل کتاب کے ہر فرقہ کے ان معارضوں کو جو ان کی کتابوں میں ہیں اور ان کے علوم و اسرار مخفیات اور ان خبروں کو جو وہ چھپاتے تھے اور انہیں بدلتے ہیں اور عرب کی لغتوں، نادر لفظوں اور احاطہ اقسام فصاحت اور حفظ ایام و امثال و حکم، ضرب امثال صحیحہ اور ان کی مرادوں پر حکم گہری فہم رکھنے والوں کے انداز کے مطابق اور ان کی مشکلات کے بیان وضاحت وغیرہ کے علوم کا علم عطا فرمایا۔ الخ (مدارج النبوت حصہ اوّل صفحہ نمبر ۳۹۰ مترجم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دو طرف (علم) کے یاد کر لئے ہیں۔ چنانچہ ان میں سے ایک کو تو میں نے ظاہر کر دیا۔ اور دوسرے کو اگر ظاہر کروں تو میری حلقوم کاٹ دی جائے۔ (بخاری صفحہ نمبر ۱۲۶ جلد نمبر ۱)

■ قبلہ عالم پیر مہر علی شاہ قدس سرہ العزیز کی عبارت کا جواب

ماسٹر صاحب درج ذیل عنوان کے تحت لکھتے ہیں:

''حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی نور اللہ مرقدہٗ کا علم غیب کے متعلق حقانی فیصلہ پہلے غیب کے معنی بتائے جاتے ہیں غیب نام اس چیز کا جو حواس ظاہرہ و باطنہ کے ادراک اور علم بدیہی اور استدلال سے غائب ہو اور یہ علم حضرت حق سبحانہ کے ساتھ مختص ہے جیسا کہ ان آیات

۱۔ مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں: بعض اولیاء اللہ ایسے گزرے ہیں کہ خواب میں یا حالت غیبت میں روزمرہ ان کو دربار نبوی میں حاضری کی دولت نصیب ہوتی تھی ایسے حضرات صاحب حضوری کہلاتے ہیں انہیں میں سے ایک حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی ہیں۔ (الافاضات الیومیہ جلد نمبر ۹ صفحہ نمبر ۱۰۸ طبع ملتان)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جنگ آزادی ۱۸۵۷ء میں حصہ لینے والے چند مشہور علماء اہل سنت
پر جبر و تشدد اور ظلم و ستم کی داستان

جرأتوں کا قافلہ

مؤلف

ابو کلیم محمد صدیق فانی
نور اللہ مرقدہٗ

نظر ثانی

محمد شکیل قادری عطاری

ابو طاہر سہیل احمد تنہا قادری

ناشر

اویسی بک سٹال
جامع مسجد رضائے مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
ایکس بلاک پیپلز کالونی گوجرانوالہ
Mobile:0333-8173630

فہرست

یہ ایک حقیقت ہے کہ جو قوم تاریخ کو بھلا دیتی ہے، جغرافیہ بھی اس قوم کو فراموش کر دیتا ہے مگر اس سے ایک بڑی اور تلخ حقیقت یہ ہے کہ جو اپنے جغرافیہ کے تحفظ و بقا کا بیڑا نہیں اُٹھاتے اور محض تاریخی مقبروں کے مجاور بن کر بیٹھ رہتے ہیں، تاریخ اپنے خوبصورت اوراق میں انہیں کبھی بھی جگہ نہیں دیتی۔

(رائے محمد کمال) [۱]

ع نکل کر خانقاہوں سے ادا کر رسم شبیری

[۱] ایسٹ انڈیا کمپنی اور باغی علماء، مقدمہ از رائے محمد کمال صفحہ نمبر ۵ طبع لاہور

؎ شاید کہ تیرے دل میں اُتر جائے میری بات

برصغیر پاک و ہند میں محمد بن قاسم کی آمد سے لے کر ۲۰۰۶ء تک بہت سی اسلامی تحریکوں نے جنم لیا اور علمائے اہل سنت اور مشائخ عظام نے ان میں بڑھ چڑھ کر شرکت کی، سوائے ان تحریکوں کے جن میں بعض افراد نے ہندو مسلم اتحاد کا نعرہ بلند کر کے مسلمانوں کی عزت و ناموس کو ٹھیس پہنچائی اور پرچم اسلام کو سرنگوں کیا۔

○

اسے اہل سنت کی بدقسمتی کہیے تو بے جا نہ ہوگا کہ ان اسلامی تحریکوں کے مواقع پر علماء و مشائخ کے کارہائے نمایاں جو کہ سنہری حروف میں لکھنے کے قابل تھے کسی نے بھی انہیں احاطۂ تحریر میں لانے کی طرف توجہ نہ دی اور وہ گوشہ گمنامی کی بھینٹ چڑھ گئے،

○

یہ ایک حقیقت ہے کہ اس دور میں جو بھی مصنف یا مؤلف اس عنوان سے لکھنا چاہتا ہے تو ایک خاص فرقہ یا جماعت سے منسلک ہونے کی بنا پر اپنوں کے کارنامے تو شرح و بسط سے تحریر کرتا ہے جن کو حقیقت سے دُور کا بھی واسطہ نہیں، مگر جن نفوسِ قدسیہ نے میدانِ کارزار میں نمایاں کردار ادا کیا، قید و بند کی صعوبتیں برداشت

کیں، تختہ دار پر لٹکائے گئے اور جن کی جائیدادیں ضبط کی گئیں، ان کے حالات وواقعات لکھتے وقت اس کا قلم چند سطور لکھنے کے بعد رُک جاتا ہے یہ تاریخ سے انصاف نہیں بلکہ ظلم عظیم ہے۔

O

زیر نظر رسالہ میں اسی حقیقت کو منظر عام پر لایا گیا ہے اور جنگ آزادی ۱۸۵۷ء میں حصہ لینے والے علماء اہل سنت پر انگریزی حکومت کے مظالم کا مختصر تذکرہ کیا گیا ہے تاکہ قارئین کرام پر حق و باطل میں تمیز کر سکیں۔ اور مخالفین کے جھوٹے پروپیگنڈوں سے باخبر رہیں۔

O

اب علماء اہل سنت اور مشائخ عظام اور خطباء و مقررین کا اوّلین فرض ہے کہ وہ اس رسالے کا بنظر عمیق مطالعہ کریں اور اپنے معتقدین متوسلین اور مریدین اور عوام اہل سنت کو اپنے اسلاف واخلاف پر انگریزی حکومت کے مظالم سے آگاہ کریں تاکہ یہ سلسلہ نسل درنسل جاری وساری رہے اور آئندہ آنے والی نسلیں اپنے اکابرین کے کارناموں کو فراموش نہ کر سکیں۔

طوفانِ نوح لانے سے کیا فائدہ !
دو اشک بھی ہیں کافی گر وہ اثر ہوں رکھتے

O

اللہ تعالیٰ حضرت علامہ مولانا ابو کلیم محمد صدیق فانی صاحب نوراللہ مرقدہٗ کی اس مساعی جمیلہ کو قبول منظور فرما کر ذخیرہ آخرت بنائے اور دنیا و آخرت کی نعمتوں سے مالا مال فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

شبیر احمد رضوی
یکم نومبر ۲۰۰۶ء/۱۴۲۷ھ

بلاک نمبر ۳، گلی نمبر ۶
مکان نمبر ۶۸، خانیوال

جنگ آزادی ۱۸۵۷ء کا انجام

مولانا فضل حق خیر آبادی لکھتے ہیں: اس ظالم حاکم نے میری جلاوطنی اور عمر قید کا فیصلہ صادر کر دیا اور میری کتابیں جائیداد و مال و متاع اور اہل و عیال کے رہنے کا مکان غرض ہر چیز پر غاصبانہ قبضہ کر لیا۔ اس شرمناک رویہ کا تنہا میں ہی شکار نہ بنا تھا بلکہ بہت سی مخلوق سے اس سے بڑھ چڑھ کر ناروا سلوک روا رکھا گیا۔ انہوں نے عہد پیمان توڑ کر ہزاروں مخلوق خدا کو پھانسی، قتل، جلاوطنی اور قید و حبس میں بلا تاخیر مبتلا کر دیا، وعدہ خلافی کر کے بے شمار نفسوں اور لاتعداد نفیس چیزوں کو تباہ کر ڈالا۔ اس طرح خونِ ناحق شمار سے آگے بڑھ گیا۔ سینکڑوں اور ہزاروں سے گنتی نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح شریف و غیر شریف قیدیوں کی تعداد حد سے متجاوز ہے۔ خصوصاً دہلی اور ہمارے دیار کے مابین وسیع علاقے جہاں شریف و عظیم خاندانوں کے شہر گاؤں کے گاؤں اور قصبے کے قصبے آباد ہیں ان شرفاء و عظماء کے پاس ایک رئیس نے جو اسلام و ایمان کا مدعی بھی تھا دارالریاستہ میں طلبی کے ساتھ امن و امان کا پیغام بھیجا۔ وہاں پہنچنے پر اپنے وعدے سے پھر کر نصاریٰ کی خوشنودی کی خاطر غداری کر کے ان سب کو گرفتار کر لیا.......... ان سب کو ہتھکڑی اور بیڑی پہنا کر محبوس کر دیا۔ اکثر شرفاء کو قتل اور باقی کو قید اور جلاوطنی اور طرح طرح کے عذاب میں مبتلا کر دیا۔[1]

گل محمد فیضی لکھتے ہیں: مجاہدین آزادی کی بے سروسامانی اپنوں کی غداری اور نظم و ضبط کے فقدان کے باعث جون ۱۸۵۸ء تک انگریز اس تحریک کو کچل چکے تھے۔ اس کے بعد مسلمانوں پر مصائب و مشکلات کے جو پہاڑ ٹوٹے اسکی نظیر نہیں ملتی۔

[1] الثورۃ الہندیہ صفحہ نمبر ۲۸۹، ۲۹۰ مع مقدمہ (مترجم) طبع لاہور

دہلی میں ستائیس ہزار مسلمانوں کو پھانسی دی گئی۔ سات دن کا قتل عام اس کے علاوہ تھا۔ مسجد فتح پوری سے قلعہ تک درختوں کی شاخوں پر سولیاں لٹکا کر پھانسیاں دی گئی۔ زندہ مسلمانوں کو سؤر کی کھالوں میں سی کر اُبلتے ہوئے کڑاہوں میں ڈالا گیا۔ آزادی کی اس جنگ میں صرف علماء اہل سنت ہی پروانہ وار شریک تھے۔ ان پر ایسے ظلم توڑے گئے کہ ان کے تصور سے ہی دل خون کے آنسو روتا ہے۔ ایڈورڈسن کے اندازے کے مطابق صرف دہلی میں پانچ سو علماء شہید کئے گئے۔ اضلاع روہیل کھنڈ میں پانچ ہزار علماء ظلم وستم کا نشانہ بنے اور بنگال میں اسی (۸۰) ہزار مجاہدین سے چن چن کر انتقام لیا گیا۔ ان کی جائیدادیں ضبط ہوئیں۔ جلاوطن ہوئے۔ انگریزی حکومت نے وہ مظالم توڑے کہ پہاڑوں کے دل بھی دہل گئے۔ لاکھوں آباد گھرانے اجڑ گئے آہ وفغاں اور دلآویز چیخوں کے سوا کچھ سنائی نہ دیتا تھا۔ وہ ملک جہاں موسم بہار میں بلبلیں چہچہاتی تھیں، خوشی ومسرت کے گانے گاتی تھیں۔ مرگھٹ کا سماں پیش کر رہا تھا، دیس اجڑ چکا تھا، علم وفضل کے مراکز برباد ہوگئے تھے، اور اس پر وحشت ناک تاریکیاں گہری ہو رہی تھیں۔

اگرچہ اس تحریک کا انجام اور خاتمہ انتہائی دردناک ہوا۔ لیکن اس نے آزادی کی وہ چنگاریاں روشن کیں، جنہوں نے ایک صدی سے بھی کم وقت میں شعلہ بن کر ایوان فرنگیت کو خاکستر کردیا۔ اگرچہ علمائے اہل سنت کو قید وبند کی سختیوں سے دوچار ہونا پڑا، انہیں جائیدادوں سے ہاتھ دھونے پڑے۔ ظالم ان پر گولیوں کی بوچھاڑ کر کے رقص بسمل کا تماشہ دیکھتے رہے لیکن یہ ایک روشن اور تابناک حقیقت ہے۔ کہ انہی کی روح کی گہرائیوں سے اٹھنے والی آواز تھی جو نعرۂ حریت بن کر اُبھری اور آزادی مسلم کا باعث بنی۔

ے ابر رحمت اُن کی مرقد پر گہر باری کرے ...... حشر میں شان کریمی ناز برداری کرے

آیئے! جنگ آزادی کے غداروں سے نفرت وعداوت کا اظہار کریں اور عظمت وصداقت کے پیکر، جرأت وعزیمت کے پہاڑ علماء اہل سنت اور دیگر مجاہدین آزادی کے راستہ میں اپنی آنکھیں ان کے قدموں میں محبت کے پھول اور احترام و عقیدت کی کلیاں نچھاور کریں۔ اگرچہ وہ اس کے محتاج نہیں لیکن مستحق ضرور ہیں۔[1]

محمد صدیق قریشی لکھتے ہیں: مسلمانوں نے جہاد کی تحریک کی ابتداء بہت عرصہ قبل کردی تھی، اگرچہ اسکے اظہار کی صورتیں مختلف تھیں۔ انہی میں سے ایک ۱۸۵۷ء کی تحریک آزادی تھی۔ مسلمانوں نے فرنگیوں کے ہاتھوں ستائے ہوئے ہنود کو بھی غیرت دلائی تو وہ بھی انکے ساتھ شامل ہوگئے۔ لیکن یہ امر مسلمہ ہے کہ یہ تحریک مسلم قائدین ہی کے ذہن اور فکر کی پیداوار تھی۔ یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ اپنی تباہی و بربادی پر جتنے مسلمان تڑپ رہے تھے اتنا احساس دوسروں کو نہ تھا کہ وہ اپنی عظمت پارینہ کو یاد کرتے اور خداوند قدوس کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہو کر اسکی بحالی کیلئے دُعا گو ہوتے...... تحریک کے مجاہدین کا احاطہ عددی اعتبار سے ناممکن ہے لیکن انسانی معاشرے میں شخصیات کی تعداد ہمیشہ ہی مختصر رہی ہے ان مجاہدین نے آتش کدوں کی بنیادیں ہلا کر رکھ دیں اور انقلاب کے نشتر سے ملت کے جسم کے ناسور کو ختم کرنے کی سعی کی، قدرت کی ان دیکھی مصلحتوں کو کون سمجھ سکتا ہے، تحریک ناکام ہوگئی لیکن انکا خون رائیگاں نہ گیا، انہوں نے ہمارے لئے ہماری منزل کا تعین کیا اور ٹھیک نوے برس بعد انکی خون کی آبیاری سے ہمارے لئے ایک گلشن معرض وجود میں آیا جسے اب ہم نے اپنے خون سے سینچا ہے۔[2]

---

[1] آزادی کی ان کہی کہانی از گل محمد فیضی بی اے صفحہ نمبر ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰

[2] جنگ آزادی کے مسلم مشاہیر صفحہ نمبر ۶۷۵

بانی جنگ آزادی حضرت مولانا احمد اللہ شاہ چشتی مدراسی علیہ الرحمۃ

نقل اشتہار

اعلان انعام بابت گرفتاری مولوی احمد اللہ شاہ [1]

اعلان گورنر جنرل نمبر ۵۸۰ محکمہ امور خارجہ الہ آباد، ۱۰ر اپریل ۱۸۵۸ء اعلان نمبر ۵۸۰ جی

ذریعہ ہذا اعلان کیا جاتا ہے کہ ۵۰ ہزار روپیہ ہر اس شخص کو ادا کیا جائے گا جو باغی مولوی احمد اللہ شاہ کو جو عام طور پر مولوی کہا جاتا ہے زندہ کسی برطانوی چوکی یا کیمپ کے حوالے کردے گا۔

یہ مزید اعلان کیا جاتا ہے کہ اس اعلان کے علاوہ اس باغی یا بھگوڑے کو جو فوج سے بھاگ گیا ہوگا عام معافی دے دی جائے گی جو مولوی کو حوالے کرے گا، سوائے ان تین آدمیوں کے جن کا نام اعلان نمبر ۴۷۳ مورخہ یکم اپریل میں ظاہر کئے جاچکے ہیں۔

[1] مآثر دلاوری، صفحہ نمبر ۱۷۶۔

جنگ آزادی ۱۸۵۷ء، صفحہ نمبر ۱۹۴۔

۲۴ مئی کو جانز نے بھی محمدی کا رخ کیا، بدقسمتی سے اس دوران میں مولانا کے بہترین جانباز اور رفقاء انکا ساتھ چھوڑ گئے تھے کیونکہ لگاتار پسپائی سے انکا مورال بری طرح متاثر ہوا تھا، جہاں تک مولانا کا تعلق ہے، ان کی اولوالعزمی میں اس سے کوئی فرق نہ پڑا۔

مئی ۱۸۵۸ء میں آپ نے اودھ پر دوبارہ قبضہ کرلیا تھا اب لڑائی کا رنگ یہ ہوگیا تھا کہ کولن اودھ کو فتح کرتا تو مولانا روہیل کھنڈ پر قبضہ جما لیتے تھے اور وہ روہیل کھنڈ کو لیتا تھا تو وہ اودھ کو فتح کر لیتے تھے۔ اس پریشانی سے نجات حاصل کرنے کیلئے فرنگیوں نے اس آہنی ہاتھ کو شل کر دینے کا فیصلہ کیا، ان دنوں مولانا اودھ کے بڑے راجاؤں اور روسا سے مدد لینے کا ارادہ کررہے تھے ان میں پایان کا راجا جگن ناتھ بھی تھا۔ مولانا نے بیگم حضرت محل کی طرف سے اسے مجاہدین کی امداد کیلئے پیغام بھیجا، راجہ نے اثبات میں ...... جواب دیا لیکن مذاکرات کیلئے آپ کو پایاں (پورائین) آنے کی دعوت دی، یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ فرنگیوں نے مولانا کو زندہ گرفتار کرنے کیلئے بیش بہا انعامات مقرر کرر کھے تھے ساتھ ہی آپ کو پناہ دینے والوں کیلئے ہولناک سزاؤں کا بھی اعلان ہو چکا تھا، لیکن حُر بھی کبھی ایسی بھبکیوں سے ڈرا کرتے ہیں۔ ۵/ جون کو آپ راجہ سے گفت وشنید کیلئے روانہ ہوئے۔ پایاں پہنچ کر آپ نے شہر کے دروازہ کو بند پایا، فصیل پر جگن ناتھ اپنے بھائی بلدیو سنگھ کے ساتھ مسلح سپاہیوں کے درمیان کھڑا تھا، آپ صورتِ حال کی نزاکت کو سمجھتے ہوئے بھی فصیل کے نزدیک محض اس خیال سے چلے گئے کہ جگن ناتھ کو آمادۂ مذاکرات کرسکیں، ابھی آپ فصیل کے قریب پہنچے ہی کہ بلدیو سنگھ نے آپ پر گولی چلادی، اس طرح ایک بدبخت غدار کے ہاتھوں آپ نے جام شہادت نوش فرمایا۔ راجہ کے بھائیوں نے مولانا کا سر کاٹ لیا، شاہ صاحب کے دونوں ساتھی بھی شہید ہوئے۔ یہ واقعہ ۱۵/ جون ۱۸۵۸ء، ۲/ ذیقعدہ ۱۲۷۴ھ بروز سہ شنبہ (منگل) بوقت دوپہر وقوع پذیر ہوا۔ فتح محمد تائب لکھتے ہیں:

فقط ساتھ اس شیر کے دو رہے ...... وہ صادق تھے اللہ کے ہو رہے
زہے انکی قسمت زہے ان کے بخت ...... فدا اس غریبی پہ سو تاج و تخت
پڑے تھے شہ ملک عرفاں کے گرد ...... مصاحب ہوں جس طور سلطان کے گرد
عیاں ان میں یوں لاشہ شاہ تھا ...... دو پیکر کے آغوش میں ماہ تھا

راجہ جگن ناتھ پچاس ہزار روپے کے انعام کا مستحق ٹھہرا، کیونکہ مولوی احمد اللہ شاہ

کے سر کیلئے ۵۰ ہزار روپے کا انعام مقرر تھا۔ سر کلکٹر شاہجہاں پور کے پاس لایا گیا۔ پو
کے تحصیلدار مولا بخش نے مندرجہ ذیل عرضی کے ساتھ کلکٹر شاہجہاں پور کے
صاحب کا سر بھیجا۔

''غریب پرور سلامت''!

بجواب حکم حضور پر نور، مورخہ ۱۵ / جون ۱۸۵۸ء سر مولوی و کرچ دکلا مولوی،
معرفت راجہ جگن ناتھ سنگھ ارسال حضور کیا۔ ملاحظہ میں حضور والا کے گزرے گا اور اصل
پروانہ مشعر خوشنودی مزاج بندگان حضور بطور سند کے کمترین نے اپنے پاس رکھا، اطلاعاً
عرض کیا۔ مورخہ ۱۶ / جون ۱۸۵۸ء۔

عرضے

مولانا محمد بخش تحصیلدار، پوایاں

احمد بیگ اور تلارام نے مولوی احمد اللہ شاہ کی نعش کی شناخت کی، مرزا احمد بیگ
ولد قادر بخش ساکن گوپا مؤ (عمر ۲۸ / سال پیشہ نوکری) اظہار کرتا ہے کہ

''میں نوکر راجہ پوایاں کا ہوں، میں خوب واقف ہوں کہ یہ لاش جو پوایاں سے
ہم لائے ہیں احمد اللہ شاہ باغی کی ہے کہ اس میں کسی طرح کا شک نہیں، زندہ بھی ایک مرتبہ
میں نے بڑے گاؤں میں دیکھا تھا اور وقت شناخت کے حلیہ بھی لاش کا بموجب سابق
مطابق پایا۔ کہ سانولا رنگ، بڑی بڑی آنکھیں اور بال تمام سر تا دوش اور داہنے ہاتھ کی ایک
انگلی کٹی ہے اور میں اچھی طرح پہچانتا ہوں کہ یہ لاش احمد اللہ شاہ کی ہے کچھ فرق نہیں ہے۔

العبد

احمد بیگ

اسی قسم کا بیان تلارام ولد خورم سنگھ قوم ٹھاکر، عمر ۲۵ / سال کا ہے۔

راجہ پایاں آپ کے سر کو رومال میں لپیٹ کر ہاتھی پر سوار ہوا اور شاہجہاں پور کے
مجسٹریٹ سٹی کے پاس لے گیا، وہ اپنے گھر کھانے کے دوران فرش پر آپ کے سر کو گیند کی

طرح ادھر اُدھر لڑکھڑاتا رہا، بعد میں آپ کا سر پولیس سٹیشن کے صدر دروازے پر لٹکا دیا گیا، لندن میں اس خبر سے چراغاں ہوا، جیسا کہ ہومز نے لکھا ہے: ''شمالی ہندوستان میں ہمارا سب سے بڑا دشمن، سب سے خطرناک انقلابی ختم ہو گیا''۔

اس تشہیر عام کے بعد لاش کے ساتھ سر کو بھی جلا کر خاک کر دیا گیا اور اس جگہ گدھوں کا ہل چلوا دیا اور تمام تھانوں میں اس کا سرکاری طور پر اعلان کرایا گیا۔

چنانچہ مجسٹریٹ شاہجہاں پور کی طرف سے ۱۸؍جون ۱۸۵۸ء کو ایک حکم مشتہر ہوا جو کہ احمد شاہ ''سرغنہ باغیان'' بمقام پوایاں بمقابلہ جمعیت راجہ جگن ناتھ رئیس پوایاں کے مارا گیا..... اور سر اس کا بمقام کوتوالی لٹکایا گیا لہٰذا حکم ہوا کہ اور جملہ تھانیداروں کو اطلاع دے کر لکھا جائے کہ وہ اپنے علاقے میں اس بات کو مشہور کر دیں اور نیز افسران چوکیات تھانہ جات کو بھی اطلاع دے دیں۔ مورخہ ۱۸؍جون دستخط بخط انگریزی

سپرنٹنڈنٹ ضلع کی طرف سے ہلتھرا کے تھانیدار کو لکھا گیا۔

بحکم صاحب سپرنٹنڈنٹ بہادر

شجاعت نشان تھانیدار ہلتھرا، خوش رہو..... احمد اللہ شاہ سرغنہ..... مارا گیا، نعش اس کی پھونک دی گئی اور ہل گدھوں کا، جائے سوختنی نامبردہ کے چلوایا گیا اور سر اس کا بمقام کوتوالی ٹانگا گیا۔ لہٰذا تم کو لکھا جاتا ہے کہ تم اس بات کو مشہور کر دو۔

۱۸ جون ۱۸۵۸ء بہ قلم للتا پرشاد محرر

یہ خبر تلہر، پوایاں، کٹوریا، پورن پور اور کٹرہ بھی بھیجی گئی۔ اس مردِ مجاہد کی نعش کے جلانے کے سلسلے میں ۱۱ روپے خرچ ہوئے اس رقم کو سرکاری خزانے سے وصول کیا گیا۔ ناظر عدالت فوجداری کی درخواست ملاحظہ ہو۔

غریب پرور سلامت!

مرادی ۱۱ روپے کی لکڑی سوختنی نعش احمد اللہ خاں ونجتی (؟) وغیرہ میں جو خرچ ہوئے ہیں امیدوار ہوں کہ مرادی مذکورہ بالا سرکار سے عطا ہو دیں۔ واجب تھا عرض کیا۔

عرضے

فدوی ہیرالال ناظر فوجداری ۲۰؍جون ۱۸۵۸ء

حکم ہوا کہ ۱۱روپے حسب ضابطہ باجرائے پروانہ رسمی خزانچی دیا جائے۔

۲۰؍جون ۱۸۵۸ء دستخط انگریزی

دریا پار محلہ جہاں آباد متصل احمد پور مسجد کے پہلو دفن کیا گیا۔ بعد میں مولانا سید طفیل احمد (علیگ) نے آپ کی قبر پر کتبہ لگوایا۔

راجہ جگن ناتھ[1] نے ۲۷ جون ۱۸۵۸ء کو بابت خیر خواہی فرنگی حکام درج ذیل خط لکھا،

جناب والا مناقب علی شان مع الجود والاحسان سکندر شوکت والا شان قدرداں ہوا خواہاں دام چشمۂ و شوکتۂ۔

بعد ادائے آداب فدوی جاں نثار گزارش گر مدعا ہے، سرفراز نامہ افتخار آمود محررہ ۲۷؍جون ۱۸۵۸ء نے محتوی خوشنودی مزاج حضور فیض گنجور سبب آنے کا حکم محکم جناب مستطاب معلّی القاب نواب گورنر جنرل بہادر دام اقبالہٗ، بذریعہ تار برقی مقام فرخ آباد سے بمزید قدر دانی و کمال خوشنودی، عطائے مبلغ ۵۰ ہزار روپیہ بجلد وے مقتولی، مولوی اور طلبی فدوی جاں نثار مذکور با کنور بلدیو سنگھ واسطے لینے روپیہ مسبوق الذکر اور اطلاع کرنے اس خوشخبری سے راجا ''دوتی سنگھ متولی والا'' کو شرف صدور و غرور دو فرمایا۔ کمال عزت اور

مزار پُر انوار مولانا احمد اللہ شاہ مدراسی شہید علیہ الرحمۃ

[1] عجب بات یہ ہے کہ یہی راجہ پوائن تھا جس نے ابتداء میں انگریزوں کو اپنے ہاں پناہ دینے سے انکار کر دیا تھا۔ نہ ابن الوقت راجہ کو رنگ بدلنے میں دیر لگی اور نہ انگریزوں کو اسکی ابن الوقتی کا احساس ہوا

آبرو ہم چشموں میں بخشی، اللہ تعالیٰ سرکار فلک اقتدار کو ساتھ اس قدر دانی کے خوش اور سلامت رکھے۔ حق یہ کہ جو سرکار گردوں وقار نے سرفرازی اور قدر دانی اس ذرہ بے مقدار کی فرمائی ہزار زبان سے شکر پرورش سرکار کروں، عشر عشیر ادائے شکر کا ہو نہیں سکتا۔ ظہور اس کارنمایاں کا صرف باقبال سرکار ہو اور نہ بدوں یاوری اقبال سرکار۔ ظہور ہونا کسی امر خیر خواہی سرکار کا غیر ممکن بلکہ...... محال سے متصور۔ چونکہ ہنوز باغیاں بدانجام سکندر آباد اور حوالی اس کے ہیں موجود اور اجتماع ان کے سے احتمال وقوع واردات آتش زدنی، جیسا کہ دو تاریخ میں کیا...... رہتا ہے۔ اغلب کہ جلد منتشر اور درہم برہم ہو جاتے ہیں بعد عرصہ ہفتہ یعنی تاریخ پنجم جولائی ۱۸۵۸ء روز دوشنبہ حاضر خدمت فیض موہبت بندگان عالی متعالی کے ہوں گے اور راجا موتی سنگھ کو اس خوشخبری سے اطلاع کر دی۔ اطلاعاً گزارش کیا۔[1]

ساور کر کا بیان

ساور کر نے لکھا ہے کہ احمد اللہ شاہ نے راجا اور اس کے بھائی کو جنگی تیاری کے ساتھ کھڑے دیکھا تو صورتِ حال کا اندازہ کر لیا، لیکن بے باکانہ قدم آگے بڑھایا اور بات چیت شروع کر دی۔ بدبخت راجا جو قلعے کی دیوار پر کھڑا تھا اس بہادر قلب کی صدائے درد کا صحیح اندازہ کب کر سکتا تھا جس نے عزم مصمم کر رکھا تھا کہ اس وقت تک تلوار نہ چھوڑوں گا، جب تک یا تو اجنبی اس سرزمین سے نہ نکل جائیں یا خود میرے سر پر تاج شہادت نہ رکھا جائے۔

---

[1] جنگ آزادی ۱۸۵۷ء از پروفیسر محمد ایوب قادری طبع کراچی۔
ایسٹ انڈیا کمپنی اور باغی علماء از مفتی انتظام اللہ شہابی طبع لاہور۔
جنگ آزادی کے مسلم مشاہیر، از محمد صدیق قریشی طبع لاہور۔
غدر کے چند علماء از مفتی انتظام اللہ شہابی طبع دہلی۔
مآثر ولاوری از ابرار حسین گوپاموی (گوپامو ۱۹۶۶ء)۔
ترجمان اہل سنت کراچی، جنگ آزادی نمبر۔ قیصر التواریخ جلد دوم۔

جب یہ حقیقت واضح ہوگئی کہ بزدل راجہ بہ طیب خاطر دروازہ کھولنے کیلئے تیار نہیں تو مولوی صاحب نے مہاوت کو حکم دیا کہ جس ہاتھی پر میں بیٹھا ہوں اسے آگے بڑھاؤ اور اس قلعہ کا دروازہ توڑ دو، لیکن راجہ کے بھائی اور اس بزدل نے شاہ صاحب کو شہید کر دیا۔

نیز لکھتا ہے:

دوسرے روز مہذب انگریزوں نے اس مجاہد کا سر کوتوالی کی عمارت پر لٹکوا دیا، جس نے شجاعت و مردانگی اور ایسی بلند ہمتی سے جنگ کی تھی اور پوائیں کے بھاری بھر کم وحشی کو غداری کے ملعون فعل کے معاوضے میں پچاس ہزار روپے دیئے۔[1]

امیرِ حریت

پیکرِ عشق و محبت نازشِ قوم و وطن! ...... احمد اللہ شاہ فخرِ خاندان بوالحسن
لشکرِ احرار کا وہ رہنمائے اوّلین ...... آتشِ نمرود جس پر بن گئی رشکِ چمن
خوب دی دادِ شجاعت کار زارِ عشق میں ...... بارک اللہ اے امیرِ حریت فخرِ وطن
گونجتا تھا، اسطرح میدانِ حرب وضرب میں ...... قلعہ خیبر میں جیسے نعرۂ خیبر شکن
برق وش سیماب طبع ، شعلہ جوالہ تو ...... خرمنِ افرنگ پر ہر دم رہا جو شعلہ زن
جس نے سب کچھ راہِ آزادی میں قرباں کر دیا ...... وہ علمبردارِ آزادی وہ میرِ انجمن
جس کی تقریروں نے پیدا کر دیا جوشِ جہاد ...... جسکی بے باکانہ یلغاروں سے جاگ اٹھا وطن
جس نے گوروں کی سیاہی کو نمایاں کر دیا ...... چیخ اٹھے جس کی ضربت سے بتانِ سیمتن
جس سے باطل کے بہادر سورما ڈرتے رہے ...... کانپ کانپ اٹھے تھے جس سے بزرگانِ اہرمن
سید قربانؒ و محراب قلندرؒ کے طفیل ...... جس نے پھونکا صورِ آزادی بہ آہنگِ علن
جس نے قطروں سے لیا تھا کام موجِ نیل کا ...... جس نے ذرّوں کو بنا ڈالا فروغِ انجمن

خالد و طارق کا ثانی مظہرِ حیدر تھا وہ
ہند میں روحِ جہاد و زہد کا پیکر تھا وہ

---

[1] ساورکر صفحہ نمبر ۳۶۹، ۳۷۰ بحوالہ اٹھارہ سو ستاون کے مجاہد صفحہ نمبر ۱۳۰، ۱۳۱۔

مولانا فضل حق خیر آبادی علیہ الرحمۃ

دہلی کی تسخیر کے بعد مولانا فضل حق اودھ چلے گئے۔ پانچ یوم تک بھوکے پیاسے مکان کے اندر بند رہے۔ پانچویں روز اہل وعیال اور ضروری سامان لے کر شب میں چھپ کر نکلے، دریا عبور کر گئے، میدان قطع کیے، پھر بھیکن ضلع علی گڑھ میں اٹھارہ روز رہے جب ملکہ وکٹوریہ کی طرف سے اعلان عفو عام ہوا تو اپنے وطن خیر آباد چلے گئے۔ لیکن گرفتار ہوگئے۔ پہلے آپ کو سیتا پور، پھر لکھنؤ لایا گیا۔ عدالت میں پیش ہوئے تو آپ کی شخصیت کا مخبر پر اتنا اثر ہوا کہ اس نے کہہ دیا کہ آپ متعلقہ فرد نہیں ہیں۔ لیکن مولانا نے خود اپنے آخری بیان میں کہا کہ مخبر نے خبر نہیں کس وجہ سے میری شناخت نہیں کی۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ میں ہی وہ شخص ہوں جس نے وہ فتویٰ (جہاد) دیا تھا اور اب بھی میری وہی رائے ہے۔

جرم ثابت ہو جانے پر حبس دوام بہ عبور دریائے شور کی سزا دی گئی۔ آپکی سزا آپکی جبین پر داغ دی گئی۔ قید کے ایام پورے کرنے کیلئے آپ کو انڈیمان پہنچا دیا گیا۔ مولانا کو انڈیمان میں خدمت بہت ذلیل سپرد کی گئی تھی بارکوں کی صفائی کیا کرتے تھے [۱] خیر آباد کا دیوان خانہ اور محل سرا ضبط کر کے بہ صلہ خیر خواہی سردار محمد ہاشم سیتا پوری کو دے دیئے گئے۔

انڈیمان میں مولانا پر جو کچھ گزری خود اُن کی زبانی سنیئے۔

”مجھے دریائے شور کے کنارے ایک بلند و مضبوط ناموافق آب و ہوا والے پہاڑ پر پہنچا دیا۔ جہاں سورج ہمیشہ سر پر ہی رہتا تھا، اس میں دشوار گزار گھاٹیاں اور راہیں تھیں جنہیں دریائے شور کی لہریں ڈھانپ لیتی تھیں۔ اس کی نسیم صبح بھی گرم و تیز ہوا سے زیادہ سخت اور اس کی نعمت زہر ہلاہل سے زیادہ مضر تھی اس کی غذا حنظل سے زیادہ کڑوی۔ اس کا پانی سانپوں کے زہر سے بھی بڑھ کر ضرر رساں تھا۔ اس کا آسمان غموں کی بارش کرنے والا،

---

[۱] ایسٹ انڈیا کمپنی اور باغی علماء صفحہ نمبر ۹۵

اس کا بادل رنج وغم برسانے والا، اس کی زمین آبلہ دار، اس کے سنگریزے بدن کی پھنسیاں اور اس کی ہوا ذلت وخواری کی وجہ سے ٹیڑھی چلنے والی، ہر کوٹھری پر پتھر تھا جس میں رنج و مرض بھرا ہوا تھا"۔

"ہوا بدبودار اور مرض کا مخزن تھی، مرض سستا اور دوا گراں، بیماریاں بے شمار، خارش وقوباء وہ مرض جس سے بدن کی کھال پھٹنے اور چھلنے لگتی ہے عام تھی...... جب ان میں سے کوئی مر جاتا تو نجس وناپاک خاکروب جو درحقیقت شیطان خناس یا دیو ہوتا ہے اسکی ٹانگ پکڑ کر کھینچتا ہوا غسل وکفن کے بغیر اسکے کپڑے اُتار کر ریگ کے تودے میں دبا دیتا ہے نہ اسکی قبر کھودی جاتی ہے نہ نماز جنازہ پڑھی جاتی ہے۔ یہ کیسی عبرتناک اور الم انگیز کہانی ہے"۔

"میرے دشمن میری ایذاء رسانی میں کوشاں اور میری ہلاکت کے درپے رہتے ہیں، میرے دوست میرے مرض کے مداوا سے لاچار ہیں، دشمنوں کے دل میں میری طرف سے بغض وکینہ مذہبی عقائد کی طرح راسخ ہو گیا ہے۔ ان کے پلید سینے کینہ وعداوت کے دفینے بن گئے ہیں"۔ [۱]

مولانا کے فرزند مولانا عبدالحق اور منشی غلام غوث نے آپکے مقدمہ کی پیروی جاری رکھی اور بالآخر رہائی کے احکامات حاصل کر لئے لیکن جس وقت احکامات پہنچے اس وقت مولانا کا جنازہ نکل رہا تھا۔ (۱۹راگست ۱۸۶۱، ۱۲رصفر المظفر ۱۲۷۸ھ) [۲]

ع خدا رحمت کند ایں عاشقاں پاک طینت را

غالب نے تاریخ وفات یوں بیان کی ہے۔

گفتم اندر سایہ لطف نبی
باد آرا مشکہ فضل امام [۳]

---

[۱] الثورۃ الہندیہ صفحہ نمبر ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۵، طبع لاہور

[۲] جنگ آزادی کے مسلم مشاہیر از محمد صدیق قریشی صفحہ نمبر ۱۱۷ طبع لاہور ۱۹۸۶ء

غدر کے چند علماء از مفتی انتظام اللہ شہابی صفحہ نمبر ۴۵

[۳] جنگ آزادی کے مسلم مشاہیر صفحہ نمبر ۱۱۸

علاوہ ازیں مولانا علیہ الرحمۃ کا کتب خانہ اور جائیداد بھی ضبط کر لی گئی۔ بعد میں ۱۶ر فروری ۱۹۸۷ء کو ضبط شدہ دیہاتوں میں سے کچھ واگزار کیے۔ ۱۲ر صفر المظفر ۱۲۷۸ھ کو جزیرہ انڈیمان میں وصال ہوا۔ اور وہیں سپرد خاک ہوئے۔

خطیب حریت

وہ امام فلسفہ وہ نازش علم و سخن ...... جس نے زندہ کر دیا تھا قصہ دار ورسن
موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر ہنستا! ...... اللہ اللہ جنگ آزادی کے حر کا بانکپن!
زندگی اس کی سراپا سوز و ساز عشق تھی! ...... دانش و حکمت میں حاصل تھا اسے معراج فن
دیو استبداد اس سے لرزہ براندام تھا! ...... اس کی شمشیر نگہ سے کانپتا تھا اہرمن
سامراجی طاقتوں کا توڑ کر زور جنوں! ...... اس نے پیدا کی تھی آزادی کی ہر دل میں لگن
اس نے سمجھایا نہیں ممکن نظیر مصطفےٰ ...... گونجتا ہے آج تک یہ نعرۂ باطل شکن
کانپ اٹھا اس کے فتووں سے فرنگی سامراج ...... جس کے نعروں سے ہوئے بیدار شیران وطن
وہ خطیب حریت شعلہ نوا جوش آفریں ...... جامع دہلی گرماتا رہا جس کا سخن
اس کا وہ فرزند فاضل، اس کی سچی یادگار ...... عاشق میر عرب عبد خدائے ذوالمنن
ہند میں روشن کیا جس نے چراغ فلسفہ ...... پیکر علم و ہنر ظلمت میں شمع انجمن
خاک خیرآباد ہے ہم پایۂ خلد بریں! ...... جس کا ہر کوچہ ہے علم و رشک صد چمن

مردِ حر غازی، مجاہد، حق پرست و فضل حق
تھا کتاب حریت کا بے گماں پہلا ورق
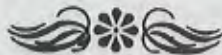
مولانا کفایت علی کافی مرادآبادی علیہ الرحمۃ

وہ فاقہ کش کہ موت سے ڈرتا نہیں ذرا
روحِ محمد اس کے بدن سے نکال دو

فخر الدین (کلال) نامی ایک شخص نے مخبری کی۔ مولانا کفایت علی کافی گرفتار ہوئے، موصوف پر مختلف الزامات قائم ہوئے۔ معمولی ضابطہ کی کارروائی کے بعد پھانسی کا حکم ہوا۔ مولانا کافی نے یہ حکم سنتے ہی خوشی کا اظہار کیا۔ آپ کے جسم پر گرم گرم استری پھیری گئی زخموں پر نمک مرچ چھڑکی گئی۔[1]

جب مولانا کو پھانسی دینے کیلئے لے جایا گیا تو آپ نہایت بلند آواز سے اپنی ایک تازہ غزل پڑھتے ہوئے جارہے تھے۔

کوئی گل باقی رہے گا نے چمن رہ جائے گا
پر رسول اللہ کا دین حسن رہ جائے گا
ہم صفیرو باغ میں ہے کوئی دم کا چہچہا
بلبلیں اڑ جائیں گی سونا چمن رہ جائے گا
اطلس و کمخواب کی پوشاک پر نازاں نہ ہو
اس تن بے جان پر خاکی کفن رہ جائے گا
نام شاہانِ جہاں مٹ جائیں گے لیکن یہاں
حشر تک نام و نشاں پنجتن رہ جائے گا
جو پڑھے گا صاحبِ لولاک کے اوپر درود
آگ سے محفوظ اس کا تن بدن رہ جائے گا

---

[1] ترجمان اہل سنت کراچی، جنگ آزادی ۱۸۵۷ء نمبر، صفحہ نمبر ۹۸

سب فنا ہو جائیں گے کافی ولیکن حشر تک
نعت حضرت کا زبانوں پر سخن رہ جائے گا

۲۴ر اپریل ۱۸۵۸ء کو مولانا کافی کو جیل مراد آباد کے پاس مجمع عام میں پھانسی دی گئی اور وہیں تدفین عمل میں آئی۔ قبر مبارک جیل کے قریب ہے۔[۱]

مولانا محمد عمر نعیمی بن محمد صدیق (م ۱۳۸۵ھ) علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ شہادت سے تقریباً ۳۵ سال بعد مولانا کافی کی قبر جو کہ جیل کے قریب واقع ہے سڑک میں آئی تھی جس سے قبر کھل گئی، دیکھا گیا جسم ویسا ہی رکھا تھا۔ مولانا نعیمی مراد آبادی کے نانا شیخ کرامت علی ٹھیکیدار نے جسم مبارک کو دوسری جگہ عقب جیل دفن کرا دیا تھا۔[۲]

تاثرات پروفیسر محمد ایوب قادری

جنگ آزادی ۱۸۵۷ء برصغیر پاک و ہند کی وہ منظم اور ہمہ گیر تحریک تھی کہ جس میں انہوں نے وطن عزیز کو غیر ملکی اقتدار سے آزاد کرانے کیلئے ہر ممکن کوشش کی، اس تحریک میں اگر ایک طرف امراء و روسا اور فوجی طاقت پیش پیش تھی تو دوسری طرف علماء و صلحاء و فقراء و شعراء اور عوام بھی شریک تھے۔ فتویٰ جہاد سے علماء کی مساعی جمیلہ کا اندازہ ہوتا ہے۔ فقراء نے فقیری کے پردے میں بیعت جہاد شروع کر دی۔ شعراء بھی بزم سخن چھوڑ کر میدانِ رزم میں آگئے۔ مجاہدین نے غیر ملکی حکومت کے قدم اکھاڑ دیئے۔ انہیں سرفروشی اور کفن بردوش مجاہدین میں سے مولانا کافی ہیں جنہوں نے مسند علم و بزم سخن چھوڑ کر جنگ آزادی ۱۸۵۷ میں مردانہ وار حصہ لیا اور جام شہادت نوش فرمایا۔

(العلم کراچی، جنگ آزادی نمبر، اپریل تا جون ۱۹۵۷ء، صفحہ نمبر ۱۰۹)

---

[۱] جنگ آزادی ۱۸۵۷ء صفحہ نمبر ۵۶۵، ۵۶۶
جنگ آزادی کے مسلم مشاہیر صفحہ نمبر ۱۵۲ طبع لاہور بار اول ۱۹۸۶ء

[۲] جنگ آزادی کے مسلم مشاہیر صفحہ نمبر ۱۵۳
العلم (کراچی) جنگ آزادی نمبر صفحہ نمبر ۱۱۷، اپریل تا جون ۱۹۵۷ء
اٹھارہ سو ستاون کے مجاہد از غلام رسول مہر صفحہ نمبر ۳۱۱ طبع لاہور ۱۹۷۱ء

مولانا مفتی صدرالدین آزردہ دہلوی علیہ الرحمۃ

جب بانی تحریک آزادی ۱۸۵۷ء سید احمد اللہ شاہ مدراسی دہلی گئے باوجودیکہ علاوہ بڑے بڑے شیوخ طریقت رشد وہدایت کی محفل جمائے بیٹھے تھے اور علماء کرام درس و تدریس اور تصنیف وتالیف میں لگے ہوئے تھے۔ مولوی احمد اللہ شاہ ہر ایک عالم دین اور بزرگ سے ملے۔ وقت کی نزاکت کا احساس دلایا اور ان کے سامنے روئے دھوئے مگر ان کی فغاں اور بکا پر کسی نے کان نہ دھرے حضرت مفتی صدرالدین آزردہ نے کچھ کچھ آمادگی کا اظہار کیا اور مشورہ دیا کہ آگرے جاکر اصلاحی تحریک کو کامیاب بنایا جائے۔[1]

۱۸۵۷ء/۱۲۷۳ھ میں ہندوستان کے طول وعرض میں حصول آزادی کا غلغلہ بلند ہوا۔ یہ نہایت نازک موقع تھا۔ جس میں بلاشبہ غیر مسلموں نے بھی حصہ لیا اور مالی وجان کی قربانیاں پیش کیں۔ لیکن ہندوستان کے مسلمان کی بالخصوص بہت بڑی تعداد انگریزوں کے خلاف میدان محاربہ میں نکل آئی اور اجنبی اقتدار کے مقابلے میں صف آراء ہوگئی تھی۔ علمائے ہند نے اس کو جہاد قرار دیا اور جن مشہور وممتاز علماء نے فتویٰ جہاد پر دستخط کیے ان میں صدرالصدور مفتی صدرالدین دہلوی کا اسم گرامی بھی شامل ہے۔[2]

مفتی جیون لال لکھتے ہیں:

علامہ فضل حق خیرآبادی نے مشورہ کے بعد آخری تیر ترکش سے نکالا بعد نماز جمعہ جامع مسجد (دہلی) میں علماء کے سامنے تقریر کی، استفتاء پیش کیا، مفتی صدرالدین خاں آزردہ صدرالصدور دہلی مولوی عبدالقادر، قاضی فیض اللہ دہلوی، مولانا فیض احمد بدایونی، ڈاکٹر مولوی وزیر خاں اکبرآبادی، سید مبارک شاہ رامپوری نے دستخط کر دیے اس فتویٰ

[1] ایسٹ انڈیا کمپنی اور باغی علماء از مفتی انتظام اللہ شہابی صفحہ نمبر ۶۷، ۶۸ طبع لاہور

[2] فقہائے پاک وہند صفحہ نمبر ۳۱۵ جلد اول طبع لاہور

(جہاد) کے شائع ہوتے ہی ملک میں عام شورش بڑھ گئی۔ دہلی میں نوے ہزار سپاہ جمع ہو گئی تھی۔[1]

مفتی صاحب کے مکان اور مدرسہ[2] میں ہر وقت مجاہدین کا جمگھٹا رہتا تھا۔ اور اس اہم مسئلے کے تمام پہلو زیر بحث آتے تھے۔ لیکن جب یہ تحریک جہاد ناکام ہو گئی اور ملک پر انگریزوں نے مکمل قبضہ کر لیا تو انگریزوں کی مخالفت میں جو لوگ گرفتار ہوئے اور مستحق سزا ٹھہرے ان میں مفتی صدر الدین کا نام نامی بھی شامل تھا۔

۱۸۵۷ء کے بعد مفتی صاحب کو شدید زخم چشم پہنچا۔ ملازمت بھی ختم ہو گئی اور تیس (۳۰) سال کی مدت ملازمت ہی جو کچھ کمایا تھا وہ بھی بہ حق سرکار ضبط ہوا اور منقولہ وغیر منقولہ تمام جائیداد چھین لی گئی بلکہ فتویٰ جہاد پر دستخط کے سلسلے میں چند مہینے نظر بند بھی رہے۔ کتب خانہ جو مختلف علوم وفنون کی بہت سی قیمتی اور نایاب کتابوں پر مشتمل تھا اور تین لاکھ روپے کی مالیت کا تھا انگریزوں کے قبضے میں آیا اور پھر نیلام ہوا۔ مفتی صاحب کو سب سے زیادہ افسوس اس کتب خانے کا تھا۔[3]

جب حالات کچھ اعتدال پر آئے تو جائیداد کی واپسی کے سلسلے میں مفتی صاحب لاہور تشریف لائے اس زمانے میں پنجاب کا چیف کمشنر لارڈ جان لارنس تھا وہ دہلی رہ چکا تھا اور مفتی صاحب ممدوح سے بہت تعلق رکھتا تھا۔ لاہور میں آنے کا مقصد جائیداد کی واپسی

---

[1] غدر کی صبح وشام (روزنامچہ) از منشی جیون لال۔ بحوالہ مقدمہ الثورۃ الہندیہ مترجم صفحہ نمبر ۱۳۱

• ایسٹ انڈیا کمپنی اور باغی علماء صفحہ نمبر ۹۲ طبع لاہور

[2] مدرسہ دار البقاء دہلی: یہ مدرسہ جامع مسجد دہلی کے جنوبی دروازے کے قرب حجروں میں واقع تھا اور ایک زمانے میں معقول ومنقول کی تعلیم کا ایک بڑا مرکز سمجھا جاتا تھا مولوی صدر الدین آزردہ نے اس کا اپنے زمانہ میں احیاء کیا تھا، حجروں کی مرمت کرائی۔ مدرسین کا انتظام کیا طلبہ کیلئے قیام وطعام کی سہولتیں فراہم کیں۔ طلبہ کے لباس کی ضرورتوں کو وہ پارچہ سے خود پورا کرتے تھے اور طلبہ کو درس وتدریس کیلئے بھی وقت دیتے تھے۔ ۱۸۵۷ء کے انقلاب میں مدرسہ بالکل بند ہو گیا۔ (مجلہ علم وآگہی کراچی ۱۹۷۴ء، ۱۹۷۵ء صفحہ نمبر ۲۵)

[3] فقہائے ہند از محمد اسحاق بھٹی صفحہ نمبر ۳۱۷، ۳۱۸ جلد اول طبع لاہور

کے بارے میں جان لارنس سے گفتگو کرتا تھا، لیکن جائیداد منقولہ نیلام ہو چکی تھی لہذا اس کی واپسی ناممکن تھی۔ البتہ غیر منقولہ جائیداد جو انگریزی حکومت نے ضبط کر لی تھی واگزار ہو گئی۔

مولانا فقیر محمد جہلمی لکھتے ہیں:

(نظر بندی سے رہائی کے بعد) مفتی صاحب لاہور میں تشریف لائے اور واسطے کتب اپنے خانہ مالیتی تین لاکھ روپے کے جو دہلی کی لوٹ میں نیلام ہو گیا تھا، لارڈ جان لارنس صاحب کے پاس جو اس وقت پنجاب کے چیف کمشنر تھے اور مولانا ممدوح کے دہلی میں بڑے مہربان رہ چکے تھے مطالبہ کیا لیکن چونکہ جائیداد منقولہ کے نیلام کا واپس ہونا متعذر تھا۔ اس لئے اپنے مطلب میں کامیاب نہ ہو سکے۔ لیکن اتنا ہو گیا کہ جائیداد غیر منقولہ جو سرکار میں ضبط ہو گئی تھی واگزار ہو گئی [۱]

مفتی صاحب کا ایک عظیم کارنامہ

جامع مسجد (دہلی) غدر ۱۸۵۷ء میں انگریزوں کے قبضہ میں آ گئی تھی یہ مقدس عمارت، فوجی ہسپتال کے کام میں تقریباً ۲ رسال تک رہی۔ مسلمانانِ دہلی فریضہ نماز کی ادائیگی سے محروم تھے۔ جب دلّی میں امن چین ہو گیا تو مفتی صاحب نے عمائد شہر کی ہمنوائی میں مسجد کی واگزاشت کی سعی کی۔ آپ کے شرکاء میں سے شاہی خاندان کے فرد مرزا الٰہی بخش بھی تھے۔ چنانچہ گورنمنٹ نے یہ مسجد مسلمانوں کے حوالے کر دی اور اس کی ایک انتظامیہ کمیٹی بنا دی۔ مفتی صاحب بھی ایک رکن تھے۔

(ایسٹ انڈیا کمپنی اور باغی علماء صفحہ نمبر ۱۰۱)

---

[۱] حدائق حنفیہ صفحہ نمبر ۴۹۹ طبع لاہور، فقہائے ہند صفحہ نمبر ۳۱۸ جلد اول طبع لاہور

مولانا امام بخش صہبائی علیہ الرحمۃ

۱۷۶۲ء میں پیدا ہوئے۔ والد ماجد کی طرف سے فاروقی اور والدہ کی طرف سے سید تھے۔ ان کے والد کا نام محمد بخش تھا۔ تھانیسر سے نقل مکانی کر کے دہلی آئے اور کوچہ چیلاں میں سکونت اختیار کی۔ امام بخش کی علمیت کا ڈنکا بقول مرزا فرحت اللہ بیگ سارے ہندوستان میں بج رہا تھا۔ دہلی کالج کے صدر مدرس فارسی تھے۔

صہبائی کے ساتھی مولانا فضل حق، مفتی صدرالدین آزردہ وغیرہ اس جنگ آزادی میں شریک تھے۔ انکو بھی شرکت کرنی پڑی۔ قلعہ بہادر شاہ نے مجلس شوریٰ منعقد کی۔ اس میں یہ بھی بلائے گئے جب پانسا الٹا پڑا۔ انگریز فاتح طور سے داخل ہوئے۔

جہاں کی تشنہ خوں تیغ آب دار ہوئی
سنان نیزہ ہر ایک سینہ سے دو چار ہوئی
رسن ہر ایک بشر کے گلے کا ہار ہوئی
ہر ایک سمت سے فریاد گیر دار ہوئی
ہر ایک دشت قضا میں کشاں کشاں پہنچا
جہاں کی خاک تھی جس جس کی وہ وہاں پہنچا
ہر ایک شہر کا پیر اور جوان قتل ہوا
ہر ایک قبلہ و ہر خاندان قتل ہوا
ہر ایک اہل زباں خوش بیان قتل ہوا
غرض خلاصہ یہ ہے ہر اک جہان قتل ہوا
گھروں سے کھینچ کے کشتوں پہ کشتے ڈالے ہیں
نہ گور ہے نہ کفن نہ رونے والے ہیں[1]

[1] ایسٹ انڈیا کمپنی اور باغی علماء از مفتی انتظام اللہ شہابی صفحہ نمبر ۱۲۰ طبع لاہور

مولانا تحریک آزادی کے مجاہد تھے ان کے بھانجے مولانا میر قادر علی کا کہنا ہے کہ وہ ایک روز ماموں کے ساتھ کٹرہ مہر پرور کی مسجد میں نماز فجر پڑھ رہے تھے۔ پہلی ہی رکعت تھی کہ فرنگی وَن وَن کرتے آپہنچے۔ امام صہبائی کے صافے سے مشکیں کس لی گئیں۔ اس وقت دہلی پر قیامت ٹوٹی ہوئی تھی۔ ان کو دریا کے کنارے پر لایا گیا۔ ایک مسلمان افسر نے ان سے کہا کہ موت تمہارے سر پر ہے گولیاں تمہارے سامنے ہیں اور دریا تمہاری پشت پر ہے۔ تم میں سے جو لوگ تیرنا جانتے ہیں وہ دریا میں کود پڑیں۔ میر قادر علی بہت اچھے تیراک تھے۔ مگر مولانا امام بخش اور ان کے صاحبزادے مولانا شور تیرنا نہ جانتے تھے۔ میر قادر علی نے گوارا نہ کیا کہ ان کو چھوڑ کر اپنی جان بچائیں لیکن ماموں کا اشارہ پا کر دریا میں کود پڑے۔ کوئی پچاس یا ساٹھ گز ہی گئے ہوں کہ گولیوں کی آواز نے مولانا امام بخش اور باقی افراد کی شہادت کی تصدیق کر دی۔

حضرت اکبر الہ آبادی لکھتے ہیں:

وہی صہبائی جو تھے صاحب قول فیصل
ایک ہی ساتھ قتل ہوئے پدر اور پسر

دوسری روایت نواب صدیق حسن خاں کی ہے۔

جن کا خیال ہے کہ مولانا کو پھانسی دی گئی۔ مفتی صدر الدین آزردہ نے آپ کا ذکر ان درد بھرے الفاظ میں کیا ہے۔

روز وحشت مجھے صحرا کی طرف لاتی ہے!
سر ہے اور جوش جنوں سنگ ہے اور چھاتی ہے
ٹکڑے ہوتا ہے جگر جی میں یہ بن آتی ہے
مصطفٰے خاں کی ملاقات جو یاد آتی ہے
کیونکہ آزردہ نکل جائے نہ سودائی ہو
قتل اس طرح سے بے جرم جو صہبائی ہو [1]

[1] جنگ آزادی ۱۸۵۷ء کے مسلم مشاہیر صفحہ نمبر ۱۶۸، ۱۶۹، طبع اوّل ۱۹۸۶ء لاہور

حضرت اکبر الہ آبادی نے ان کی دردناک شہادت پر مندرجہ ذیل مرثیہ لکھا،

ندانم کجا رفت آں نعش پاک ...... ملک بردیا ماند بر روئے خاک

ندانم کسے داد اورا کفن ...... دیا ماند جوں سایہ برخاک تن

ندانم چہ کرد است با او سپہر ...... زجامہ کفن کردیا تاب مہر

بخاکش نمودند اور انہاں ...... دیا مرتفع شد سوئے آسماں

کسے فاتحہ ہم برو خواندہ است ...... بعطر گلابی بر افشاندہ است

کدای گل و بلبل و یادوشت ...... بخاکش بحسن عقیدت گزشت

الٰہی بیا مرزا مظلوم ارا ...... کلاہ شہی دہ بہ ملک بقا

بفردوس اعلیٰ بود جائے او

بہست بریں باد ماوائے او [۲]

آپ کا صرف ایک بھانجا بچا جو آپ کا داماد بھی تھا۔ آپ کی شہادت کے بعد آپ کا گھر کھدوادیا گیا اور جو کچھ ملا...... انگریزوں نے لوٹ لیا۔[۳]

شہداء میں آفتاب ومہتاب

ان شہداء میں آفتاب ہند مولانا صہبائی کے علاوہ دوسرے استاذ فن سید محمد امیر عرف "میر پنجہ کش" بھی تھے جن کی خوشنویسی کا لوہا تمام ہندوستان مانتا تھا۔ اور اُن کے ہاتھ کے لکھے ہوئے حرف سونے چاندی کے عوض خریدے جاتے تھے۔ وہ بھکاری فقیروں کو ایک حرف لکھ کردے دیتے تھے جو ایک روپیہ کے نوٹ کی طرح ہر جگہ روپیہ کا بکتا تھا۔ (افسوس کہ یہ صاحب کمال بھی دریا کی ریتی میں شہید ہوا)۔ (علماء ہند کا شاندار ماضی صفحہ نمبر ۲۴۰ جلد ۴)

---

[۱] ایسٹ انڈیا کمپنی اور باغی علماء صفحہ نمبر ۱۲۱، طبع لاہور

[۲] آزادی کی ان کہی کہانی از گل محمد فیضی صفحہ نمبر ۱۱۶، ۱۱۷

منشی رسول بخش کاکوروی علیہ الرحمۃ

آپ کے مورث اعلیٰ ابوبکر حاجی علوی کے صاحبزادے ملک بہاؤ الدین سلاطین شرقیہ کی طرف سے کاکوری فتح کرنے کی غرض سے آئے اور فتح کے بعد وہیں مقیم ہوگئے۔ منشی رسول بخش نواب واجد علی شاہ کی فوج میں ملازم تھے۔

آپ فرنگیوں کے سخت دشمن تھے اور اُن کا تختہ الٹنے کیلئے آپ نے اپنے ہم خیال افراد کو جمع کرنا شروع کیا۔ آپ نے تحریک آزادی کے قائدین سے بھی ملاقاتیں کیں۔ جن میں عظیم اللہ بھی شامل تھے۔ آپ نے اودھ کی چھاؤنیوں کے مختلف افسروں سے مل کر انہیں جہاد کیلئے تیار کیا اور ان کی ماتحت فوج کیلئے تنخواہ کا بھی انتظام کرلیا تھا۔ میرٹھ میں تحریک کے آغاز کے دوسرے روز فوجیں لکھنؤ میں داخل ہونے والی تھیں۔ منشی رسول بخش کے کئی اہلکاروں کے ساتھ تعلقات تھے۔ ان میں سے پولیس کے ایک اہلکار نے کرنل بیلی کے پاس جاکر آپ کی سرگرمیوں کے بارے میں مطلع کردیا۔ آپ کے بڑے صاحبزادے منشی عبدالصمد اور دیگر شریک کار اٹھارہ (۱۸) نفوس سمیت گرفتار کرلئے گئے۔ ان تمام کو شاہ پیر محمد کے ٹیلہ پر پھانسی کے تختے پر لٹکا دیا گیا۔ نیز آپ کے خاندان کے تمام افراد کو گرفتار کرنے کا حکم بھی دے دیا گیا۔

آپکے دوسرے دو فرزندوں منشی عبدالحیٔ اور منشی عبدالعزیز کو کاکوری میں اس سانحہ ارتحال کی خبر ملی تو وہ باقی اہل خاندان کے ساتھ گھر چھوڑ کر روپوش ہونے کی غرض سے نکل کھڑے ہوئے۔ شاہ تراب علی سجادہ نشین تکیہ شریف کاظمیہ کاکوری نے اپنے مکان کے زنانہ حصہ میں کئی ماہ تک ٹھہرائے رکھا۔ اسکے بعد سندیلہ جاکر اپنے ایک عزیز کے ہاں روپوش ہوئے۔[1]

نیز مال و اسباب ضبط ہوا، جس کا نیلام کیا گیا۔ مرزا فرخندہ بخش شاہزادے نے جس کو خرید کیا۔[2]

[1] جنگ آزادی کے مسلم مشاہیر صفحہ نمبر ۱۶۰، ۱۶۱
[2] ایسٹ انڈیا کمپنی اور باغی علماء صفحہ نمبر ۱۳۵

مفتی عنایت احمد کاکوروی علیہ الرحمۃ

سرکاری ملازم تھے۔ علی گڑھ سے بحیثیت صدر امین تبادلہ ہوا۔ تو بریلی اُٹھ آئے۔ اسی دوران ۱۸۵۷ء کی آزادی کے شعلے بھڑکنے لگے۔ آپ نے اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ بریلی کے انقلابی گروہ کی مشاورتی مجالس میں برابر شریک ہوتے رہے۔ نواب خان بہادر خان کی قیادت میں کارہائے نمایاں سرانجام دیئے۔ بریلی مجاہدین آزادی کا مرکز تھا، یہاں مجاہدین کی ہر قسم کی امداد و اعانت مولانا رضا علی خاں اور مولانا علی نقی خاں فرما رہے تھے۔ آپ نے ان کے ساتھ مل کر بھی بڑی خدمات انجام دیں۔ جنرل بخت خاں بریلی پہنچے تو مفتی صاحب آپ کے ساتھ ہوگئے۔ پھر تھوڑے عرصہ کے بعد بریلی واپس آئے۔ خان بہادر کی مجلس مشاورت کے علاوہ میدان کارزار میں بھی شریک رہے۔ لیکن آخرکار انگریزی تسلط قائم ہوگیا۔ مفتی صاحب بھی گرفتار کرلئے گئے جس دوام بعبور دریائے شور کی سزا دی گئی۔ قید و بند کی سختیوں کے باوجود تصنیف و تالیف میں مشغول رہے۔ تاریخ حبیب اللہ تالیف کی اور تقویم البلدان کا ترجمہ کیا۔ رہائی کے بعد وطن واپس پہنچے اور درس و تدریس میں مشغول ہوگئے۔ مفتی صاحب حج کیلئے تشریف لے گئے۔ جدہ کے قریب جہاز پہاڑ سے ٹکرا کر ڈوب گیا۔ آپ نماز احرام باندھے ہوئے غریق و شہید ہوئے یہ واقعہ ۱۷ شوال ۱۲۷۹ھ کا ہے۔ رحمت ہو خدا کے ان نیک بندوں پر جن کی زندگی امت مسلمہ کی آزادی اور بہبود کیلئے وقف رہی۔[1]

---

[1] آزادی کی ان کہی کہانی از گل محمد فیضی صفحہ نمبر ۱۰۹ تا ۱۱۱

ایسٹ انڈیا کمپنی اور باغی علماء صفحہ نمبر ۱۲۳ — علمائے ہند کا شاندار ماضی جلد ۴ صفحہ نمبر ۴۳۷

بطلِ حریت

اللہ اللہ اس رہِ حق کے مسافر کا چلن ...... جو رہا باطل کے ہر ظلم و ستم پر خندہ زن
وہ نشانِ عظمت اسلام ، بطل حریت ...... جس کی ٹھوکر میں رہا تاج سلاطین زمن
آسمان اہل سنت کا درخشاں آفتاب ...... ہند کے ظلمت کدوں پر جو رہا پر تو فگن!
جس کی درویشی پہ دارا و سکندر ہوں نثار ...... تاج شاہی سے ہے بڑھ کر جس کی تار پیرہن
شیر دل، بے باک، جرأت آزما، جنگ آشنا ...... مردِ سیداں، قوت بازوئے حق، باطل شکن
موت کا رسیا ، طلبگار شہادت ، مرد حق ...... زندگی سے کھیلنے والا شہید بے کفن
پابجولاں جرمِ آزادی میں گھر کو چھوڑ کر ...... تیرہ و تاریک صحرا میں رہا جو خیمہ زن
جس کے نغموں نے پریشاں کردیا صیاد کو! ...... مدتوں روئیں گے جس کو ہم صفیران چمن
جس نے بنیادیں ہلا دیں قصر استعمار کی ...... کاٹ ڈالے جس نے محکوموں کے زنجیر و رسن
کعبہ اہل صفاؤ ، قبلہ ارباب دین! ...... ماحیٔ کفر و ضلالت ، حامیٔ دین حسن!
تا دم آخر عنایت جس پہ احمد کی رہی ...... اب بھی جس کی قبر پر بے سایہ ہے سایہ فگن!

جس سے تاریخ جہاد حریت تابندہ ہے
نام جس کا زندہ ہے جس کا عمل پائندہ ہے
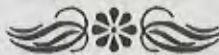
فاتح عیسائیت مولانا رحمت اللہ کیرانوی علیہ الرحمۃ

آپ ضلع مظفر نگر کے پرگنہ کیرانہ کے سپوت تھے۔ باعلم عالم تھے۔ جب تحریک آزادی کا آغاز ہوا تو آپ نے اس میں بھر پور حصہ لیا۔

جب نواح کیرانہ میں مولانا رحمت اللہ فرنگی فوج کا مقابلہ کر رہے تھے۔ بظاہر مجاہدین کی پوزیشن کافی مستحکم تھی، لیکن غداروں کی وجہ سے صورت حال تبدیل ہوگئی۔ مولانا رحمت اللہ کو گرفتار کرنے کیلئے کیرانہ کے محلہ دربار کا محاصرہ کیا گیا، گھر گھر کی تلاشی لی گئی لیکن مولانا ایک قریبی دیہات پنجیٹھ پہنچ چکے تھے جہاں آپ کو کیرانہ کے قرب و جوار کی اطلاعات ملتی رہتی تھیں۔ اسی دوران میں فرنگی فوج کا ایک گھوڑ سوار دستہ پنجیٹھ کی طرف روانہ ہوا تو گاؤں کے مکھیا نے مولانا اور ان کے رفقاء کو منتشر کر دیا۔ مکھیا کے مشورے پر مولانا کھیتوں میں گھاس کاٹنے میں مصروف ہوگئے۔ مولانا فرماتے ہیں کہ میں گھاس کاٹ رہا تھا اور گھوڑوں کے ٹاپوں سے جو کنکریاں اڑتی تھیں وہ میرے جسم پر پڑتی تھیں۔ پورے دیہات کی تلاشی لی گئی۔ مکھیا کو حراست میں لے لیا گیا لیکن مولانا نہ ملے۔

جب فرنگیوں نے حالات پر قابو پالیا تو مولانا پر غیر حاضری میں مقدمہ چلایا گیا اور آپ کی گرفتاری کیلئے ایک ہزار روپے کا انعام مقرر کیا گیا۔ مولانا اپنا نام مصلح الدین رکھا اور بھیس بدل کر دہلی چلے گئے جہاں سے حجاز مقدس جانے کیلئے جے پور اور جودھپور کا راستہ اختیار کیا۔ وہاں سے سورت گئے اور اس طرح مکہ معظمہ چلے گئے۔ فرنگیوں نے مولانا اور ان کے خاندان کی املاک ضبط کر کے نیلام کر دی گئی۔ جو جائیداد پانی پت میں نیلام ہوئی وہ لاکھوں روپے کی مالیت تھی لیکن محض ایک ہزار چار سو بیس روپے میں فروخت ہوئی۔[1]

---

[1] جنگ آزادی کے مسلم مشاہیر صفحہ نمبر ۱۶۵، ۱۶۶

حضرت مولانا فیض احمد بدایونی علیہ الرحمۃ

آپ آگرہ میں ایک سرکاری عہدے پر فائز تھے۔ ۲؍جولائی کو بخت خاں کے دہلی میں داخلے کے بعد آپ بھی وہاں آگئے۔ مولانا فضل حق خیر آبادی کے فتویٰ جہاد پر دستخط کیے۔ جب مولانا احمد اللہ شاہ آگرہ آئے تو آپ بھی تحریک آزادی کے داعی بن گئے۔

جب دہلی میں بخت خاں کے کاز کو نقصان پہنچا تو مولانا فیض احمد اور ڈاکٹر وزیر خاں، جو طویل عرصے سے جرنیل کے ساتھی تھے بھی لکھنؤ اٹھ آئے اور مولانا احمد اللہ شاہ کی کمان میں لڑے۔

سقوط لکھنؤ کے بعد دونوں بدایوں چلے گئے اور شہزادہ فیروز شاہ کے دوش بدوش لڑائی میں حصہ لیا۔ جب وہاں بھی لڑائی میں حصہ لیا۔ جب وہاں بھی لڑائی ناکامی بدل گئی تو محمدی چلے گئے۔ اور دوبارہ مولانا احمد اللہ شاہ کے ساتھ مل گئے مولانا کی شہادت کے بعد مولانا فیض احمد مکمل طور پر غائب ہو گئے۔ آپ کے اہل خاندان نے آپ کو قسطنطنیہ (استنبول) تک تلاش کیا لیکن ان کو کامیابی نہ ہوئی۔[۱]

مولانا محمود احمد کانپوری لکھتے ہیں:

(فتویٰ جہاد) پر دستخط کرنے کے علاوہ مختلف مقامات پر لڑائی میں شرکت کی...... آپ کے ماموں حضرت سیف اللہ المسلول [۲] قدس سرہٗ نے آپ کی تلاش میں ممالک عربیہ کا سفر کیا اور قسطنطنیہ تک تشریف لے گئے مگر آپ کا سراغ نہ ملا۔[۳]

---

[۱] جنگ آزادی کے مسلم مشاہیر صفحہ نمبر ۱۶۹، ۱۷۰

[۲] مولانا فضل رسول بدایونی (م ۱۲۸۹ھ)

[۳] تذکرہ علمائے اہل سنت از محمود احمد کانپوری صفحہ نمبر ۲۱۲ — اکمل التاریخ، ترجمہ مولانا فیض احمد

مولانا رضی اللہ بدایونی علیہ الرحمۃ

''ایمان نہیں کھو سکتا، جان دینا آسان ہے''

آپ بدایوں سے تعلق رکھتے تھے۔ اور نسب کے لحاظ سے صدیقی شیخ تھے۔ ممتاز عالم دین تھے اور اپنے علم کی وجہ سے شہرت رکھتے تھے۔ بدایوں کے کلکٹر کارمیکل نے عربی سیکھنے کیلئے آپ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا تھا۔[۱]

مولانا نے تحریک آزادی میں بھرپور حصہ لیا۔ اور جہاد کی روح پھونکی۔ تحریک کی ناکامی کے بعد گرفتار ہوئے تو مولانا کا مقدمہ پیش ہوا۔ مولانا طفیل احمد (مرحوم) لکھتے ہیں: تو صاف اقبال جرم کیا۔ کلکٹر نے کارروائی ملتوی کی اور کہلا بھیجا کہ جرم سے انکار کردیں تو بچ جائیں گے مگر دوسرے روز دوبارہ اقبال جرم کیا۔ مجبوراً کلکٹر کو سزائے موت کا فیصلہ دینا پڑا۔ جب گولی ماری جانے لگی تو کارمیکل اپنے جذبات پر قابو نہ رکھ سکا اور رقت آمیز لہجے میں آپ سے استدعا کی کہ اب بھی اگر آپ تحریک میں شرکت کے جرم سے انکار کردیں تو میں آپ کو موت سے بچالوں گا، اس پر مولانا نے بڑی ترش روئی سے کہا کہ میں تمہاری وجہ سے اپنا ایمان اور اپنی عاقبت خراب کرلوں؟ یہ کہہ کر بخوشی جان دے دی۔[۲]

اللہ تعالیٰ ان کی قبر پر ہزاروں رحمتیں نازل فرمائے۔

---

[۱] ایسٹ انڈیا کمپنی اور باغی علماء صفحہ نمبر ۱۲۲

[۲] مسلمانوں کا شاندار مستقبل صفحہ نمبر ۳۶۳ جلد ۴
جنگ آزادی کے مسلم مشاہیر صفحہ نمبر ۱۷۰/ ایسٹ انڈیا کمپنی اور باغی علماء صفحہ نمبر ۱۲۳

آپ نے فرخ آباد عوام کو فرنگیوں کے خلاف ابھارنے میں نمایاں کردار ادا کیا۔ آپ نے پٹیالہ کی لڑائی میں حصہ لیا پکڑے گئے اور پھانسی پائی۔ بھاری بھر کم ہونے کی بنا پر پھانسی کا پھندا آپ کی جدوجہد سے ٹوٹ گیا بعد میں زیادہ مضبوط رسے سے پھانسی دی گئی۔[۱]

مولانا عبدالجلیل بن مولانا ریاض الدین (شارح قصیدہ بردہ شریف) جامع مسجد علی گڑھ کے امام تھے۔ اور وہیں آپ کا حلقہ درس بھی قائم تھا۔ جب علی گڑھ انگریزوں سے خالی ہوا تو زمام قیادت آپ کے حوالہ کی گئی۔ جولائی یا اگست میں انگریز تازہ دم فوجیں لے کر آگرہ کی جانب سے علی گڑھ پر حملہ آور ہوئے۔ مولانا اپنے ساتھیوں کے ساتھ مقابلہ کیلئے سینہ سپر ہو گئے۔ مڈراک کی سڑک پر انگریزی فوجوں سے تصادم ہوا۔ مقابل تازہ دم اور تمام سامان سے مسلح تھا۔ اور اس طرف جوش آزادی اور ولولہ قربانی تھا۔ جس نے آپ کو میدان جنگ میں ثابت قدم رکھا۔ یہاں تک کہ بہتر ساتھیوں کے ساتھ آپ نے اسی میدان میں جام شہادت نوش فرمایا۔ تمام شہداء کے مزارات جامع مسجد دہلی کے شمالی دروازہ کے بالکل قریب ہیں۔ نیز مولانا شہید کے تمام مکانات اور جائیداد کو کھدوا کر پھینک دیا گیا۔ (ان کے بچوں کیلئے) نہ رہنے کی کوئی جگہ تھی اور نہ ٹھہرنے کیلئے کوئی ٹھکانہ۔[۲]

---

۱ جنگ آزادی کے مسلم مشاہیر صفحہ نمبر ۱۸۰

۲ علماء ہند کا شاندار ماضی نمبر ۳۱۶، ۳۱۷، جلد ۴

مولانا وہاج الدین مرادآبادی علیہ الرحمۃ

شہید ملت ندائے قوم مولوی وہاج الدین عرف مولوی منور رحمۃ اللہ علیہ مرادآباد کے ممتاز، باأثر، قوم پرور اور جلیل القدر رئیس تھے۔ نہایت ہی فیاض، سیر چشم اور مہمان نواز تھے۔ ان کا دستر خوان فراخ تھا۔ مذہب کے معاملے میں آہنی ستون، عبادت گزار، بے مثل شجاع، اخلاق کی بلندی کا یہ عالم تھا کہ ہر اعلیٰ و ادنیٰ کے ساتھ خندہ پیشانی سے پیش آتے تھے جنگ آزادی ۱۸۵۷ء میں بھرپور حصہ لیا اور ہر محاذ پر انگریزوں کو شکست پر شکست دی اور جوانمردی کے جوہر دکھائے۔

رمضان المبارک کا مہینہ اور عصر و مغرب کے درمیان کا وقت تھا کہ فوجی دستہ نے مولانا کی قیام گاہ کا محاصرہ کرلیا۔ پہلے ہی نمک خوار مخبر آگے بڑھا۔ مولانا تنہا مکان میں تشریف فرما تھے۔ ان کو اپنی آمد کی خبر کرائی۔ مولانا وہاج الدین ان دنوں انتہائی محتاط تھے۔ مگر آنے والے کا نام سنتے ہی ان کی احتیاط اور وقت کی نزاکت، نرم دلی اور خلوص و ہمدردی کے نیچے دب گئی۔ اور انہوں نے فوراً ہی صدر دروازہ کھول دینے کا حکم صادر فرمایا۔ دروازہ کھلتے ہی ساتھ ساتھ فوجی رسالہ دیوان خانہ میں داخل ہوا۔ اور آزادی سے آگے بڑھا۔ اس پر ایک نمک حلال ملازم نے تیوری بدل کر مداخلت کی جسے اسی وقت شہید کردیا گیا۔ مولوی صاحب نے اپنی بندوق جو قریب ہی رکھی تھی اٹھائی، لیکن معاً ان پر گولیاں برس پڑیں اور ان کی روح کلمہ پڑھتی ہوئی قفس عنصری سے عالم بقا کو پرواز کرگئی۔

آقا اور ملازم کی نعش فوجی رسالہ اپنے ساتھ لے گیا اور ان کی تمام جائیدادیں ضبط کرلیں۔ مولانا وہاج الدین صاحب اور ان کے ملازم کی پختہ قبریں محلہ کنجری سرائے میں کچہری روڈ پر نعل بندوں کی مسجد کے قریب ایک خطیرہ میں ہیں [1]

---

[1] علمائے ہند کا شاندار ماضی صفحہ نمبر ۳۸۴، ۳۸۵ جلد ۴

حضرت شاہ جی غلام بولن سیوہاروی علیہ الرحمۃ

آپ مرادآباد کے مشہور قادری بزرگ حضرت شاہ بلاقی الملقب شاہ بولن (متوفی ۱۱۳۹ھ) کے پرپوتے تھے۔ ۱۸۵۷ء کے انقلاب میں آپ کا لنگر خانہ تمام غریبوں مسافروں اور فقر وفاقہ کے ہاتھوں پریشان لوگوں کیلئے کھلا ہوا تھا۔ سب آتے تھے اور کھانا کھاتے تھے۔

انگریزوں نے غلبہ پاکر جو تفتیش کی تو آپ کو اس الزام میں گرفتار کیا گیا کہ آپ انگریزوں کے دشمنوں کی مدارات کرتے ہیں اور اُن کو کھانا کھلاتے ہیں اس گرفتاری کا باعث ایک چغل خور بدبخت تھا جو بظاہر آپ کا مرید اور معتقد بنا ہوا تھا لیکن یہ بدبخت انگریز کا خیر خواہ تھا۔

آپ کو گرفتار کر کے جزیرہ انڈیمان بھیجا گیا اور وہیں ۲؍ ربیع الاوّل ۱۲۷۶ھ کو آپ رحمت حق سے واصل ہوئے۔[1]

تاریخ وصال او خرد گفت ...... ماوائے جہاں غلام بولن
۱۲۷۶ھ
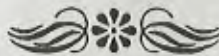
[1] انوار العارفین (فارسی) صفحہ نمبر ۵۴۷ مطبوعہ صدیقی بریلی
علمائے ہند کا شاندار ماضی صفحہ نمبر ۳۰۵، ۳۰۶، جلد ۴

ع صاحب انوار العارفین (صوفی محمد حسین مرادآبادی) نے لکھا ہے کہ حضرت شاہ بولن ہر سال اپنے جدامجد کے مزار کی زیارت کیلئے مرادآباد آتے تھے۔

منشی ذوالفقار الدین علیہ الرحمۃ

آپ بدایوں کے متولیوں کے خاندان سے تھے۔ جب انگریزی تسلط کے بعد گرفتار ہوکر مسٹر کارمیکل کے سامنے بغرض جواب دہی پیش ہوئے، منشی جی کبھی اس انگریز کے ساتھ کام کرچکے تھے۔ وہ چاہتا تھا کہ آپ جرم سے انکار کردیں۔ انہوں نے صاف صاف جواب دیا کہ میں جھوٹ نہیں بول سکتا۔ حق گوئی اور صداقت پسندی کی حد ہوگئی کہ آپ نے جان دے دی، مگر جھوٹی بات سے زبان کو ملوث کرنا پسند نہیں کیا۔ سچ ہے:

کار پاکاں راقیاس از خود مگیر
گرچہ ماند در نوشتن شیر و شیر

آپ کی تاریخ شہادت حسب ذیل کہی گئی ہے۔

کی بغاوت ہوئے قتل آہ ...... شہادت کا رتبہ ملا بالیقیں
مجھے فکر تھی ان کی تاریخ کی ...... کہ ہاتف نے مجھ سے کہا اے ذہیں

یہ مظلوم بے کس کی تاریخ ہے
ہوا مسند آرائے خلد بریں [1]

[1] علمائے ہند کا شاندار ماضی صفحہ نمبر ۳۶۲، ۳۶۳ جلد ۴
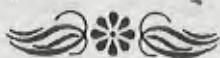
مولانا رضا علی خاں بریلوی علیہ الرحمۃ

مولانا امام احمد رضا فاضل بریلوی کے دادا جان ہیں۔ جب دہلی کے آخری تاجدار بہادر شاہ پر انگریز غالب ہونے لگے اور انگریزوں سے مقابلہ کیلئے جنرل بخت خاں شاہ احمد اللہ مدراسی نے جہاد کمیٹی بنائی تو دہلی سے مولانا فضل حق خیر آبادی اور کاکوری سے مفتی عنایت اللہ کاکوروی (مصنف علم الصیغہ) اور بریلی سے مولانا رضا علی خاں کو منتخب کیا۔

جب روہیل کھنڈ بریلی اکناف میں انگریزی اقتدار بڑھنے لگا تو جنرل بخت[۱] نے مجاہد جلیل مفتی عنایت احمد کو مجاہدین کی تربیت کیلئے بریلی بھیجا اور انہیں ہدایت کی گئی کہ مولانا رضا علی خاں کی ہدایت سے مکمل استفادہ کیا جائے۔ مولانا نے اپنا مال و منال مجاہدین پر صرف کردیا۔ مفتی صاحب نے آپ ہی کے پاس رہ کر میدان کارزار کے منصوبے بنا کر انگریزوں کو شکستوں پر شکستیں دیں۔ مولانا رضا علی خاں کے فرزند ارجمند مولانا نقی علی خاں کی ڈیوٹی مجاہدین کو ہر قسم کا رسد پہنچانے پر لگی ہوئی تھی۔ آپ کی جامع مسجد میں ہر وقت دیگیں چولہوں پر رہتی اور مجاہدین کیلئے لنگر عام ہوتا تھا۔

بدقسمتی سے بعض غدار مسلمانوں اور ہندوؤں کی سازشوں سے تحریک جنگ آزادی کامیاب نہ ہوسکی۔ انگریزوں نے ملک پر قابض ہو کر اکابر بریلی علماء و فضلاء مجاہدین پر بے پناہ مظالم کیے، کئی تو شہید ہو چکے تھے اور بچے کھچے گرفتار کر کے جزیرہ انڈومان کی کال کوٹھڑیوں میں محصور کردیے گئے۔ چنانچہ مجاہدین کی سرگرمیوں کی بنا پر مولانا رضا علی خاں بریلوی کے وارنٹ جاری ہوئے اور ایک انگریز سارجنٹ سپاہی لے کر بریلی پہنچا جس وقت

---

[۱] مولوی احمد اللہ شاہ کے ساتھی تھے۔ جنگ آزادی ۱۸۵۷ء میں نمایاں کردار ادا کیا۔ ناکامیوں کے بعد شاہجہاں اور وہاں سے محمدی، آخرکار اپنے ہمراہیوں سمیت نیپال پور کا راستہ لیا۔ فوجی ساتھ رہی۔ ایسے روپوش ہوئے پھر پتہ نہ لگا۔ (ایسٹ انڈیا کمپنی اور باغی علماء صفحہ نمبر ۱۰۶)

وہ آپ کی مسجد میں گیا آپ تلاوت قرآن مجید میں مشغول تھے، سارجنٹ نے اِدھر اُدھر دیکھا اسے کچھ نظر نہ آیا، باوجود تلاش وہ خائب وخاسر چلا آیا۔ انہیں ایام میں ملکہ برطانیہ نے عام معافی کا اعلان کر دیا اس طرح آپ کو خدا تعالیٰ نے فرنگی استبداد سے محفوظ فرمایا۔[1]

شاد باش اے سرزمین بریلی شاد باش

شاد باش اے موطن شاہ احمد رضا شاد باش

شاد باش اے مرکز جہاد شاد باش

شاد باش اے میدان غزا شاد باش

الحمد للہ رب العالمین

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ

۴ر نومبر ۲۰۰۶ء/۱۱ر شوال المکرم ۱۴۲۷ھ بروز ہفتہ

---

[1] حیات اعلیٰ حضرت از مولانا ظفر الدین بہاری صفحہ نمبر ۳ حصہ اوّل

مجاہدین اکابرین علماء وشہدائے تحریک آزادی از مولانا غلام مہر علی صفحہ نمبر ۵ تا ۷ (مقالہ)

اقبال

• حضرت داتا گنج بخش لاہوری • حضرت ابوالخیر نولکھ ہزاری
• مولانا احمد رضا خاں بریلوی • مولانا محمد الیاس قادری مدظلہ

اسلامی تصوف اور معمولات اہل سنت پر امیر حمزہ وہابی کے اعتراضات کا علمی و تحقیقی جائزہ

شاہراہِ اہلِ سنت

بجواب

شاہراہ بہشت

تالیف

ابو کلیم محمد صدیق فانی

تقریظ

ڈاکٹر مفتی محمد اشرف آصف جلالی

اویسی بک سٹال جامع مسجد رضائے مجتبیٰ
پیپلز کالونی گوجرانوالہ 0333-8173630

انوارِ احناف
بجوابِ انصاف
سعودی تفسیر
پر ایک نظر
مکتبہ قادریہ عالمیہ
نیک آباد مراڑیاں شریف گجرات
0300-6272130